کتابِ میرداد
(روشنی کا مینار و پناہ گاہ)

میخائیل نعیمی کی معروف انگریزی تصنیف

'دی بُک آف میرداد'

کا

اُردو ترجمہ

رادھا سوامی ست سنگ بیاس

ناشر کی جانب سے

'دی بُک آف میرداد' میں کہانی، نظم، فلسفہ اور رُوحانیت کی نادر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مغربی ممالک کے قارئین میں میخائیل نعیمی کی دو درجن سے زیادہ تصنیفات میں اِس کتاب کو سب سے اہم مقام حاصل ہے۔ نعیمی بذاتِ خُود بھی اِسے اپنی سب سے اعلیٰ تصنیف قرار دیتے ہیں۔

میخائیل نعیمی کی پیدائش 1889ء میں وسط مشرق کے مُلک لبنان کے ایک گاؤں میں، جو سمندر کے ساحل کے قریب، اُونچے پہاڑ کی ڈھلان پر واقع ہے، ایک غریب یُونانی عیسائی خاندان میں ہُوئی، جس کا گزر بسر کھیتی باڑی پر تھا۔ سکول میں سب سے اعلیٰ جماعت کا اوّل درجے کا طالب علم ہونے کے باعث وظیفہ لے کر اُنہوں نے 1906ء سے 1911ء تک پانچ سال رُوس میں تعلیم حاصل کی۔ چند ماہ لبنان میں گزارنے کے بعد اتفاقاً اُنہیں امریکہ جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم ہُوا۔ وہاں وہ اپنے ہی وطن کے ایک مُمتاز مُصنّف خلیل جبران سے مُتعارف ہُوئے۔ جن کے ساتھ مل کر اُنہوں نے اپنی مادری زبان عربی کے ادب میں نئی زندگی پھونکنے کے لئے ایک سرگرم تحریک کا آغاز کیا اور اُس کی راہنمائی بھی کی۔ 1932ء میں وہ اپنے وطن لوٹ آئے اور اپنی بقیہ زندگی اپنے گاؤں میں گوشہ نشینی میں بسر کی۔ 1988ء میں وہ اِس جہاں سے کُوچ کر گئے۔

'دی بُک آف میرداد' نعیمی نے 47-1946ء کے دوران انگریزی میں لکھی جو پہلی بار 1948ء میں لبنان کے دارُالخلافہ بیرُوت سے شائع ہُوئی۔ بعد ازاں اِس کا عربی ترجمہ جو مُصنّف نے خُود ہی کیا تھا، 1952ء میں وہیں سے شائع کیا گیا۔

ناشر کی جانب سے

'دی بُک آف میرداد' میں کہانی، نظم، فلسفہ اور رُوحانیت کی نادر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مغربی ممالک کے قارئین میں میخائیل نعیمی کی دو درجن سے زیادہ تصنیفات میں اِس کتاب کو سب سے اہم مقام حاصل ہے۔ نعیمی بذاتِ خُود بھی اِسے اپنی سب سے اعلیٰ تصنیف قرار دیتے ہیں۔

میخائیل نعیمی کی پیدائش 1889ء میں وسطِ مشرق کے مُلک لبنان کے ایک گاؤں میں، جو سمندر کے ساحل کے قریب، اُونچے پہاڑ کی ڈھلان پر واقع ہے، ایک غریب یُونانی عیسائی خاندان میں ہُوئی، جس کا گزر بسر کھیتی باڑی پر تھا۔ سکول میں سب سے اعلیٰ جماعت کا اوّل درجے کا طالب علم ہونے کے باعث وظیفہ لے کر انہوں نے 1906ء سے 1911ء تک پانچ سال رُوس میں تعلیم حاصل کی۔ چند ماہ لبنان میں گزارنے کے بعد اتفاقاً انہیں امریکہ جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم ہُوا۔ وہاں وہ اپنے ہی وطن کے ایک مُمتاز مُصنّف خلیل جبران سے مُتعارف ہُوئے۔ جن کے ساتھ مل کر اُنہوں نے اپنی مادری زبان عربی کے اَدب میں نئی زِندگی پُھونکنے کے لئے ایک سرگرم تحریک کا آغاز کیا اور اُس کی راہنُمائی بھی کی۔ 1932ء میں وہ اپنے وطن لَوٹ آئے اور اپنی بقیہ زِندگی اپنے گاؤں میں گوشہ نشینی میں بسر کی۔ 1988ء میں وہ اِس جہاں سے کُوچ کر گئے۔

'دی بُک آف میرداد' نعیمی نے 1946-47ء کے دَوران انگریزی میں لکھی جو پہلی بار 1948ء میں لبنان کے دارُالخلافہ بیرُوت سے شائع ہُوئی۔ بعد ازاں اِس کا عربی ترجمہ جو مُصنّف نے خُود ہی کیا تھا، 1952ء میں وہیں سے شائع کیا گیا۔

تصنیف کے شروع میں پیش کش کے الفاظ 'کتاب کی کہانی' سے ظاہر ہے کہ اس کا آغاز ایک ناول کی طرح ہے جو پُراسرار بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ خانقاہ (مٹھ) کا سردار جو ایک طویل عرصہ سے خانقاہ کے ویران احاطے میں بھٹک رہا تھا، کے الفاظ کہ وہ ایک مُدّت سے ایک ایسے شخص کے انتظار میں تھا جو اُسی کی طرح بھوکا پیاسا، برہنہ تن، تھکاماندہ بغیر کسی سہارے کے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تاکہ وہ 'کتاب میرداد' اُس کے ہاتھوں میں سونپ کر، جو دُنیا کے لئے شائع کی جانی ہے، اپنے فرائض سے سُبکدوش ہو سکے، قاری کے دل میں ایک عجیب سی پیاس اور اشتیاق پیدا کر دیتے ہیں۔

'کتابِ میرداد' کے مُطالعہ سے شکُوک و شبہات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کتاب زیادہ تر رُوحانیت کی ترغیب دینے والے وعظ سے لبریز ہے۔ علاوہ ازیں اِس میں ڈرامائی مُکالمات، واقعات، قُدرتی نظاروں کی عکاسی اور نظموں کو نہایت خُوبی سے پرو دیا گیا ہے جس سے یہ تصنیف رنگ برنگے جواہر پاروں کا ایک ہار بن گئی ہے۔ کئی جگہ وعظ میں فلسفہ و رُوحانی اُمور کی گہرائی اور باریکی تیز فہم قاری کے لئے بھی سمجھ سے باہر ہو جاتی ہے۔ لیکن اچھُوتے پن، خیالی داؤ پیچ اور برعکس طرزِ بیان سے مسحُور قاری اِس کے مطالعہ میں کھو جاتا ہے۔ کسی جُملہ یا پیراگراف کو بار بار پڑھنے سے اُس کا دِل لبریز نہیں ہوتا بلکہ اُسے ایک عجیب سُرور کا احساس ہوتا ہے۔

نعیمی کی یہ تصنیف عالمِ ادب میں شاید واحد ایسی تخلیق ہے جس کا اہم کیریکٹر ایک کامل مُرشد ہے۔ میرداد نے خُدا کو پا لیا ہے جو ہر انسان کے اندر ہے اور کلمہ صُورت (شبد رُوپ) ہے اور اُس کی زندگی کا واحد مقصد مُتلاشیانِ حق کو اُس سے مِلانا ہے۔ کتاب کے آخری باب میں 'کشتی کے روز'، کی سالانہ تقریب پر 'کشتی' میں جمع ایک بھاری اِنسانی ہجُوم کو مُخاطب کرتے ہُوئے وہ صاف لفظوں میں کہتا ہے: "انسان کی منزل رب ہے اُس سے کمتر کوئی اور منزل نہیں جس کے لئے اِنسان دُکھ اُٹھائے . . . . یہ وہ کام ہے جو تُمہیں ازل سے سونپا گیا ہے، تاکہ تُم بحرِ بے کنار کا سفر طے کر سکو جو تُم آپ ہو، اور اُس میں اُس ہستی سے جس کا نام رب ہے

بے آواز ہم آہنگی قائم کرسکو .... لیکن اِنسان کو اُس کی منزل تک لے جانا میرداد کا کام ہے۔

میرداد غیبی طاقت، عِرفان، تسلیم ورضا، معافی، مُحبّت اور عاجزی کا مُجسّمہ ہے، جو مُرشدِ کامل کے نُمایاں اوصاف ہیں۔ اُس کی عاجزی کو انا کی نفی کہنا نہایت موزُوں ہوگا، بلکہ اِس سے بھی زیادہ اُس کی عاجزی کی انتہا اِس بات سے ثابت ہوتی ہے جو کتاب کی کہانی کے تحت 'کتاب کا محافظ' میں بیان اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب کشتی کے سردار کے شمادم کے مُنہ پر تھوکنے پر بھی اُس کے دِل کے پُرسکون بحر میں غصّے کا ایک بُلبُلہ تک نہیں اُٹھتا۔

سنگت کی پُرزور مانگ پر 'دی بُک آف میرداد' کا اردُو ترجمہ اُن کی نذر کیا جا رہا ہے۔ کوشِش کی گئی ہے کہ پیچیدہ مُکالمات کو عام فہم زبان میں پیش کیا جا سکے۔ جہاں کہیں خیالات زیادہ پیچیدہ اور مُشکل ہو گئے ہیں، یہ اصل مَتن کی وجہ سے ہے۔

آخر میں اِدارہ نعیمی پریوار کا شُکرگزار ہے جنہوں نے اِدارہ کو 'دی بُک آف میرداد' کے پنجابی، ہندی اور اُردُو ترجمے سنگت کے لئے شائع کرنے کی بخُوشی اجازت دی۔

سیوا سنگھ
سیکریٹری
رادھا سوامی ست سنگ بیاس

ڈیرہ بابا جیمل سنگھ
ضلع امرتسر۔ پنجاب

پیش لفظ

کتابِ ہذا میں میخائیل نعیمی نے ایک ایسے کردار کا تصوّر کیا ہے جس میں کامل درویش والے سب اوصاف نمایاں ہیں، اور جس کی تعلیم فقرائے کامل کی تعلیم سے مطابقت رکھتی ہے۔ مصنف نے میرداد کی شخصیت کے ذریعہ رُوحانی فلسفہ کو جس انداز میں پیش کیا ہے، نہایت مؤثر اور دِلکش ہے۔ اِس کتاب میں بیان کئے گئے فلسفہ پر عرب ممالک کے پُرانے کامل مُرشدین کے فلسفہ کا گہرا اثر ہے، جس کی جھلک جابجا دکھائی دیتی ہے۔

اِس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فقراء (سنت، مہاتما) کسی بھی مذہب و مُلک قوم، رنگ و نسل اور زمانے میں کیوں نہ آئے ہوں، رُوحانی مشاہدات اور وِصالِ خُدا سے متعلق اُن سب کی تعلیم یکساں ہوتی ہے۔ زبان اور طرزِ بیان کا جُدا جُدا ہونا ایک قُدرتی امر ہے۔ لیکن اُن کے ذریعے بیان کی گئی حقیقت اور رُوحانی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ سبھی فقراء اِس بات کی تائید و تلقین کرتے ہیں کہ انسان مُرشدِ کامل سے بیعت ہو کر کلمہ (نام) کی رِیاضت کے ذریعہ ہی نفس اور مادیّت کے دائرہ سے اُوپر اُٹھ کر خالص رُوحانی طبقات میں رسائی کر سکتا ہے اور رُوح جو مالکِ کُل کا جزو ہے تناسخ کے چکّر سے آزاد ہو کر اپنے سرچشمہ سے وِصال کر سکتی ہے۔

فقراء کی ہم نشینی اور پھر کسی مُرشدِ کامل سے مِلاپ اِنسان کے اپنے بس کی بات نہیں ہے جب تک مالکِ کُل کی رضا اور نظرِ کرم نہ ہو کوئی بھی اِنسان اپنی عقل و اِدراک کے بل بُوتے پر اُن

کی صحبت سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ میرداد 'کشتی' میں بطور خدمت گار ایک لمبے عرصے تک ساتھیوں کے درمیان رہتا رہا، مگر ساتھی اس کے اصل رُوپ کو پہچان نہ پائے۔ شمادم جو نفس پرست (من مُکھ) اور بوسیدہ روایتوں کا پرستار ہے، آخر تک میرداد کی مخالفت کرتا رہا۔ فُقراء کوئی مُعجزہ یا کرامات دِکھا کر اِنسانوں کو اپنے بس میں نہیں کیا کرتے، نہ ہی اپنے آپ کو سطحِ عام پر ظاہر کرتے ہیں۔ وہ عام اِنسانوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہُوئے اپنا کام جو رُوحوں کی نجات کا مالکِ کُل نے اُن کے سپُرد کیا ہوتا ہے، انجام دیتے ہیں۔

کتاب کے ساتویں باب میں ایک جگہ میرداد سے ساتھیوں کا یہ سوال، " کیا تُو ہمیں بتائے گا کہ تُو کون ہے؟ اگر ہمیں تیرے نام کا پتہ ہو، تیرے اصل نام کا، تیرے مُلک اور تیرے آباؤ اجداد کا، تو شاید ہم تُجھے بخُوبی پہچان سکیں،" فطرتاً ہر اُس اِنسان کے ذہنی رُجحان کی عکاسی کرتا ہے جو کسی بھی درویش اور اُس کی تعلیم کو کسی ایک خاص قوم، مذہب، ملک اور رنگ و نسل کے تنگ دائرے میں جکڑ کر دیکھنے کا عادی ہے۔ لیکن فُقراء اِن سب بندشوں سے آزاد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میرداد کہتا ہے۔" افسوس تُمہارا میرداد کو اپنی زنجیروں میں جکڑنا اور اپنے پَردوں سے ڈھانپنے کی کوشش کرنا اُسی طرح ہو گا جیسے کسی عُقاب کو دوبارہ انڈے کے خول میں دھکیلنے کی کوشش کرنا، جس میں سے وہ پیدا ہُوا تھا۔ جو اِنسان اپنے انڈے کے خول میں سے باہر نکل آیا ہو، اُس کو کون سا نام دیا جا سکتا ہے؟ جس اِنسان کے اندر تمام کائنات سمائی ہُوئی ہے اُس کون سا مُلک اپنے اندر رکھ سکتا ہے؟ جس اِنسان کا بُزرگ ایک ہی خُدا ہو، اُس کو اپنانے کا دعوےٰ کون سا خاندان کرے گا؟ اگر تُم مُجھے بخُوبی جاننا چاہتے ہو تو پہلے خُود کو پہچانو...... کیونکہ نُور ہی نُور کو پہچان سکتا ہے۔" مطلب یہ ہے کہ فُقراء کلمہ صوُرت (شبد۔ رُوپ) اور نُور کا مُجسمہ ہوتے ہیں۔ اِس لئے اِنسان کی مادّی آنکھیں اُن کو پہچان نہیں سکتیں۔ مُولانا رُومی فرماتے ہیں ولی یعنی سنت۔ مہاتماؤں میں خُدا کا نُور ظاہر ہوتا ہے۔ اگر تُو صاحبِ دِل ہے تو اچھّی طرح دیکھ لے گا:

نُورِ حق ظاہر بُوَد اندر ولی   نیک بیں باشی اگر اہلِ دِلی

(مثنوی رُومی، دفتر 1 صفحہ 39۔ سب رنگ کتاب گھر، دلی)

علاوہ ازیں میرداد کا بار بار یہ دُہرانا، "یہ تعلیم مَیں نے نُوح کو دی تھی، یہی تعلیم مَیں تمہیں دیتا ہُوں" اور ساتھیوں کے سوال کے جواب میں یہ کہنا، "جب بندوں میں ہُوں مَیں خُدا ہُوں، جب خُدا کے حضُور ہُوں، مَیں ایک بندہ ہُوں" اِس حقیقت کی طرف اِشارہ ہے کہ مُرشد خُدا کا رُوپ ہوتا ہے۔ اُس کی نظر خُدا کی نظر ہے :

دیدنِ اُو دیدنِ خالق شُدست (مثنوی رُومی، دفتر4، صفحہ 307)

اُس کی آواز شاہ (خُدا) کی آواز ہے اگرچہ خُدا کے بندے (مُرشدِ کامل) کے حلق سے اَدا ہوتی ہے :

مُطلق آں آواز خُود از شہ بُوَد گرچہ از حلقُوم عبداللہ بُوَد

(مثنوی رُومی، دفتر 1، صفحہ 213)

سائیں بُلّھے شاہ کہتے ہیں کہ محبُوب (خُدا) اِس دُنیا میں آدمی کی شکل میں آیا ہے :

ڈھولا آدمی بن آیا (فقیر محمّد، کلیات، کافی 40)

حدیث میں آیا ہے : مومن خُدا کا شیشہ ہے :

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الرَّحْمٰنِ

مُرشدِ کامل جس وسیلے سے اِنسان کا خُدا سے مِلاپ کراتا ہے، وہ ہے کلمہ کی ریاضت۔ کلمہ ہی مخلُوق کا خالق ہے۔ اِسی پر کائنات کا اِنحصار ہے۔ یہ آواز اور نُور کی لہروں کی صُورت میں کائنات کے ذرّے ذرّے میں اور ہر اِنسان کے اندر سمایا ہُوا ہے۔ حضرت شاہ نیاز کہتے ہیں : دُنیا (اِس کلمہ کی) آواز سے پیدا ہُوئی ہے۔ اِسی سے دُنیا میں نُور پھیلا ہے!

عالَم از صَوت ایں ظہُور گرِفت از حضُورش بِساطِ نُور گرِفت (دیوان نیاز بریلوی، صفحہ 91)

گُورو نانک صاحب فرماتے ہیں: یہ ساری کائنات شبد (کلمہ) کا پھیلاؤ ہے۔

کِیتا پساؤ ایکو کواؤ (آدگرنتھ، صفحہ 3)

کتابِ میرداد میں اُس قوّت کو جس سے قادرِ مُطلق نے خود کو ظاہر کیا، جس سے تمام مخلُوقات وجُود میں آئی ہیں اور جو سب کی زندگی کا جوہر ہے، 'کلمہ'، تخلیقی کلمہ، اور انا مَیں یعنی خُدا

کی ذات (Self) کہا گیا ہے۔ اِس سلسلہ میں باب پانچویں میں کہا ہے : "یاد رکھو زندگی کی چابی کلمہ ہے، تخلیقی کلمہ کی چابی محبّت ہے، محبّت کی چابی عرفان ہے۔ جن دروازوں کی چابیاں اُس نے تمہارے سپرد کر رکھی ہیں وہ دروازے کھولنے کیلئے اُس کی منتیں نہ کرو بلکہ اپنے دِلوں کی وُسعت میں اُس کی جستجو کرو۔" حضرت بُو علی قلندر کہتے ہیں: "محبُوب تیرے اندر ہے۔ تُو بے خبر کیوں ہے؟ تو کس لئے (اُس کی تلاش میں) دربدر پھرتا ہے۔"

یار در تُو پس چرائی بے خبر   یار در خُود تو چہ گردی دربدر   (مثنوی بُو علی قلندر، صفحہ 25)

اسی بابت ایک جگہ کہا ہے : "کیا وہ خُدا تُمہارے اندر اور تُمہارے اِرد گرد موجُود نہیں ہے؟ کیا اُس کا کان تُمہارے مُنہ سے اُس سے بھی قریب نہیں ہے جتنی تُمہاری زبان تُمہارے حلق کے قریب؟ اِشارہ قرآن شریف کی آیت کی طرف جس کا مطلب ہے : ہم (اُس کی) شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں (مگر اُس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہے۔)

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ   (50 : 16)

باب پہلے میں میرداد ساتھیوں کو کہتا ہے : "جو کچھ پردوں کے پیچھے ہے اُس کی جُستجو کرو۔" مطلب یہ کہ خُود کی پہچان کے لئے اور خُود کو پانے کے لئے اِنسان کو اپنے دل کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونا پڑے گا۔ مگر "پردوں میں پیوست ہونے کے لئے پلکوں، پپوٹوں اور اَبرُوؤں کے سایہ والی آنکھ کے عِلاوہ ایک اور آنکھ چاہیئے۔" میرداد کا اشارہ اندرُونی آنکھ کی طرف ہے جیسے خواجہ حافظ نے یُوں بیان کیا ہے : تیرا چہرہ دیکھنے کے لئے جان (رُوح) کی آنکھ چاہیئے، اور میری دُنیا دیکھنے والی آنکھ میں یہ مرتبہ کہاں؟

دِیدنِ رُوئے تُرا دیدۂ جان می باید   ویں کُجا مرتبۂ چشمِ جہان بینِ من ست

(دیوانِ حافظ، صفحہ 77، سب رنگ کتاب گھر دِلّی)

مگر خُدا کے وِصال میں نفس بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ دُنیا کی ہر شئے زِندہ پاک ہے مُردہ پلید، مگر نفس زِندہ پلید ہے اور مُردہ پاک۔ یعنی جب تک نفس (من) نہیں مرتا یا مغلُوب اور مطیع نہیں ہوتا سالک بارگاہِ الٰہی میں رسائی نہیں کر سکتا۔ مولانا رُومی کہتے ہیں، مَیں نے

ہستی فنا میں پائی، اِس لیئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا۔ مطلب یہ کہ جب تک نفس زندہ رہا حیات و
مَوت کے چکر سے نجات بل سکی، نفس کو نفی کرنے پر ہی لافانی زندگی سے ہم کنار ہُوا۔

من کسی در ناکسی دریافتم   پس کسی در ناکسی درتافتم

(مثنوی رُومی، دفتر ۱، صفحہ 195)

اِسی موضوع کے مدِنظر باب انیسویں میں ساتھی میرداد سے سوال کرتے ہیں، "کیا ایک
خُودی (نفس) کی تردید اور دُوسری خُودی (اصل ذات جو رُوح کی ہے) کی تائید ہو سکتی ہے؟"
میرداد کہتا ہے، "ہاں، نفس کو نفی (بے اثر) کرنا حقیقی خُودی (اصل ذات) کو اُجاگر کرنا ہے۔
جب کوئی تبدیلی کے لئے مرجاتا ہے تو غیر مُتبدّل (جو جنم مَرن میں نہیں ہے یعنی قائم و دائم)
میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ (بار بار) مرنے کے لئے جیتے ہیں۔ خُوش نصیب وہ ہیں جو
جینے (لافانی زندگی حاصل کرنے) کے لئے مَرتے ہیں۔ میرداد کا یہ سُخن حدیث کی ترجمانی کرتا ہے:
"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (مرجاؤ اس سے پہلے کہ مرو) اسی حدیث کے حوالہ سے حکیم
سنائی فرماتے ہیں: اے دوست! مرنے سے پہلے مَرجا اگر تو (لافانی) زندگی چاہتا ہے۔

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواہی

(حوالہ مثنوی رُومی، دفتر 6، صفحہ 84، 85)

اعمال خواہ اچھے ہوں خواہ بُرے دونوں ہی بندھن کا سبب ہیں۔ اِنسان کو اچھے۔ بُرے
اعمال کا پھل بھوگنے کے لئے بار بار اِس دُنیا میں آنا پڑتا ہے۔ اور یہ آواگون کا سلسلہ تب تک
ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اِنسان کسی مُرشدِ کامل کے بتلائے ہُوئے طریقے سے رُوحانی ریاضت کے
ذریعے خُدا سے وِصال نہیں کرلیتا۔ اِس بارے باب بائیسویں میں میرداد کے ساتھیوں کا یہ سوال،
"کیا ہم ایک تبدیلی سے دُوسری تبدیلی کی جانب سفر کرتے ہُوئے اس زمین پر لوٹ آتے ہیں؟"
بالواسطہ تناسُخ (آواگون) اور اس بارے انسان کی ذہنی کشمکش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ میرداد اس
نکتہ کی نہایت خُوبصورت وضاحت کرتے ہُوئے کہتا ہے، "جب تم اُس چکّر میں سے جس کو زندگی کہا
جاتا ہے، نکل کر اُس چکّر میں جو 'موت' کے نام سے جانا جاتا ہے، داخل ہو جاتے ہو اور 'زمین' کی

ان بُجھی پیاس اور اس کی خواہشات کی اَمِٹ بُھوک اپنے ساتھ لے جاتے ہو تو تُمہیں زمین کا مقناطیس پھر سے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ 'زمین' تُمہیں اپنا دُودھ پلائے گی اور 'زماں' (Time) تُمہارا دُودھ چُھڑائے گا اور یہ سِلسلہ حیات تا حیات اور مَوت تا مَوت جاری رہے گا جب تک کہ تُم اپنی مرضی اور قُوّتِ ارادی سے 'زمین' کے دُودھ کا لگاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ نہیں دیتے۔ اور جیسے تُم جیتے ہُوئے مُسلسل مرتے رہتے ویسے ہی تُم جب مرتے ہو لگاتار زندہ رہتے ہو، اگر اس قالب میں نہیں تو کسی اور شکل کے وجُود میں۔ مگر خُدا میں جذب ہو جانے تک تُم کسی نہ کسی قالب میں زندہ رہتے ہو۔"

کتاب میں کئی جگہ خوفناک طُوفان کا ذکر آتا ہے جس میں سے حضرت نُوح اور اُن کے ساتھی ایک خاص کشتی میں سوار ہو کر ڈُوبنے سے بچ گئے تھے۔ اُس طُوفان سے حضرت نُوح کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اُن کی کوشش اور جدوجہد کے صدقے ہر کوئی اپنے اپنے طُوفان کو عُبور کر لے گا باب سینتیسویں میں میرداد کُھلے الفاظ میں کہتا ہے، " اپنے سمندروں کو فتح کرتے ہُوئے نُوح نے تُمہارے سمندروں کو فتح نہیں کیا تھا بلکہ اُن کو فتح کرنے کا راستہ بتایا تھا۔" یہ قول اِس سچّائی کی طرف اِشارہ ہے کہ اِنسان کو اِس وہم و گُمان میں مُبتلا نہیں رہنا چاہیئے کہ وہ پہلے زمانے میں ہو گُزرے کسی پیر، مُرشد یا پیغمبر کی ٹیک یا اُسکے نام کے سہارے بحرِ حیات سے پار ہو جائیگا۔ ہر انسان کو اپنا اپنا رُوحانی سفر خُود طے کرنا ہے، اپنے طُوفانوں پر خُود قابُو پانا ہے۔ طُوفانوں کو عبُور کرنے کا طریقہ اپنے ہی زمانہ کے کسی نُوح یعنی مُرشدِ کامل سے مِلتا ہے۔

اُمید ہے کہ شائقین رُوحانیت 'کتاب میرداد' کے مُطالعہ سے جس میں فُقرا کی تعلیم کو خُوش اسلُوبی سے بیان کیا گیا ہے مُستفید ہو سکیں گے۔

سیوا سنگھ

(سکریٹری)

رادھا سوامی سَت سنگ، بیاس

فہرست مضامین

کتاب کی کہانی

قیدی راہب[1]

دُودھیا کوہساروں میں پہاڑ کی بلندی پر، جو 'پرستش چوٹی' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ایک خانقاہ[2] کا وسیع اور اُداس کھنڈر ہے۔ یہ خانقاہ ایک زمانے میں 'نوُح کی کشتی' کے نام سے مشہور تھی۔ روایتاً اس کی قدامت اُتنی ہی پُراسرار ہے جتنی کہ 'پانی کے طوفان' کی۔

اِس کشتی کے اِرد گرد بے شمار قِصّے کہانیوں کے تانے بانے بُنے گئے ہیں، لیکن جو کہانی پہاڑ کے اُن مقامی باشندوں کی زبان پر عام ہے، جن کے درمیان 'پرستش چوٹی' کے سایہ میں مجھے ایک خاص موسمِ گرما گزارنے کا موقعہ مِلا، اِس طرح ہے :

'عظیم طوُفان' سے کئی برس بعد حضرت نوُح[3] اور اُن کا کُنبہ، اپنی آل اَولاد کے ساتھ، گھومتے پھرتے اُن دُودھیا کوہساروں میں جا پہنچے جہاں اُنہیں زرخیز وادیاں، لبریز ندیاں اور نہایت موافق آب و ہوا میسّر آئیں۔ اُنہوں نے وہیں بس جانے کا اِرادہ کر لیا۔

جب حضرت نوُح کو محسوس ہُوا کہ اُن کا وقتِ آخر قریب آپہنچا ہے، اُنہوں نے اپنے بیٹے سام کو جو اُنہیں کی طرح خواب دیکھنے والا بابصیرت اِنسان تھا، اپنے پاس بُلا کر اُس سے کہا :

"دیکھ بیٹا، تیرے باپ کی عُمر کی فصل بھرپُور ہو رہی ہے۔ اب اُس کا آخری پُولا درانتی

---

[1] سجادہ نشیں، خانقاہ کا سردار　　[2] درویشوں کے رہنے کی جگہ۔ مٹھ

[3] ایک یہودی بُزرگ جس نے پانی کے طوُفان کے وقت ایک کشتی تیار کی تھی جس میں اپنا کُنبہ اور جانوروں اور پرندوں کی ہر ایک جنس کا ایک ایک جوڑا رکھ کر اُنہیں نیست و نابُود ہونے سے بچا لیا۔ (جنیس 5 تا 9)

کے لئے تیار ہے۔ تیرے علاوہ تیرے بھائی، تمہارے بچے اور تمہارے بچوں کے بچے پھر سے اِس سوگوار زمین کو آباد کریں گے، اور جیسا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، تمہاری اولاد سمندر کی ریت کے ذرّوں کی مانند گونا گوں اور بے شمار ہوگی۔

"تاہم ایک خاص خوف نے میرے ڈوبتے دِلوں کو گھیر لیا ہے۔ وہ یہ کہ عرصہ پاکر لوگ 'پانی کے طوفان' کو بھول جائیں گے اور اُن شہوانی بدکاریوں اور حرام کاریوں کو بھی جن کی پاداش میں وہ نازل ہُوا تھا۔ وہ میری کشتی کو بھی بھول جائیں گے اور اُس 'عقیدے' کو بھی، جس نے ایک سو پچاس روز تک اُس کشتی کو اِنتقام لینے پر آمادہ سمندروں کے قہروغضب میں کامیابی سے تیرتے رکھا۔ وہ اُس 'نئی زندگی' سے قطعی آگاہ نہیں ہوں گے، جس کی نمود اُس 'عقیدے' سے ہُوئی ہے اور جس کے نتیجے میں وہ وجود میں آئے۔

"مبادا وہ سب کچھ بھول جائیں، میرے بیٹے! میں تجھے اِن پہاڑوں کی سب سے بلند چوٹی پر ایک 'پرستش گاہ' تعمیر کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اب کے بعد وہ چوٹی 'پرستش چوٹی' کہلائے گی۔ اِس کے آگے میرا ایک حکم یہ بھی ہے کہ اُس پرستش گاہ کے اِردگرد ایک ایسی عمارت تعمیر کرنا جو ہر لحاظ سے کشتی کے مطابق ہو۔ مگر اُس کی لمبائی چوڑائی کشتی کے مقابلے میں بہت کم رکھی گئی ہو اور وہ 'نوح کی کشتی' کے نام سے جانی جائے گی۔

"میری خواہش ہے کہ مَیں اُس پرستش گاہ میں شکرانے کے طور پر اپنی آخری دعا عرض کروں۔ مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو آگ مَیں اُس پرستش گاہ میں روشن کروں گا، تُو اُس سے ایک شمع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلائے رکھیو۔ جہاں تک عمارت کا تعلق ہے تو اُسکو ایک معدودے چند مگر چیدہ اشخاص کی جماعت کے لئے، جن کی تعداد نہ تو کبھی نَو (۹) سے زیادہ ہوگی نہ ہی نَو سے کبھی کم، ایک پناہ گاہ بنا لیجیو۔ وہ لوگ 'کشتی کے ساتھی' کہلائیں گے۔ جب بھی اُن میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے گا، خدا اُس کی جگہ فوراً کسی دُوسرے کو بھیج دیا کرے گا۔ وہ لوگ اِس پناہ گاہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے، بلکہ عمر بھر یہیں اکٹھے گوشہ نشیں رہیں گے۔ 'ماں کشتی' کی عبادت کے پُورے پابند ہوں گے۔ یقین کی شمع روشن رکھیں گے۔ وہ اپنے اور اپنے جیسے دُوسرے

لوگوں کے لئے سب سے 'عظیم خدائی طاقت' سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ اُن کی جسمانی ضروریات عقیدت مندوں کی زکوٰۃ[1] سے پوری ہوں گی۔"

سام نے، جو اپنے والد کے ایک ایک لفظ کو نہایت غور سے سن رہا تھا، اُس کو نو کی تعداد، نہ اُس سے زیادہ، نہ اُس سے کم، کی وجہ جاننے کے لئے ٹوکا، تو اُس عمر رسیدہ بزرگ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"میرے بیٹے! جو لوگ 'کشتی' میں سوار ہو کر پار لگے تھے، اُن کی تعداد اتنی ہی تھی۔"

لیکن جب سام نے گنتی کی تو وہ آٹھ سے آگے نہ بڑھی۔ اُس کا باپ اور ماں، وہ خود آپ اور اُس کی بیوی، اُس کے دو بھائی اور اُن کی بیویاں۔ اِس لئے وہ اپنے باپ کے ایسا کہنے پر بڑی اُلجھن میں پڑ گیا۔ حضرت نوح نے اپنے بیٹے کو حیرت زدہ دیکھ کر اپنی بات کو اور واضح کیا:

"دیکھ میرے بیٹے! میں تجھ پر ایک بڑا گہرا راز ظاہر کرنے لگا ہوں، نواں شخص چھپ کر کشتی میں سوار ہوا تھا۔ اُس کو جاننے اور دیکھنے والا اکیلا میں ہی تھا۔ وہ ہر وقت میرے ہمراہ تھا اور میرا ملاح تھا۔ اُس کے متعلق اِس سے زیادہ مجھ سے کچھ نہ پوچھنا، مگر اُس کو اپنی پناہ گاہ میں جگہ دینے سے ہرگز نہ چوکنا۔ سام، میرے بچے! یہ میری خواہش ہے، تو اِسے پورا کرنا۔

سام نے جیسا کہ اُس کو اُس کے باپ کا حکم تھا، ویسا ہی کیا۔

جب حضرت نوح اپنے بزرگوں سے جا ملے تو اُن کے بچوں نے انہیں 'کشتی' میں بنائی گئی پرستش گاہ کے نیچے دفنا دیا۔ اِس کے بعد جیسا کہ 'پانی کے طوفان' کے معزز فاتح نے تصور کیا تھا اور تعمیر کا حکم دیا تھا، وہ 'کشتی' مدت مدید تک صحیح معنوں میں عملاً اور حقیقتاً اُسی طرح کی پناہ گاہ بنی رہی۔

---

[1] خیرات، صدقہ

جُوں جُوں صدیاں گزرتی گئیں 'کشتی'، رفتہ رفتہ عقیدت مندوں سے اپنی ضروریات سے کہیں زیادہ نذرانے قبول کرنے لگی۔ نتیجہ کے طور پر وہ سال بسال زمینیں، سونا چاندی اور بیش قیمت ہیرے جواہرات پاکر زیادہ سے زیادہ مالدار ہوتی گئی۔

چند پُشتوں پہلے کا واقعہ ہے جب نوَیں سے ایک ابھی مرا ہی تھا، ایک اجنبی 'کشتی' کے دروازے پر آیا اور گروہ میں شمولیت کے لئے گزارش کی۔ 'کشتی' کی قدیمی رُوایات کے مُطابق جن کی کبھی خلاف ورزی نہیں کی گئی تھی، اُس اجنبی کو بلا تامّل قبول کر لینا چاہیئے تھا، کیونکہ وہ ایک ساتھی کی مَوت کے فوراً بعد شمولیت کے واسطے گزارش کرنے والا پہلا شخص تھا۔ لیکن اُس وقت کا 'سردار' جیسا کہ 'کشتی' کے سجادہ نشیں کو پکارا جاتا تھا، اتفاقاً ایک سرکش، دُنیاپرست اور سنگدل آدمی تھا۔ اُس کو ننگ دھڑنگ، فاقوں مارے، اور زخموں سے بھر پُور اُس اجنبی کی شکل وصُورت ناگوار گزری اور اُس نے اُس سے کہا کہ وہ گروہ میں شامل کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔

اجنبی نے شمولیت کے لئے اصرار کیا اور اُس کے اصرار نے 'سردار' کو ایسا غضبناک کر دیا کہ اُس نے اُسے وہاں سے فوراً چلے جانے کا حُکم دے دیا۔ لیکن اجنبی نے ہر حیلے سے اپنی بات منوانے کی کوشش جاری رکھی اور وہاں سے جانے کے لئے راضی نہ ہُوا۔ آخر کار اُس نے 'سردار' کو اُسے بطور خدمت گار رکھ لینے کے لئے رضامند کر لیا۔

'سردار' اِس کے بعد ایک عرصہ تک اِس انتظار میں رہا کہ خُدا مرچکے ساتھی کی جگہ کسی دُوسرے آدمی کو بھیجے گا۔ مگر کوئی بھی نہ آیا۔ چنانچہ تاریخ میں پہلی بار 'کشتی' میں آٹھ ساتھی اور ایک خدمتگار رہنے لگے۔

اِسی طرح سات سال گزر گئے۔ اور اُس عرصے میں خانقاہ اِس قدر دولتمند ہو گئی کہ کوئی بھی اُس کی دولت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ اُس کے چاروں طرف پھیلی اراضیات اور بستیاں اُس کی ملکیت تھیں۔ 'سردار' بہت خُوش تھا، اور اِس امر کا یقین کرتے ہُوئے کہ اجنبی 'کشتی' کے حق میں نیک فال رہا ہے، وہ اُسے اچھّا لگنے لگا۔

لیکن آٹھویں سال کے شروع ہوتے ہی حالات تیزی سے بدلنے لگے۔ پہلے سے چلے آرہے پُرسکون گروہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ شاطر 'سردار' نے فوراً بھانپ لیا کہ یہ سب کچھ اجنبی کی بدولت ہُوا ہے، اور اُس نے اُس سے پیچھا چھُڑانے کا تہیہ کرلیا۔ مگر افسوس، اب بہت دیر ہوچکی تھی۔ اُس کے مُقلد[1] درویش اب کسی قانون یا دلیل کے تابع نہیں رہے تھے۔ اُنہوں نے دو ہی برسوں میں خانقاہ کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ اِملاک ختم کر ڈالیں۔ خانقاہ کے بے شُمار مزارعوں کو اُنہوں نے خُود مُختار بنا دِیا۔ تیسرے سال درویش خانقاہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سب سے زیادہ دِل دُکھانے والی بات یہ ہُوئی کہ اجنبی نے 'سردار' کو بددُعا دی، جِس کے زیرِ اثر وہ آج تک خانقاہ کے میدانوں سے بندھا ہُوا ہے، اور زبان تک نہیں ہِلا سکتا۔

کہانی جو لوگوں میں عام رائج ہے وہ اِس طرح ہے:

ایسے چشم دید گواہوں کی کمی نہیں جنہوں نے مُجھے یقین دِلایا کہ بہت سے موقعوں پر ــــــ کئی بار دِن میں، کئی دفعہ رات کو ــــــ اُنہوں نے 'سردار' کو ویران اور اب تک کافی سے زیادہ کھنڈر بن چکی خانقاہ کے احاطے میں بھٹکتے دیکھا تھا۔ پھر بھی کوئی شخص ایسا نہیں تھا، جو اُس کے ہونٹوں سے ایک بھی لفظ اُگلوا سکا ہو۔ بلکہ جب بھی کبھی اُس نے اپنے قریب کِسی آدمی یا عورت کی مَوجُودگی محسُوس کی، وہ فوراً نہ جانے کہاں غائب ہو جاتا۔

مَیں مانتا ہُوں کہ اِس کہانی نے میرا چین لُوٹ لیا تھا۔ ایک تنہا درویش کو، جو کئی برسوں سے اِس طرح کی قدیم خانقاہ کے صحن میں یا اُس کے گِرد 'پرستش چوٹی' جیسی ویران بُلندی پر بھٹکتا رہا ہو، یا اُس کی پرچھائیں تک کو ایک نظر دیکھ پانا ایک ایسا منظر تھا جس کے لئے اولُوالعزمی[2] سے اُس کا تعاقب کرنا ضرُوری تھا اور جِس کے اِشتیاق سے دامن چھُڑانا نامُمکن تھا۔ اِس کا تجسّس میری آنکھوں میں کھٹکتا تھا، میرے لہُو پر جھپٹتا تھا، میرے خیالات کو چوٹ پہنچاتا تھا۔ اور میری ہڈّیوں اور کھال میں انکُس چبھوتا تھا ــــــ آخر کار مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں پہاڑ پر چڑھوں گا۔

---

[1] پیروی کرنے والے [2] پُختہ ارادہ

چقماقی ڈھلان

جانبِ مغرب سمندر کے سامنے اور اُس سے کئی ہزار فُٹ کی بُلندی پر، چوڑے ملتھے، تیکھی اور اُونچی نیچی سطح والی 'پرستش چوٹی'، کچھ فاصلے سے دیکھنے پر سرکش اور ڈراؤنی دکھائی دیتی تھی۔ تاہم مجھے وہاں پہنچنے کے لئے دو کافی حد تک محفُوظ راستے بتائے گئے۔ وہ دونوں تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستے بہت سی کھڑی چٹانوں کے گرد بل کھاتے ہُوئے بڑھتے تھے۔ ایک جنُوب کی طرف سے، دُوسرا شمال کی طرف سے۔ مَیں نے اِن میں سے کوئی بھی راستہ اِختیار نہ کرنے کا اِرادہ کیا۔ اِن دونوں کے بیچوں بیچ چوٹی سے سیدھی نیچے اُترتی اور لگ بھگ اُس کی بُنیاد تک جاتی ایک تنگ ہموار ڈھلان مُجھے چوٹی پر پہنچنے کے لئے شاہ راہ کے برابر دکھائی دی۔ اُس نے مُجھے پُراسرار کشش سے مُتوجہ کیا اور مَیں نے یہی راستہ اِختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

جب مَیں نے اپنا اِرادہ پہاڑ کے ایک مقامی باشندے پر ظاہر کیا تو اُس نے میری طرف شُعلہ افشاں نظروں سے دیکھا، اور اپنا ہاتھ، ہاتھ پر مارتے ہُوئے خوف سے چیختے ہُوئے کہا:

"چقماقی[1] ڈھلان؟" اپنی جان اِتنی سستی قیمت پر گنوانے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔ تُم سے پہلے کِتنے ہی لوگ اِس راہ سے اُوپر چڑھنے کی کوشش کر چُکے ہیں۔ لیکن اُن میں سے کوئی ایک بھی اپنی رُوداد سُنانے کے لئے واپس نہیں لَوٹا۔ 'چقماقی ڈھلان'؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں۔"

---

[1] چقماق پتھّروں والی گھاٹی

اِس کے ساتھ ہی اُس نے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے کے لئے میری راہنمائی کرنے کے لئے اِصرار کیا۔ لیکن مَیں نے نہایت شائستگی سے اُس کی اِمداد لینے سے اِنکار کر دیا۔ مَیں بیان نہیں کر سکتا کہ اُس کے خوف زدہ ہونے کا مجھ پر اُلٹا اثر کیوں ہُوا۔ مجھے وہاں جانے سے باز رکھنے کی بجائے اُس نے مجھے اور زیادہ اُکسا دیا۔ اور مَیں اپنے مقصد کے تئیں اور بھی مُستحکم ہو گیا۔

ایک صُبح جب اندھیرا دُھندلکے سے روشنی میں مُنتقِل ہو رہا تھا، مَیں نے رات کے خواب اپنی پلکوں سے جھٹکے اور سات روٹیاں اور اپنی چھڑی سنبھالتے ہُوئے چقماتی ڈھلان کی راہ پر یکایک نکل پڑا۔ گُزر رہی رات کے مدّھم سانس اور جنم لے رہے دِن کی تیز رفتار نبض، قیدی درویش کا اَسرار جاننے کے گُھن کی مانند کُترتے ہُوئے اِشتیاق، اور اِس سے بھی زیادہ اپنے آپ سے خواہ لمحہ بھر کے لئے آزاد ہونے کی پھُوٹتی ہُوئی آرزو نے گویا میرے پَیروں میں پنکھ لگا دِیئے اور میرے خُون میں پَرواز بھر دی۔

مَیں نے اپنے سفر کا آغاز کیا تو میرے دِل میں ایک نغمگی تھی اور رُوح میں ایک عزمِ مُصمّم۔ لیکن جب مَیں کافی دیر تک پُرمسرّت چلتا ہُوا 'ڈھلان' کے نچلے سِرے تک پہنچا اور اپنی نظر کے سہارے اُس پر چڑھنے کی کوشش کی تو مَیں نے اپنا نغمہ چُپ چاپ اپنے حلق سے نیچے اُتار لیا۔ جو مجھے ایک فاصلہ سے سِیدھی، ہموار، فِیتے جیسی سڑک کی بُنیاد دِکھائی دیتی تھی، اب وہ میرے سامنے وسیع، تیکھی ڈھلان والی بُلند اور ناقابِلِ تسخیر[1] صُورت میں بچھی ہُوئی تھی۔ جہاں تک اُوپر کی جانب اور میرے دائیں بائیں میری نظر کی پہنچ تھی، مجھے الگ الگ قامت اور شکلوں کے چقماق کے ٹُکڑوں کے سوا کُچھ بھی دِکھائی نہیں دیتا تھا، جن میں سب سے چھوٹی کنکریاں تیکھی سُوئیاں تھیں یا تیز بلیڈ۔ زِندگی کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ تمام منظر پر ایک ایسا اُداس کفن پھیلا ہُوا تھا جس سے رُوح تک کانپ اُٹھتی تھی۔ جب کہ 'چوٹی' کی ذرا سی بھی جھلک دِکھائی نہیں دیتی تھی۔ تاہم مَیں نے دِل نہیں چھوڑا۔

---

[1] جس کو فتح نہ کیا جا سکے

خواہ اُس نیک انسان کی نظریں، جس نے مجھے ڈھلان کے خلاف تنبیہہ کی تھی، ابھی تک میرے چہرے کو جھلس رہی تھیں، مَیں نے اپنے عزم کو للکارا اور اُوپر کی جانب اپنی چڑھائی شروع کر دی۔ مگر مَیں نے جلد ہی سمجھ لیا کہ مَیں فقط اپنے پیروں کے بل بُوتے پر زیادہ فاصلہ طے نہیں کر پاؤں گا، کیونکہ چقماق پتھر اُن کے نیچے پھسلتے رہتے تھے، اور اُن سے ایسی ہَولناک آواز پیدا ہوتی تھی جیسے دم توڑتے ہُوئے لاکھوں لوگوں کے حلق سے نزع کی خرخراہٹ پیدا ہو رہی ہو۔ ذرا آگے سرکنے کے لئے مجھے اپنے ہاتھ، زانوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کو پھسلتے ہُوئے پتھروں میں پیوست کرنا پڑتا تھا۔ اُس وقت دِل چاہتا تھا، کاش، میرے اندر بکری جیسی چُستی ہوتی۔

دم لئے بغیر مَیں ٹیڑھا میڑھا اُوپر کی جانب رینگتا رہا۔ کیونکہ مجھے ڈر لگنے لگا تھا کہ میرے منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی رات مجھے گھیر لے گی۔ پیچھے ہٹنے کی تو مَیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

دِن لگ بھگ گزر چُکا تھا، جب کہ اچانک مجھ پر بھُوک کا دَورہ پڑا۔ تب تک مجھے کچھ کھانے یا پینے کا قطعی کوئی خیال نہیں آیا تھا۔ جو روٹیاں مَیں نے رُومال میں لپیٹ کر اپنی کمر کے گرد باندھ رکھی تھیں، وہ اِتنی بیش قیمت تھیں کہ اُس وقت اُن کا مول نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ مَیں اُن کو کھول کر پہلا لُقمہ توڑنے ہی والا تھا کہ ایک گھنٹی اور ایک سرکنڈے کی بانسری کی آہ و زاری جیسی آواز میرے کانوں سے آ ٹکرائی۔ چقماقی سموں والے اُس بیابان میں اِس سے زیادہ چونکا دینے والی اور کوئی بات نہیں ہو سکتی تھی۔

اگلے ہی لمحہ مجھے اپنی دائیں طرف ایک چٹان پر ایک قدآور، گھنٹی والا سیاہ بکرا دِکھائی دِیا۔ اِس سے پہلے کہ میرا سانس معمُول پر آتا، مجھے چاروں طرف سے بکریوں نے گھیر لیا۔ چقماقی پتھر اُن کے پیروں کے نیچے سے اسی طرح شور کرتے ہُوئے گر رہے تھے جیسے کہ میرے پیروں کے نیچے سے۔ مگر اُن سے پیدا ہو رہی آواز بہت کم ڈراؤنی تھی۔ جیسے کہ اُنہیں دعوت دی گئی ہو، بکرے کے پیچھے چلی آ رہی بکریاں میری روٹی پر جھپٹیں اور گویا کہ وہ مجھ سے چھین ہی لیتیں، اگر اُن کے گڈریے نے، جو نا معلوم کیسے اور کب میری کہنی کے پاس آ کھڑا ہُوا تھا

آواز نہ دی ہوتی۔ وہ ایک نمایاں شکل وصورت کا نوجوان تھا ــــــ لمبا، مضبوط ــــ اور نور افشاں[1] ــــــ شیر ببر کی کھال ہی اُس کا تنہا لباس تھا اور اُس کا واحد ہتھیار تھی اُس کے ہاتھ میں تھامی ہوئی سرکنڈے کی بانسری۔

" میرا گھنٹی والا بکرا بہت بگڑا ہوا ہے۔" اُس نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مجھے جب بھی مل جائے، میں اُس کو چارے میں روٹی دیتا ہوں، لیکن کتنے ہی مہینوں سے روٹی کھانے والے لوگوں کا اِدھر سے گزر نہیں ہوا۔" پھر اپنے آگے چلنے والے بکرے کی طرف مڑتے ہوئے اُس نے کہا، " میرے وفادار بکرے، کیا تو نے دیکھا کہ اچھی تقدیر کیسے ہماری ضروریات پوری کرتی ہے؟ تقدیر سے ہرگز نا امید نہیں ہونا چاہیئے۔"

یہ کہہ کر وہ جھکا اور ایک روٹی اُٹھا لی۔ یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہ بھوکا ہے۔ میں نے اُس سے نہایت عاجزی اور سنجیدگی سے کہا:

" یہ سادہ کھانا ہم بانٹ کر کھائیں گے۔ روٹی ہم دونوں کے لئے کافی ہے۔ اور گھنٹی دار بکرے کے لئے بھی۔"

حیرانی سے مجھ پر جیسے فالج گر پڑا، جب اُس نے پہلی روٹی بکریوں کے کھانے کیلئے پھینک دی۔ اِس کے بعد دوسری اور تیسری۔ اور اِسی طرح ساتویں روٹی، مگر ہر ایک روٹی سے اپنے لئے ایک ایک لقمہ توڑتا رہا۔ میں ہکا بکا رہ گیا، اور مارے غصے کے میرا سینہ پھٹنے لگا۔ مگر اپنی بے بسی کے احساس سے میں نے اپنے غصے پر قابو پا لیا اور گڈریے کی طرف پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے، تھوڑی منت، تھوڑے شکوے کے طور پر کہا:

" اب جب کہ تو نے اِس بھوکے آدمی کی روٹی بکریوں کو کھلا دی ہے۔ کیا تو اس کو بکریوں کا تھوڑا سا دودھ نہیں پلائے گا؟"

" میری بکریوں کا دودھ بے وقوفوں کے لئے زہر ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میری

---

[1] نور بکھیرتا ہوا

کوئی بکری کسی بے وقوف کی جان لینے کا جُرم کرے۔"

"مگر مَیں کس بات پر بیوقوف ٹھہرا؟"

"اِس لئے، کہ تُو سات جنموں کے سفر کے واسطے سات روٹیاں لے کر چلا ہے۔"

"تو کیا مجھے سات ہزار روٹیاں لے کر چلنا چاہیئے تھا؟"

"ایک بھی نہیں۔"

"کیا تیرا مشورہ یہ ہے کہ مَیں اِتنے طویل سفر پر رسد کے بغیر ہی نکل پڑتا؟"

"وہ راستہ جس میں مُسافر کو کھانے کے لئے کُچھ مُیسّر نہ ہو، مُسافت کے قابِل نہیں ہے۔"

"تو کیا تُو چاہتا ہے کہ مَیں روٹی کی بجائے چقماق کھاؤں اور پانی کی جگہ اپنا پسینہ پیُوں؟"

"کھانے کے لئے تیرا گوشت اور پینے کے لئے تیرا اپنا لہُو ہی کافی ہے۔ اِس کے عِلاوہ راستہ کی تلخی تو ہے ہی۔"

"اَے گڈریے! تُو نے میرا بہت مذاق اُڑایا ہے۔ پھر بھی مَیں اِس مذاق کا بدلہ نہیں لُوں گا۔ جو بھی کوئی میرا اَناج کھاتا ہے، خواہ وہ مُجھے بھُوکا ہی مار رہا ہو، وہ میرا بھائی بن جاتا ہے۔ دِن کوہساروں کے عقب میں پھسل رہا ہے[1] مگر میرے لئے سفر جاری رکھنا نہایت ضرُوری ہے۔ کیا تُو مُجھے نہیں بتائے گا کہ مَیں چوٹی سے ابھی بھی بہت دُور ہُوں؟"

"تُو فنا کی ایسی منزل پر پہنچنے لگا ہے جہاں تیری یاد تک بھی باقی نہیں رہے گی۔"

اِتنا کہہ کر بانسری اُس نے اپنے ہونٹوں سے لگائی اور ایک ہَیبت ناک سُر نکالتا ہُوا، جو تختِ التریٰ سے آ رہی ایک فریاد کی مانند تھی، اپنی راہ ہو لیا۔ اُس کے پیچھے تھا گھنٹی والا بکرا، اور اُس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں باقی بکریاں۔ بہت دُور تک مجھے بانسری کی آہ و فُغاں میں خلط ملط ہو رہی، چقماق پتھروں کی کھڑ کھڑاہٹ اور بکریوں کے مِمیانے کی آواز سُنائی

---

[1] مُراد غروب ہونے سے ہے۔

دیتی رہی۔

مَیں اپنی بھوک کو بالکل بھلا کر، گڈریے کے ذریعے ختم کی گئی اپنی ہمت اور استقلال کو پھر سے زندہ کرنے لگا۔ اگر رات نے مجھے لڑھک رہے چقماق کے اس افسردہ انبار میں ہی گھیر لینا تھا تو نہایت ضروری تھا کہ مَیں ایسا ٹھکانہ تلاش کروں جہاں مَیں تھک کر چُور ہو چکی اپنی ہڈیوں کو 'ڈھلان' سے نیچے لڑھک جانے کے خوف کے بغیر سیدھا کرسکوں۔ مَیں نے پھر سے رینگنا شروع کر دیا۔ پہاڑ سے نیچے نظر دوڑانے پر مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ مَیں اتنا اُوپر چڑھ آیا ہُوں۔ 'ڈھلان' کا نچلا سرا دِکھائی نہیں دے رہا تھا، جبکہ محسوس ہوتا تھا، 'چوٹی' تقریباً میری پہنچ میں ہے۔

رات اُترنے تک مَیں چٹانوں کے ایک جھنڈ کے قریب پہنچ گیا جو آپس میں مل کر ایک طرح کا غار سا بنا رہی تھیں۔ اگرچہ یہ غار ایک گہری کھائی کے اُوپر لٹکا ہُوا تھا، جس کی تہہ میں اُداس کالے سائے کروٹیں لے رہے تھے، مَیں نے اِسی میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔

میرے جوتوں کے پرخچے اُڑ گئے تھے اور وہ لہُو سے تربتر تھے۔ جُونہی مَیں نے انہیں اُتارنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ میری کھال اُن کے ساتھ یوں مضبُوطی سے چپک گئی ہے، جیسے کہ اُس کو سریش کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہو۔ میرے ہاتھوں کی ہتھیلیاں گہرے لال رنگ کی خراشوں سے پُر تھیں، میرے ناخن کسی سُوکھے ہُوئے درخت سے نوچ کر اُتاری گئی چھال کی دھار کی طرح تھے۔ میرا لباس اپنا زیادہ حصّہ تیکھے چقماق پتھروں کی نذر کر چُکا تھا۔ میرا سر نیند سے پھٹا جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اِس میں کسی اور خیال کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

مَیں کب سے سویا پڑا تھا ——— ایک لمحہ سے، ایک گھنٹے سے، یا ازل سے ——— مجھے کچھ پتہ نہیں تھا۔ لیکن جب مَیں نیند سے بیدار ہُوا تو محسُوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی طاقت میری آستین کھینچ رہی ہو۔ مَیں نیند سے چکرایا ہُوا ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا تو دیکھا کہ ایک مُٹیار مدّھم روشنی والی لالٹین ہاتھ میں تھامے میرے سامنے کھڑی ہے۔ وہ

الف ننگی تھی، اُس کا چہرہ اور جسم بے حد نرم و نازک اور خوبصورت تھے۔ میری جیکٹ کی آستین کھینچنے والی ایک ضعیف عورت تھی، اُتنی ہی بدصورت، جتنی کہ وہ نوجوان عورت خوبصورت تھی۔ ایک سرد کپکپی نے مجھے سر سے پاؤں تک جھنجوڑ دیا۔

وہ عورت جس نے آدھی جیکٹ میرے کندھوں سے اُتار لی تھی؛ کہہ رہی تھی، "میری بچّی، کیا تُو نے دیکھا، اچھّی تقدیر کس طرح ہماری ضروریات پُوری کرتی ہے؟ تقدیر سے کبھی نااُمید نہیں ہونا چاہیئے۔"

میری قوّتِ گویائی[1] جاتی رہی۔ اُس کی مزاحمت کرنا تو درکنار، مَیں نے بولنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ مَیں نے اپنی قوّتِ اِرادی کو للکارا، لیکن بے معنی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اُس ضعیف عورت کے آگے مَیں بالکُل بے جان سا ہو گیا تھا۔ اگر مَیں چاہتا تو اُس کو اور اُس کی بیٹی کو پھونک مار کر غار سے باہر اُڑا دیتا۔ مگر مُجھ سے ایسا نہ ہو سکا، نہ ہی مُجھ میں پھُونک مارنے کی طاقت تھی۔

اُس عورت نے صِرف میری جیکٹ سے مُطمئن نہ ہو کر میرے باقی کپڑے بھی اُتارنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ مَیں بالکُل برہنہ ہو گیا۔ وہ جو بھی کپڑا اُتارتی، اُس لڑکی کو پکڑا دیتی اور وہ اُسے پہن لیتی۔ اُن دونوں عورتوں کی ٹُوٹی پھُوٹی پرچھائیاں جب مَیں نے اپنے برہنہ جسم کی پرچھائیں کے ساتھ غار کی دیوار پر پڑتی ہُوئی دیکھیں تو مَیں خوف اور نفرت سے بھر اُٹھا۔ مَیں سہمی سی خالی سُونی سُونی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اور گُونگا بنا کھڑا تھا، جب کہ اُس وقت بولنے کی سخت ضرورت تھی اور اُس ناگوار حالت میں صِرف وہی ایک ہتھیار میرے پاس رہ گیا تھا۔ آخر کار میری زبان کُھلی اور مَیں نے کہا:

"اے بڑھیا! تیری تمام شرم و حیا اگر جاتی رہی ہے، میری تو نہیں۔ تُجھ جیسی بے حیا چُڑیل کے سامنے بھی مُجھے اپنے ننگے پن سے شرم آتی ہے۔ اور اِس لڑکی کی معصومیت کے آگے

---

[1] بولنے کی طاقت۔

مَیں جس قدر شرمسار ہو رہا ہُوں ، اُس کی تو کوئی حد ہی نہیں ۔"

"جس طرح اِس نے تیری شرم اوڑھ رکھی ہے ، ویسے ہی تُو اِس کی معصُومیت اوڑھ لے۔"

"کسی دوشیزہ کو کسی تھکے ماندے مرد کے چیتھڑوں کی ضرُورت ہی کیا ہے؟ خاص کر ایک ایسے مرد کے چیتھڑوں کی ، جو کوہساروں میں ایسی جگہ رات کو بھٹک گیا ہو ۔"

شاید اُس کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ۔شاید اپنے آپ کو گرمانے کے لئے۔سردی سے اُس لاچار بچّی کے دانت بج رہے ہیَں۔

" مگر جب سردی میرے دانت کٹکٹائے گی تو مَیں اُس سے کیسے چُھٹکارا پاؤں گا؟ کیا تیرے دِل میں ذرا بھی رحم نہیں ہے ؟ اِس دُنیا میں صِرف یہ کپڑے ہی میری واحد ملکیت ہیَں۔"

"اپنا تھوڑے پر قبضہ ———— اپنے اُوپر تھوڑا قبضہ
اپنا زیادہ پر قبضہ ———— اپنے اُوپر زیادہ قبضہ
اپنے اُوپر زیادہ قبضہ ———— اپنی کم قیمت
اپنے اُوپر کم قبضہ ———— اپنی زیادہ قیمت "

"چلو ہم چلیں ، میری بچّی -"

جیسے ہی اُس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور جانے کے لئے تیّار ہُوئی ، ہزاروں ایسے سوالات جو مَیں پُوچھنا چاہتا تھا ، میرے دِل میں پَیدا ہوئے لیکن اُن میں سے ایک ہی میری زبان پر آسکا۔

"اِس سے پہلے کہ تُو چلی جائے ، اے بُزرگ عورت ! مُجھے یہ تو بتلانے کی عِنایت کر کہ کیا مَیں ابھی بھی چوٹی سے بہت دُور ہُوں ؟"

" تُو 'سیاہ کھائی ' کے کنارے پر ہے ۔"

جب وہ غار سے باہر نکل کر دُھوئیں جیسی کالی رات میں غائب ہو رہی تھیں ، لالٹین کی رَوشنی میں اُن کے عجیب وغریب سائے میری آنکھوں میں تھرتھرائے ۔ نہ جانے کدھر سے ایک سیاہ و سرد لہر میری طرف لپکی ۔ اُس کے تعاقُب میں اور بھی زیادہ سیاہ ، اور بھی زیادہ سرد لہریں آئیں۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے غار کی دیواروں میں یخ بستہ ہوائیں سانس لے رہی ہوں ۔ میرے دانت

کٹکٹا رہے تھے اور اُس کے ساتھ ساتھ میرے گدلے خیالات، چقماق پتھروں پر چر رہی بکریاں' ہنسی اُڑاتا ہُوا گڈریا، وہ عورت اور لڑکی، مَیں برہنہ تن، خراشوں اور زخموں سے لہو لہان' بھوک کا مارا ہُوا، یخ بستہ، حیرت زدہ، ایسے غاریں، ایسی گہری کھائی کے کنارے پر، کیا مَیں اپنی منزل کے قریب تھا؟ کیا مَیں کبھی وہاں پہنچ پاؤں گا؟ کیا اِس رات کا کبھی خاتمہ بھی ہوگا؟

ابھی بمشکل مجھے اپنے آپ کو سنبھالنے کا وقت ملا ہی تھا کہ مَیں نے ایک کتّے کے بھونکنے کی آواز سُنی اور ایک اور روشنی دیکھی، اِتنی قریب، اِتنی قریب —— بالکل غار کے اندر۔

"میری محبوب کیا تُو دیکھ رہی ہے، اچھی تقدیر کس طرح ہماری ضروریات پُوری کرتی ہے؟ تقدیر سے کبھی نااُمید نہیں ہونا چاہیئے۔" یہ آواز ایک بُوڑھے، نہایت ضعیف آدمی کی تھی۔ اُس کے مُنہ پر داڑھی تھی، کمر جُھکی ہُوئی اور زانو کانپ رہے تھے۔ وہ ایک عورت سے بات کر رہا تھا جو اُسی کی طرح بُوڑھی، دانتوں سے محرُوم، آشفتہ حال اور کُبڑی تھی۔ اور گھٹنوں سے کانپ رہی تھی۔ بظاہر میری موجُودگی کا خیال نہ کرتے ہُوئے بُوڑھے نے اپنی بات اُسی طرح جھکتی ہُوئی آواز میں جاری رکھی جو ایک کشمکش کے بعد بمُشکل گلے سے نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

"ہماری محبّت کے لئے ایک شاندار عروسی خواب گاہ[1] —— اور جو چھڑی تُو گنوا بیٹھی ہے، اُس کے بدلے میں ایک عُمدہ چھڑی۔ ایسی چھڑی ہاتھ میں ہوگی تو، میری جان، تیرے پاؤں پھر کبھی نہیں ڈگمگائیں گے۔" یُوں کہہ اُس نے میری چھڑی اُٹھالی اور اُس عورت کو پکڑا دی۔ وہ بڑی نزاکت سے اُس پر جُھکی اور بڑے دُلار سے اپنے مُرجھائے ہُوئے ہاتھوں سے اُس کو تھپتھپایا۔ پھر جیسے کہ میری موجُودگی کا خیال کرتے ہوئے مگر برابر اپنی رفیقۂ حیات کو خطاب کرتے ہُوئے، اُس نے مزید کہا:

"میری محبُوب، اجنبی ابھی ابھی یہاں سے چلا جائے گا، اور ہم اپنی شب خوابی کا

---

[1] دُلہن کی خواب گاہ

یہاں تنہا ہی لُطف اُٹھائیں گے۔"

یہ الفاظ مجھ پر حُکم بن کر صادر ہُوئے، جس کی نافرمانی کی مجھ میں ذرا بھی ہمّت نہیں تھی، خاص کر جب کُتّا دھمکانے کے انداز میں غرّاتا ہُوا میری طرف بڑھ رہا تھا، جیسے کہ اپنے آقا کے حُکم کی تعمیل کرانے آرہا ہو۔ اِس سارے منظر نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ مَیں اِسکو بدحواسی کی حالت میں دیکھ رہا تھا۔ مَیں سکتہ میں آئے کِسی شخص کی طرح اُٹھ کھڑا ہُوا، غار کے دروازے تک پہنچا، جب کہ مَیں اپنے بچاؤ میں، اپنا حق جتانے کی خاطِر، سر توڑ کوشش کرتا رہا۔

" تُم نے میری چھڑی لے لی ہے۔ کیا تُم اِتنے بے درد ہو جاؤ گے کہ یہ غار بھی لے لو گے، جو اِس رات کے لئے میرا بسیرا ہے۔"

" خُوش نصیب ہیں بغیر لاٹھی کے چلنے والے،
وہ ٹھوکر نہیں کھاتے۔
آرام سے ہیں بے گھر لوگ،
وہ گھر میں بستے ہیں۔
ٹھوکر کھانے والوں کو فقط ہماری طرح
ضرورت ہے لاٹھیوں کے سہارے چلنے کی،
گھروں سے بندھے ہُوؤں کو فقط ہماری طرح،
چاہیئے بسیرے کے لئے ایک گھر۔"

وہ اپنے لمبے لمبے ناخُنوں سے زمین کو کھود کر اپنے لئے سیج تیار کرتے ہُوئے ایک سُر میں گاتے رہے۔ گانا گاتے ہُوئے وہ کنکریوں کو ہموار کرتے رہے، مگر مجھ سے بالکل بے خبر۔ اِس بے بسی کی حالت میں مَیں رونے پر مجبُور ہو گیا۔

"میرے ہاتھوں کو دیکھو، میرے پاؤں کی طرف توجّہ دو۔ میں ایک راہ گیر اِس اُجاڑ ڈھلان میں کھو گیا ہُوں۔ یہاں تک پہنچنے کے لئے مَیں اپنے قدموں کے نِشان اپنے لہُو سے بناتا آیا ہُوں۔ یہ خوفناک پہاڑ تمہارا خُوب جانا پہچانا لگتا ہے۔ مگر مجھے اِس پر آگے بڑھنے

کے لئے ایک بھی اِنچ راستہ دِکھائی نہیں دیتا۔ کیا تمہیں ذرا بھی خوف نہیں ہے کہ اِس عمل کا صِلہ بھی دینا پڑ سکتا ہے؟ اگر تم مجھے ایک رات کے لئے اِس غار میں رہنے کی اِجازت نہیں دیتے تو کم از کم مجھے اپنی لالٹین ہی دے دو۔"

"محبّت کو بے پردہ نہیں کرنا
روشنی کو تقسیم نہیں کرنا
محبّت کرو اور دیکھو
روشنی کرو اور جیئو
جب رات نے دم توڑ دیا
اور دِن رفوچکّر ہو گیا
اور زمین ختم ہو گئی
تب راہ گیروں پر کیا گزرے گی؟
اُس وقت صاحبِ جُرأت کہاں سے آئے گا؟"

بُری طرح برانگیختہ ہوتے ہُوئے بھی مَیں نے نہایت عاجزی سے اِلتجا کرنے کا فیصلہ کِیا، خواہ مجھے یہ احساس تھا کہ اِس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا، کیونکہ ایک غیر قُدرتی طاقت مجھے باہر کی طرف دھکیل رہی تھی۔

"اے نیک بزرگ، اے پاک دامن بی بی! بے شک سردی نے مجھے بے حِس کر رکھا ہے اور تھکاوٹ سے میری زبان گُنگ ہے، مَیں تمہارے رنگ میں بھنگ نہیں ڈالوں گا۔ مَیں نے بھی ایک بار محبّت کا ذائقہ چکھا ہے۔ مَیں تمہارے لئے اپنی چھڑی چھوڑ جاؤں گا۔ اور یہ حقیر مسکن بھی جسے تم نے اپنے عروسی خواب گاہ کے لئے مُنتخب کِیا ہے۔ لیکن اِس کے عوض کیا مَیں تم سے ایک ادنیٰ سی چیز طلب کر سکتا ہُوں؟ چونکہ تم نے مجھے اپنی لالٹین کی روشنی سے محرُوم کر دیا ہے، کم از کم مجھ پر اِس غار سے باہر نکلنے کا راستہ دِکھانے اور چوٹی پر پہنچنے کے لئے سیدھی راہ بتانے کا احسان تو کر دو؟ کیوں کہ مَیں اپنی سمت کے شعُور کے ساتھ ساتھ اپنا توازن بھی کھو

بیٹھا ہُوں۔ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ مَیں کتنا اُوپر چڑھ آیا ہُوں، اور اِس سے اُوپر ابھی اور کتنا چڑھنا باقی ہے۔"

میری اِلتجا پر کوئی توجہ نہ دیتے ہُوئے اُنہوں نے گانا جاری رکھا:

" صحیح معنوں میں بُلند ہمیشہ پست ہوتا ہے،
صحیح معنوں میں تیز گام ہمیشہ کاہل ہوتا ہے
اعلیٰ درجے کا حسّاس[1] بے حس ہوتا ہے،
اعلیٰ مرتبہ خُوش بیان گُونگا ہوتا ہے
بھاٹا اور جوار ایک ہی مَوج کی دو صُورتیں ہیں،
جسکا کوئی راہبر نہیں، اُسی کا رہبر کامل ہوتا ہے
سب سے عظیم سب سے حقیر ہوتا ہے،
اور اُسی کے پاس سب کچھ ہوتا ہے۔
جو اپنا سب کچھ لُٹا دے۔"

اپنی آخری کوشش کے طور پر مَیں نے اُن سے گزارش کی کہ مجھے یہ تو بتا دو کہ اِس غار سے نکل کر مَیں کدھر کا رُخ کروں، کیا معلُوم میرے پہلے ہی قدم پر میری مَوت پوشیدہ ہو، اور مَیں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ مَیں بڑی بے صبری سے اُن کے جواب کا اِنتظار کرتا رہا، جو مجھے اُسی طرح کے پُراسرار گانے میں مِلا، اُس نے مجھے پہلے سے بھی زیادہ پریشان اور مشتعل کر دیا۔

" چٹان کی پیشانی سخت ہے اور تیکھی بھی،
خلا کی آغوش نرم ہے اور گہری بھی
شیر ببر اور کِرم
دیودار کا درخت اور گھٹّا ایندھن کا،

---

[1] محسُوس کرنے والا

خرگوش اور گھونگا،
چھپکلی اور بٹیر،
عُقاب اور چھچھوندر،
سب نے ایک ہی گڑھے میں اُترنا ہے۔
ایک ہی کانٹا ایک ہی دانہ
فقط مَوت ہی اِس کی تلافی ہوسکتی ہے۔
جیسے نیچے ویسے ہی اُوپر
جینے کے لئے مرو، یا مرنے کے لئے جیو۔"

جیسے ہی مَیں ہاتھوں اور زانُو کے بل رینگ کر غار سے باہر نِکلا، لالٹین کی روشنی ٹمٹما کر بُجھ گئی۔ کُتا بھی میرے پیچھے رینگتا ہُوا چلا آیا، جیسے کہ اُس نے میرے باہر نکل جانے کی تسلّی کرنی ہو۔ اندھیرا اِس قدر گہرا تھا کہ میں اُس کا سیاہ وزن اپنی پلکوں پر محسُوس کرسکتا تھا۔ اب مَیں ایک لمحہ بھر کے لئے بھی ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ کُتّے نے میرے لئے یہ یقینی بنا دیا تھا۔
ایک ہچکچاتا قدم۔ ایک اور پَس و پیش میں ڈُوبا ہُوا قدم۔ تیسرے قدم پر مَیں نے محسُوس کیا کہ جیسے پہاڑ اچانک میرے پَیروں کے نیچے سے سرک گیا ہو اور میں تاریکی کے سمُندر کے گرداب میں پھنس گیا ہُوں جس کی خوفناک لہریں میرا سانس پی رہی تھیں۔ اور مُجھے بُری طرح اُچھال اُچھال کر نیچے اور بھی نیچے پٹک رہی تھیں۔

جب میں 'سیاہ کھائی' کے خلا میں چکّر کاٹ رہا تھا تو میرے دماغ میں کوندنے والا آخری منظر اُس شیطان دُولہا اور دُلھن کا تھا۔ میرے نتھنوں میں سانس کے مُنجمد ہونے کے وقت جو آخری الفاظ مَیں نے پھُسپھُسائے وہ بھی اُنہیں کے الفاظ تھے:
"جینے کے لئے مرو، یا مرنے کے لئے جیو"

کتاب کا مُحافِظ

"اُٹھ اے خُوش نصیب اجنبی۔ تُو اپنی منزل پر پہنچ گیا ہے۔"

مارے پیاس کے میری زبان حلق سے لگی ہُوئی تھی۔ اور سُورج کی جھُلس رہی کرنوں کی تمازت[1] سے میرا تن بدن تڑپ رہا تھا۔ مَیں نے ذرا سی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ مَیں زمین پر چت لیٹا ہُوا ہُوں، اور ایک آدمی کی سیاہ شبیہہ مُجھ پر جُھکی ہُوئی ہے، اور وہ نہایت شفقت سے میرے ہونٹوں کو پانی سے تر کر رہا ہے، اور اُسی شفقت سے میرے لاتعداد زخموں کو دھو رہا ہے۔ اُس کا جِسم بھاری تھا، خدوخال موٹے، ابرُوؤں اور داڑھی کے بال گھنے، نگاہ تیکھی اور گہری تھی اور عُمر ایسی کہ جِس کا اندازہ لگانا مُشکل تھا۔ اُس کا لمس نرم اور مضبُوط تھا۔ اُس کی اِمداد سے مَیں اُٹھ بیٹھا اور مَیں نے اِتنی دھیمی آواز میں، جو میرے اپنے کانوں میں بھی بڑی مُشکل سے پہنچ رہی تھی، پُوچھا:

"میں کہاں ہُوں؟"

"پرستِش چوٹی پر"

"اور غار کہاں ہے؟"

"تُمہارے پیچھے"

"اور سیاہ کھائی؟"

"تُمہارے سامنے"

---

[1] شِدّت کی گرمی

دراصل اُس وقت میری حیرت کی کوئی حد نہیں تھی، جب میں نے دیکھا کہ غار سچ مُچ میرے پیچھے ہے، اور مُنہ کھولے ہُوئے سیاہ کھائی میرے سامنے ہے۔ میں بالکُل اُس کے کنارے پر تھا۔ مَیں نے اُس شخص کو غار میں آنے کے لئے کہا، جس کے لئے وہ بخُوشی مان گیا۔

"مجھے کھائی میں سے نکالنے والا کون تھا؟"

"جس نے تجھے چوٹی کا سیدھا راستہ بتایا تھا، 'کھائی' میں سے اُسی نے باہر نکالا ہوگا۔"

"وہ کون ہے؟"

"یہ وہی ہے جس نے میری زبان کو باندھ رکھا ہے، اور مجھے ایک سو پچاس سال سے اِس 'چوٹی' سے جکڑ رکھا ہے۔"

"تو پھر قیدی راہب کیا تُم ہی ہو؟"

"مَیں وہی ہُوں۔"

"مگر تُم تو بولتے ہو، جب کہ وہ گُونگا ہے۔"

"میری زبان تُم نے کھول دی ہے۔"

"وہ اِنسانوں کی صُحبت سے بھی کتراتا ہے، مگر تُم تو مُجھ سے ذرا بھی خوف زدہ دِکھائی نہیں دیتے۔"

"مَیں سوائے تُمہارے سبھی سے کتراتا ہُوں۔"

"تُم نے مُجھے اِس سے پہلے کبھی دیکھا نہیں، پھر یہ کیونکر ہُوا کہ تُم دُوسرے لوگوں سے دامن بچاتے ہو، مُجھ سے نہیں؟"

"ایک سو پچاس سال سے مَیں تُمہارا مُنتظِر ہُوں۔ ایک سو پچاس سال سے، ایک دِن کی بھی غفلت کئے بغیر، ہر موسم اور ہر رُت میں، میری گُنہ گار آنکھیں 'ڈھلان' کے چقماق پتھروں میں تلاش کرتی آرہی ہیں، کہ اِتفاقاً کوئی شخص، جیسے کہ تُم پہنچے ہو، بغیر چھڑی کے، برہنہ تن اور بے رسد، اِس پہاڑ پر چڑھ کر یہاں تک پہنچتا ہُوا دِکھائی دے۔ کئی لوگوں نے اِس 'ڈھلان' پر چڑھنے کی کوشش کی، مگر کوئی بھی یہاں تک نہیں پہنچا۔ دُوسرے راستوں سے بہت سے لوگ آئے، مگر اُن میں کوئی

بھی بغیر چھڑی کے، برہنہ تن اور بے رسد نہیں تھا۔ مَیں نے کل سارا دِن تُمہاری ترقّی پر نگاہ رکھی۔ مَیں نے تمہیں رات بھر غار میں سونے دِیا مگر پَو پھٹتے ہی مَیں یہاں آیا تو دیکھا کہ تمہیں سانس نہیں آرہا۔ پھر بھی مجھے یقین تھا کہ تُم دوبارہ جی اُٹھو گے۔ اور دیکھو! تُم مجھ سے زیادہ زِندہ ہو۔ تُم جینے کے لئے مرے ہو۔ مَیں مرنے کے لئے جی رہا ہُوں۔ سُبحان تیری قُدرت! یہ سب کچھ اُسی طرح ہُوا ہے جیسے کہ ہونا چاہیئے تھا۔ اب میرے دِل میں کوئی شُبہ باقی نہیں رہ گیا کہ تُم ہی وہ مُنتخِب انسان ہو۔"

"کون؟"

"وہ خوش نصیب، جِس کے ہاتھ مَیں نے مُقدّس کِتاب دُنیا کے لئے شائع کرنے کے واسطے سونپنی ہے۔"

"کون سی کِتاب؟"

"اُس کی" کِتاب — "کِتابِ میرداد"

"میرداد؟ کون میرداد؟"

"کیا یہ مُمکن ہے کہ تُم نے میرداد کے بارے میں نہ سُنا ہو۔ کِتنی عجیب بات ہے! مُجھے پُورا یقین تھا کہ اب تک اُس کا نام اِس طرح زمین میں رَچ بس گیا ہوگا، جیسے وہ آج تک میرے پَیروں کے نیچے کی زمین میں، میرے اِرد گِرد کی ہَوا میں اور میرے سر پر قائم آسمان میں سمایا ہُوا ہے۔ اے اجنبی! یہ زمین پاکیزہ ہے، کیونکہ اِس پر اُس کے مُبارک قدم پڑتے رہے ہیں۔ یہ ہَوا پاک ہے، کیونکہ اِس میں اُس نے سانس لیا ہے۔ یہ آسمان مُقدّس ہے، جِس کو اُس کی آنکھوں نے دیکھا ہے۔" اِتنا کہہ کر وہ درویش اِحترام کے لئے جُھکا، زمین پر تین بار بوسہ دیا اور خاموش ہوگیا۔ کچھ وقفے کے بعد مَیں نے کہا:

"جِس شخص کو تُم میرداد کہتے ہو، تُم نے اُس سے مُتعلّق اور زیادہ جاننے کے میرے اِشتیاق کو بڑھا دیا ہے۔"

"تُم توجہ دو تو مَیں وہ سب کچھ بتا دُوں گا جِس کی بابت بتلانے سے مُجھے منع نہیں کیا گیا۔

میرا نام شمادم ہے میں نوح کی کشتی کا 'سردار' تھا۔ جب نوَ ساتھیوں میں سے ایک اِنتقال کر گیا اور اُس کی رُوح ابھی یہاں سے روانہ ہُوئی ہی تھی کہ مجھے بتایا گیا کہ دروازے پر کوئی اجنبی مجھے بُلا رہا ہے۔ مَیں نے فوراً جان لیا کہ خُدا نے اُس کو فوت ہُوئے ساتھی کی جگہ لینے کے لئے ہی بھیجا ہے۔ مجھے خُوشی ہونی چاہیئے تھی کہ خُدا ابھی بھی 'کشتی' کی حِفاظت کر رہا ہے، جیسے کہ وہ ہمارے باپ سام کے وقت سے کرتا آیا ہے۔"

بات ابھی یہاں تک ہی پہنچی تھی جبکہ مَیں نے اُس کو بیچ میں ہی یہ پُوچھنے کے لئے ٹوک دِیا کہ جو کچھ مجھے نِچلے لوگوں نے بتایا ہے، کیا وہ سچ ہے؟ یعنی 'کشتی' حضرت نُوح کے بڑے بیٹے نے بنائی تھی؟

اُس نے فوراً جواب دِیا اور زور دے کر کہا،

" ہاں یہ بات اِسی طرح ہے جیسا کہ تُمہیں بتایا گیا ہے۔" پھر اُس نے اپنی اَدھوری بات کو جاری رکھتے ہُوئے کہا،

" ہاں مجھے خُوش ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ایسی وجُوہات کے باعث جو میری سمجھ سے قطعی باہر تھیں، مجھے اپنے سینے میں اُٹھ رہی بغاوت کا اِحساس ہُوا۔ مَیں نے اجنبی کو ابھی دیکھا بھی نہیں تھا کہ میرا سارا وجُود اُس سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا اور مَیں نے اُس کو نا قبُول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ خواہ مجھے پُورا اِحساس تھا کہ اُس کو تسلیم نہ کرنا، اُن روایات کی خِلاف ورزی ہوگی، جن پر ہمیشہ عمل کیا جاتا رہا ہے، اور ایسا کرنا اُس خُدا سے رُوگردانی[1] ہے جس نے اُس کو بھیجا ہے۔"

"جب مَیں نے دروازہ کھول کر اُس کو دیکھا ——— وہ محض ایک نوجوان تھا، جس کی عُمر پچیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی ——— میرے دِل میں خنجر اُگ آئے، جو مَیں اُس کے وجُود میں گھونپ دینا چاہتا تھا۔ برہنہ تن، بظاہر فاقوں مارا ہُوا اور بچاؤ کے

---

[1] منہ موڑنا

سبھی وسیلوں سے، یہاں تک کہ ایک چھڑی سے بھی محرُوم۔ غرضیکہ وہ بالکُل بے سہارا دِکھائی دیتا تھا۔ تاہم اُس کے چہرے پر ایک خاص نُور تھا جس کا ذرّہ بکتر پہنے وہ کسی فوجی سردار سے زیادہ محفوظ نظر آیا۔ جِس کو ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا تھا، اور جو اپنی عُمر کے لحاظ سے کہیں زیادہ بُزرگ لگتا تھا۔ میرا اندرُونی وجُود اُس کے خِلاف چیخ اُٹھا۔ میری رگوں میں بہہ رہے خُون کا ایک ایک قطرہ چاہتا تھا کہ اُس کو نیست و نابُود کر دُوں۔ مجُھ سے اِس کی وجہ نہ پُوچھو۔ شاید اُس کی چیرتی ہُوئی نِگاہ نے میری رُوح سے نِقاب کھینچ کر اُس کو ننگا کر دِیا تھا اور کِسی دُوسرے کے آگے بے نِقاب ہُوئی اپنی رُوح کو دیکھ کر مجُھے ڈر لگنے لگا تھا۔ شاید اُس کی پاکیزگی نے میری گندگی کو بے پردہ کر دِیا تھا اور مجُھے اُن پردوں کے کھو جانے کا دُکھ ہُوا جن کو مَیں نہ جانے کتنی مُدّت سے اپنی کثافت[1] کو چھُپانے کے لئے بُنتا چلا آیا تھا۔ کثافت کو اپنے حجابات[2] ہمیشہ ہی پسندیدہ رہے ہیں شاید اُس کے اور میرے ستاروں کی آپس میں کوئی پُرانی عداوت تھی۔ کون جانتا ہے؟ کون جانتا ہے؟ صِرف وُہی بتا سکتا ہے۔"

"مَیں نے اُس سے نہایت تلخ اور بے رحم انداز میں کہا کہ وہ ہماری برادری میں شامل نہیں کیا جا سکتا، اور اُسے وہاں سے فوراً چلے جانے کا حُکم دِیا۔ مگر وہ اپنی جگہ قائم رہا اور مجُھے اطمینان سے دوبارہ سوچنے کا مشورہ دِیا۔ اُس کے مشورے کو مَیں نے اپنی شان کے خِلاف سمجھا اور اُس کے مُنہ پر تھُوک دِیا۔ اِتنے پر بھی وہ برہم ہُوئے بغیر اپنی جگہ مُستعد رہا اور آہستہ سے اپنے چہرے سے تھُوک پونچھتے ہُوئے مجُھے ایک بار پھر اپنا فیصلہ بدلنے کی رائے دی۔ جب وہ اپنے چہرے سے تھُوک پونچھ رہا تھا تو مجُھے یوں محسُوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ تھُوک میرے اپنے چہرے پر پوتا جا رہا ہو۔ مَیں نے یہ بھی محسُوس کیا کہ مَیں مغلُوب[3] ہو گیا ہُوں اور مَیں نے اپنے اندر کی گہرائی میں کہیں تسلیم کر لیا کہ مُقابلہ برابر کے حریفوں میں نہیں، دُوسرا حریف کہیں زیادہ طاقتور ہے۔"

---

[1] گندگی [2] پردے [3] شکست کھایا ہُوا

"لیکن ہر شکست خوردہ مُتکبّر[1] کی طرح، میرا غرور تب تک جنگ ترک کرنے کے لئے راضی نہ ہُوا، جب تک کہ اُس کو چاروں شانے چت کرکے مٹی میں پائمال[2] نہ کر دیا جاتا۔ مَیں اُس کی درخواست لگ بھگ منظور کرنے ہی والا تھا، لیکن اِس سے پہلے مَیں اُسے ذلیل ہُوا دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ کسی بھی صُورت ذلیل نہیں ہو رہا تھا۔"

اُس نے اچانک مجھ سے کچھ کھانے اور کپڑوں کے لئے گزارش کی اور میری آرزوئیں پھر سے زندہ ہو اُٹھیں۔ اب جب کہ بھوک اور سردی اُس کیلئے خلاف میرا ساتھ دینے کو تیار تھیں، مجھے یقین ہونے لگا کہ جنگ میں نے جیت لی ہے۔ مَیں نے یہ کہہ کر کہ خانقاہ کا گزر بسر زکوٰۃ پر ہے اور یہ کسی کو خیرات نہیں دے سکتی، بڑی بے رحمی سے اُسے روٹی کا ایک ٹکڑا تک بھی دینے سے انکار کر دیا۔ ایسا کہتے ہُوئے مَیں نے اعلانیہ جھوٹ بولا تھا۔ کیونکہ خانقاہ بے اِنتہا دَولت مند تھی، اور وہ ضرورت مندوں کو روٹی اور کپڑا دینے سے اِنکار نہیں کر سکتی تھی۔ مَیں چاہتا تھا کہ وہ میرے آگے گڑگڑائے، مگر وہ اُس کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ اپنا حق سمجھ کر مانگ رہا تھا۔ اُس کی اِلتجا میں حکم کا انداز تھا۔"

"یہ جنگ کافی دیر تک چلی۔ مگر وہ ذرا بھی ٹَس سے مَس نہ ہُوا۔ شروع ہی سے اُس کا پلڑا بھاری رہا۔ آخر کار اپنی شِکست پر پردہ ڈالنے کے لئے مَیں نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایک خادِم کی حیثیت سے 'کشتی' میں آجائے —— صِرف بطور ایک خادِم کے —— مَیں نے اپنے آپ کو تسلّی دی کہ اِس سے اُس کی ذِلّت ہوگی۔ مَیں اُس وقت یہ نہ سمجھ سکا کہ بھکاری مَیں تھا، وہ نہیں۔ میری ذِلّت پر مُہر لگانے کے لئے اُس نے میری تجویز بلاعُذر قبول کر لی۔ مجھے اُس وقت ذرا بھی خیال نہیں آیا کہ اُس کو بطور خادِم اندر داخل کرکے بھی میں اپنے آپ کو باہر نکال رہا ہوں۔ آخری روز تک مَیں اِسی مُغالطہ میں رہا کہ 'کشتی' کا مالک مَیں ہُوں، وہ نہیں۔ آہ میرداد، میرداد تُو نے شمادم کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ آہ، شمادم تُو نے شمادم کے ساتھ کیا کیا!"

---

[1] گھمنڈی [2] روندنا

اُس کی داڑھی میں سے دو موٹے موٹے آنسو ٹپکے جنہوں نے اُس کے بھاری بھر کم جسم کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ میرا دِل پگھل گیا اور میں نے کہا:

" میری تجھ سے اِلتجا ہے کہ جس شخص کو یاد کر کے تیرے آنسو بہہ نکلتے ہیں، اُس کا زیادہ ذکر ہی نہ کر۔"

" بے چَین نہ ہو اے خوش نصیب پیامبر" یہ تو 'سردار' کے پُرانے وقت کا تکبّر ہے جو اَب اپنے کینہ کے آنسو کشید کر رہا ہے۔ یہ الفاظ کی طاقت ہے جو اصل معنی کی طاقت کے خلاف دانت پیس رہی ہے۔ تکبّر کو رو لینے دو، یہ اُس کا آخری ماتم ہے، اِقتدار کو دانت پیس لینے دو۔ یہ وہ آخری بار کر رہا ہے۔ کاش! میری آنکھوں پر، جب انہوں نے پہلی بار اُس خُدائی صُورت کو دیکھا تھا، دُنیوی دُھند کا پردہ نہ پڑا ہوتا۔ افسوس میرے کان، جب اُن کو اُس کی خُدائی دانائی نے للکارا تھا، دُنیوی عقل کے ڈاٹ سے بند نہ ہوئے ہوتے۔ کاش! میری زبان پر، جب وہ اُس کی رُوحانی لذّت سے شرابور زبان سے ٹکرائی تھی، مادیّت کی تلخ حلاوت[1] کی تہہ نہ جمی ہوتی۔ مگر اپنے وہم[2] کا جھاڑ جھنکاڑ مَیں نے بہت کُچھ کاٹ لیا ہے۔ اور ابھی بہت کُچھ کاٹنا باقی ہے۔"

" وہ سات سال تک ایک عاجز خادِم کی طرح ہمارے درمیان رہا ——— شریف، چوکس، بے ضرر، غیر مُخِلّ[3]۔ وہ کسی بھی ساتھی کے ذرا سے اِشارے پر کُچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ وہ اس طرح چلتا پھرتا تھا جیسے ہوا پر سوار ہو۔ وہ اپنے مُنہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالتا تھا۔ ہمارا یقین تھا کہ اُس نے خاموش رہنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ شروع شروع میں اُس سے چھیڑ خانی کرنے کو ہمارا دل چاہتا تھا۔ وہ اُس چھیڑ خانی کا جواب غیر فطری سکُون سے دیتا۔ اور جلد ہی ہم اُس کی خاموشی کا احترام کرنے پر مجبُور ہو گئے۔ دُوسرے 'سات ساتھیوں' کے برعکس، جو اُس کے پُرسکُون رہنے پر خُوش تھے، اور اُس سے سکُون حاصل کرتے تھے، مجھے وہ سکُون جابرانہ اور دل شکن لگتا تھا۔ مَیں نے اُسے درہم برہم کرنے کی بے حَد کوشِشیں کیں، مگر سب کی سب بے سُود۔

---

[1] مِٹھاس [2] دماغ کی وہ قوّت جو فاسد خیال پیدا کرتی ہے۔ [3] خلل نہ دینے والا

"اُس نے ہمیں اپنا نام میرداد بتایا۔ وہ اِس نام سے مخاطب کئے جانے پر ہی بولتا تھا۔ اُس کے بارے میں ہمیں بس اِتنا ہی معلوم تھا۔ پھر بھی ہمیں اُس کی موجودگی بڑی شدّت سے محسوس ہوتی تھی، اِتنی شدّت سے کہ جب تک وہ اپنے حُجرے میں واپس نہ چلا جاتا، ہم آپس میں بہت ہی کم بولتے۔ نہایت ضرُوری باتوں کے لئے بھی اکثر چُپ رہتے تھے۔"

"وہ خُوش حالی کے سال تھے، میرداد کے پہلے سات سال۔ اِن برسوں میں خانقاہ کی اِملاک[1] میں سات گُنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اِضافہ ہُوا تھا۔ اُس کے تئیں میرا دِل نرم ہوگیا، اور یہ دیکھتے ہُوئے کہ پروردگار نے ہمارے پاس کِسی اور کو نہیں بھیجا، مَیں نے اُس کو ایک ساتھی کے طوَر پر تسلیم کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سنجیدگی سے مشورہ کیا۔"

"تبھی ایسا واقعہ ہُوا جس کا کسی کو خواب و خیال بھی نہیں تھا ـــــ جس کا کوئی قیاس تک نہ کر سکتا تھا، یہ غریب شمادم تو بالکل نہیں۔ میرداد نے اپنی خاموشی توڑی اور ایک طوفان برپا کر دیا۔ اُس نے اپنے اُن خیالات کو زبان عطا کی، جو اِتنا عرصہ اُس کی خاموشی نے چُھپا رکھے تھے۔ اور وہ اِس طرح تیز و تُند لہروں کی طرح یکایک پھُوٹ نِکلے کہ اُن کے بہاؤ کی طاقت کے مُقابل میرے تمام ساتھیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے ـــــ سب کے سِوائے اِس غریب شمادم کے، جو آخر تک اُن سے لڑتا رہا ـــــ مَیں نے 'سردار' کی حیثیت سے اپنی طاقت کا مُظاہرہ کرتے ہُوئے اُس طوفان کا رُخ موڑنا چاہا۔ مگر ساتھی سوائے میرداد کے کِسی دُوسرے کا اِقتدار تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے۔ میرداد مُرشِد بن گیا اور شمادم بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا۔ مَیں نے عیّاری[2] سے بھی کام لیا۔ مَیں نے کُچھ ساتھیوں کو سونے چاندی کی بیش قیمت رِشوتیں پیش کِیں، دُوسروں کو زرخیز زمین کے وسیع رقبے دینے کا وعدہ کیا۔ مَیں کم و بیش کامیاب ہو ہی گیا تھا، جب میرداد نے کِسی غیبی طریقے سے میری کوششوں کا سُراغ لگا لیا اور بِلا تردّد، صِرف چند ہی الفاظ سے، اُن سب پر پانی پھیر دیا۔"

---

[1] جائداد [2] مکّاری

"جو عقیدہ اُس نے پیش کیا وہ نہایت عجیب اور پیچیدہ تھا۔ کتاب میں اُس کا مفصل ذکر ہے۔ اُس کے بارے میں مجھے کچھ بھی بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ اُس کا اندازِ بیان اِس قدر مُؤثر تھا کہ برف تارکول نظر آنے لگے، اور تارکول برف دِکھائی دینے لگے۔ اُس کی کہی ہُوئی بات بڑی کٹیلی اور زور دار تھی۔ اُس ہتھیار کا سامنا میں کس چیز سے کرتا، خانقاہ کی مُہر کے سوا، جو میرے قبضہ میں تھی، میرے پاس کچھ بھی تو نہیں تھا، مگر وہ بھی بیکار کر دی گئی تھی کیونکہ اُس کے اِشتعال انگیز وعظ سے مُتاثر 'ساتھی' مجھے ہر اُس دستاویز پر جس میں وہ جو کچھ بھی مجھ سے لکھوانا مُناسِب سمجھتے تھے، اپنے دستخط کرنے اور مُہر لگانے کے لئے مجبُور کر دیتے تھے۔ ایک ایک کر کے خانقاہ کی سب زمینیں، جو عقیدت مندوں نے ایک لمبے عرصے کے دَوران زکوٰۃ کے طور پر دی تھیں، اُنہوں نے دُوسروں کے نام منتقل کر دیں۔ اور پھر میرداؔد نے 'ساتھیوں' کو پڑوسی دیہات میں بسنے والے غریبوں اور ضرورتمندوں کے لئے تحفوں سے لاد کر بھیجنا شرُوع کر دیا۔ انجام کار 'کشتی کے روز' جو 'کشتی' کی دو سالہ تقریبات میں سے ایک تھا ——— دُوسرا تھا 'انگور بیل کا روز' ——— میرداؔد نے اپنی پاگل حرکتوں کا اِختتام 'ساتھیوں' کو یہ حُکم دے کر کیا کہ خانقاہ کا ذرا ذرا سامان اُٹھا کر لے جاؤ اور باہر جمع ہُوئے لوگوں میں تقسیم کر دو۔"

"یہ سب کچھ میں نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا اور اپنے دِل پہ نقش کر لیا جو میرداؔد کے لئے پیدا ہُوئی نفرت سے پھٹنے لگا تھا۔ اگر اکیلی نفرت ہی قتل کر سکتی تو جو کچھ اُس وقت میرے سینے میں کھَول رہا تھا، ہزاروں میردادوں کو قتل کر دیتا۔ مگر اُس کی محبت میری نفرت سے زیادہ طاقت ور تھی۔ جنگ ایک بار پھر غیر مساوی تھی، میرا غرُور پھر باز نہیں آ رہا تھا، جب تک کہ اُس کو چاروں شانے چت کر کے مٹّی میں پامال ہُوا دیکھ نہیں لیتا۔ اُس نے مجھ سے لڑے بغیر ہی مجھے کچل دیا۔ میَں اُس کے ساتھ لڑا تو ضرُور مگر روندا صِرف اپنے آپ کو ہی۔ اُس نے اپنے محبّت آمیز تحمّل سے کتنی بار میری آنکھوں پر جمی ہُوئی پپڑیوں کو اُتارنے کی کوشِش کی۔ کتنی ہی بار میَں نے اور زیادہ سخت پپڑیاں ڈھونڈ کر اپنی آنکھوں سے

چپکالیں۔ اُس نے جتنی زیادہ حلیمی میرے لئے استعمال کی، اُتنی ہی زیادہ نفرت سے میں نے اُس کا جواب دیا۔"

"ہم دو جنگجو میدان میں تھے ـــــ میرداد اور میں۔ وہ اپنے آپ میں ایک مکمل لشکر تھا۔ اُس کے خلاف لڑنے والا میں ہی اکیلا تھا۔ اگر 'دوسرے' ساتھی' میری امداد پر ہوتے تو انجام کار فتح میری ہی ہوتی۔ پھر تو میں اُس کا کلیجہ نکال کر کھا جاتا۔ مگر میرے ساتھی اُس کی حمایت میں میرے ہی خلاف لڑتے رہے۔ غدّار کہیں کے! میرداد! میرداد تُو نے اپنا بدلہ لے لیا۔"

اِس بار 'سردار' نے آنسو ٹپکاتے ہُوئے سسکیاں لیں اور پھر ایک لمبی خاموشی کے بعد سر جُھکا کر تین بار زمین کو چُوما۔

"میرداد، میرے فاتح، میرے آقا، میری اُمید، میری سزا، میرے انعام، شمادم کی کڑواہٹ مُعاف کر دے۔ سانپ کا سر دھڑ سے الگ کر دیئے جانے کے بعد بھی وہ اپنا زہر برقرار رکھتا ہے۔ مگر مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ڈنک نہیں مار سکتا۔ دیکھ، شمادم کے مُنہ میں نہ تو اب دانت ہیں، نہ ہی زہر۔ اَب تو اُسے اپنی محبت کا سہارا دے دے تاکہ شمادم وہ دِن دیکھ سکے جب تیری طرح اُس کی زبان سے بھی شہد ٹپکنے لگے گا۔ اِس کے لئے تُو نے اُس سے وعدہ کر رکھا ہے۔ آج کے روز تُو نے اُس کو پہلی قید سے آزاد کر دیا ہے۔ اُس کو دُوسری قید میں بھی زیادہ دیر نہ رہنے دیجیو۔"

جن قید خانوں کا 'سردار' نے ذِکر کیا تھا، اُن کے مُتعلق اُٹھنے والا سوال جیسے اُس نے میرے دِل میں پڑھ لیا تھا اور اُس نے آہیں بھرتے ہُوئے، مگر ایک ایسی آواز میں جو اِتنی ملائم اور اِس قدر بدلی ہُوئی تھی کہ کوئی بھی سچ مچ کی قسم کھا کر کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی اور کی تھی کہا:

"اُس روز اُس نے سب کو اُسی غار میں بُلایا جہاں وہ اکثر 'سات ساتھیوں' کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ سُورج غرُوب ہونے والا تھا۔ مغربی ہَوا کے ہاتھوں بکھیرے گئے زبردست کُہرے نے گہری کھائیوں کو بھر دیا تھا۔ اور کسی پُراسرار چادر کی طرح سمُندر کی وُسعت تک ـــــ تمام

زمین پر چھا گیا تھا۔ کمر تک کہرے سے ڈھکا ہُوا کوہسار سمندر کے ساحل کی مانند دِکھائی دیتا تھا۔ مغربی اُفق پر خوفناک گہرے بادل اُمڈ آئے تھے اور اُنہوں نے سُورج کو پُوری طرح چھپا لیا تھا۔ مُرشد کا دِل بھر آیا مگر اُس کے جذبات قابُو میں تھے۔ وہ باری باری سَاتوں ساتھیوں سے بغل گیر ہُوا اور آخری ساتھی کو اپنی باہوں کی گرفت میں لیتا ہُوا بولا۔

"بلندیوں پر تم نے بہت دیر جی لیا ہے، آج تمہیں گہرائیوں میں اُترنا ہو گا۔ جب تک تم اُترتے ہُوئے اُوپر نہیں چڑھو گے اور نچلی وادی کو چوٹی سے نہیں مِلاؤ گے، بُلندیاں ہمیشہ تمہارے سر کو چکراتی رہیں گی اور گہرائیاں آنکھوں کی روشنی سے محرُوم کرتی رہیں گی۔"

پھر میری طرف مُڑ کر وہ بہت دیر تک محبت آمیز نظروں سے میری آنکھوں میں تکتا رہا اور کہنے لگا،

" شمادَم جہاں تک تیرا تعلّق ہے، تیرا وقت ابھی نہیں آیا۔ تجھے اِس چوٹی پر میری واپسی کا اِنتظار کرنا ہو گا۔ اور اُس اِنتظار کے دَوران تُو میری کِتاب کی حفاظت کرے گا، جو پرستش گاہ کے نیچے آہنی صندُوقچی میں مُقفّل رکھی ہُوئی ہے۔ یہ دیکھنا تیرا کام ہے کہ کوئی بھی ہاتھ اُس کو نہ چھُوئے ——— تیرا اپنا ہاتھ بھی نہیں۔ مُناسِب وقت پر مَیں اپنا پَیامبر تجھ سے کِتاب لے کر دُنیا کے واسطے اِشاعت کے لئے بھیجُوں گا۔ اِن نِشانیوں سے تُو اُس کی پہچان کر پائے گا۔ وہ چقماقی ڈھلان کی راہ سے اُوپر چڑھے گا۔ وہ اپنے سفر پر پُورا لباس پہن کر روانہ ہو گا۔ ایک چھڑی اور سات روٹیاں لے کر۔ مگر اس غار کے سامنے پہنچنے پر بغیر چھڑی کے، بے رسد، برہنہ تن اور سانس تک سے بھی محرُوم ہو گا۔ اُس کے آنے تک تیری زبان اور ہونٹ مُہر بند رہیں گے اور تُو ہر اِنسان کی قُربت سے گریز کرے گا۔ اُس کی صِرف ایک ہی نظر تجھے چُپ کی قید سے نجات دِلائے گی۔ کِتاب اُس کے ہاتھوں میں سونپ دینے کے بعد تجھے ایک پتھر میں بدل دِیا جائے گا، اور وہ پتھر میرے لَوٹنے تک اِس غار کے دروازے کی رکھوالی کرے گا۔ اُس قید سے صِرف مَیں ہی تجھے آزاد کرُوں گا۔ اگر تجھے اِنتظار کا عرصہ طویل لگے گا تو یہ اور زیادہ طویل کر دِیا جائے گا، اگر تجھے کم لگے گا تو یہ اور بھی کم کر دیا جائے گا۔ مجھ پر یقین کر اور صبر سے کام

لے۔" اِس کے بعد وہ مجھ سے بغل گیر ہُوا۔

"پھر 'ساتوں' کی طرف دوبارہ مُڑتے ہُوئے اُس نے ہاتھ کا اِشارہ کِیا اور کہا،
"ساتھیو، میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

اور وہ اُن کے آگے آگے 'ڈھلان' کے نیچے کی طرف چل پڑا۔ اُس کا مُبارک سر بُلند تھا۔ اُس کی جمی ہُوئی نگاہ فاصلے کو کھوج رہی تھی۔ اُس کے مُقدّس قدم مُشکل زمین پر پڑتے تھے۔ جب وہ کُہرے کی چادر کی کناری تک پہنچے تو دُھوپ سمُندر پر چھائے کالے بادل کے نچلے سِرے کو چھید کر آسمان میں ایک محراب دار چھت والا منوّر راستہ بناتے ہُوئے باہر نکل آئی تھی جس کو اِنسانی آنکھ دیکھ نہیں سکتی تھی، الفاظ جس کو بیان نہیں کر سکتے تھے۔ مُجھے یُوں دِکھائی دے رہا تھا جیسے 'مُرشِد' اور اُس کے 'ساتوں ساتھی' کوہسار سے الگ ہو گئے ہوں اور محراب کی راہ سے سُورج میں داخل ہونے کے لئے کُہرے پر چلتے جا رہے ہوں۔ مُجھے افسوس تھا کہ مَیں پیچھے تنہا رہ گیا تھا ——— اُف کِتنا تنہا!

دِن بھر کی لمبی جان توڑ مُشقّت سے چُور انسان کی طرح شمادم نے ذرا دَم لیا اور اچانک چُپ ہو گیا۔ اُس کا سر جُھکا ہُوا تھا، آنکھیں بند تھیں اور سینہ بے ترتیب سانسوں سے اُوپر نیچے ہو رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ اِسی حالت میں رہا۔ جب کہ میں کوئی ڈھارس دینے والے الفاظ کے لئے اپنے دماغ کو کُرید رہا تھا، اُس نے اپنا سر اُوپر کو اُٹھایا اور کہنے لگا:

"تُو قسمت کا لاڈلا ہے۔ اِس بدنصیب اِنسان کو مُعاف کر دینا۔ مَیں نے بہت کُچھ کہہ دیا ہے ——— شاید حَد سے زیادہ۔ مَیں کہے بغیر رہ بھی کیسے سکتا تھا؟ کوئی شخص، جس کی زبان نے ایک سو پچاس برس کا روزہ مُکمّل کِیا ہو، اُس روزے کا اِفطار صِرف ایک 'ہاں' یا 'نہ' میں کیسے کر سکتا ہے؟ کیا کوئی شمادم میرداد بن سکتا ہے؟"

"شمادم بھائی، کیا مَیں تُم سے ایک سوال پُوچھ سکتا ہُوں؟"

"تُو نے مُجھے بھائی کہہ کر کیسی نیکی کی ہے۔ جب سے میرا اکلوتا بھائی مرا ہے، جس

کو کئی برس ہو گئے، مجھے کسی نے اِس نام سے نہیں پکارا۔ تیرا سوال کیا ہے ؟"

" خواہ میرداد اِتنا عظیم اُستاد ہے، مَیں حیران ہُوں کہ دُنیا نے آج تک اُس کے مُتعلّق اور اُس کے سات ساتھیوں کے مُتعلّق کچھ بھی نہیں سُنا، یہ کیسے ہُوا ؟"

" شاید وہ مُناسب وقت کے اِنتظار میں ہو۔ شاید وہ کسی دُوسرے نام سے تعلیم دے رہا ہو۔ ہاں، ایک بات کا مجھے یقین ہے۔ میرداد نے جیسے 'کشتی' کو بدل دِیا، وہ اُسی طرح دُنیا کو بھی بدل دے گا۔"

" مگر وہ تو ایک عرصہ سے مر چکا ہو گا۔"

" میرداد کیسے مر سکتا ہے ؟ میرداد مَوت سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔"

" کیا تُمہارا مَطلب ہے کہ جیسے اُس نے 'کشتی' کو تباہ کر دیا، ویسے ہی وہ دُنیا کو بھی نیست و نابُود کر دے گا؟"

" نہیں، نہیں، جیسے اُس نے 'کشتی' کو بوجھ سے آزاد کیا تھا، ویسے ہی وہ دُنیا کو نجات دِلائے گا۔ میرے جیسے لوگ جِس ازلی نُور کو بے شُمار توہّمات سے ڈھانپ کر آج اندھیرے کا، جِس میں کہ وہ مُبتلا ہیں، ماتم کر رہے ہیں، وہ اُس نُور کو ازسرِ نَو نُمایاں کرے گا۔ جن لوگوں نے خُود ہی اپنے اصل کو مِسمار کر رکھا ہے وہ اُن کے باطِن میں پھر سے اُس کی تعمیر کریگا۔ کِتاب بہت جلد تُمہارے ہاتھ میں ہو گی۔ اِس کا مُطالعہ کرو اور نُور کو دیکھو۔ اب مجھے اور زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ تُم میرے واپس آنے تک یہیں کچھ دیر میرا اِنتظار کرو۔ تُم میرے ساتھ نہیں جا سکتے۔"

وہ اُٹھا، اور مجھے بے صبر و بے قرار اور پریشان حال چھوڑ کر تیز تیز قدموں سے باہر نِکل گیا۔ مَیں بھی غار سے باہر آیا، مگر کھائی کے کنارے سے آگے نہ بڑھا۔

جو منظر میری آنکھوں کے سامنے پھیلا ہُوا تھا، اُس کے جادُوئی نقُوش اور رنگوں نے میری رُوح کو اِس قدر مسحُور کر دیا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے مجھے ایسا محسُوس ہُوا جیسے مجھے نہایت لَطیف قطروں میں حَل کر کے ہر ایک شَے کے اندر اور باہر بکھیر دِیا گیا ہو۔ دُور سمندر

کے اُوپر جو موتیوں سے آراستہ کہرے کی چادر سے ڈھکا ہُوا اور پُرسکون تھا۔ پہاڑیوں پر، جو کہیں خمیدہ[1] تھیں تو کہیں سہارے کے لئے اُبھرتی تھیں، مگر سب کی سب سلسلے وار سمندر کے ساحل سے شروع ہو کر لگاتار اُوپر اُٹھتی چلی گئی تھیں اور آخر کار ناہموار ٹیلوں کی چوٹی تک پہنچتی تھیں۔ پہاڑیوں پر بسی ہُوئی پُرسکون بستیوں پر، جنہیں ہر طرف سے زمین کی ہریالی نے گھیر رکھا تھا، پہاڑیوں کی گود میں بچھی ہُوئی سرسبز و شاداب وادیوں پر، جو کوہساروں کے بہہ رہے جھرنوں سے اپنی پیاس بُجھاتی تھیں اور جن میں کام میں مصروف اِنسان اور گھاس چرتے ہُوئے مویشی ہیروں کی مانند جڑے ہُوئے تھے نالوں اور کھائیوں میں، جو وقت کے ساتھ لڑتے لڑتے کوہساروں کے بدن پر زِندہ زخم مَعلُوم ہوتی تھیں، سُست رفتار ہَواؤں، اُوپر نیلے آسمان میں اور نیچے مٹیالی زمین پر۔

جب میری اِدھر اُدھر بھٹکتی ہُوئی نظریں ' ڈھلان ' پر آ کر ٹھہریں، تب مجھے راہب اور اُس کے بارے میں، میرداد اور ' کتاب ' سے مُتعلِق عَرق ریز رُوداد کا خیال آیا۔ اور مجھے اُس نادِیدہ طاقت کے بارے میں سوچ کر بڑی حیرت ہُوئی، جس نے بھیجا تو تھا ایک شئے کی تلاش میں مگر پہنچا دِیا کسی دُوسری کے پاس۔ اور مَیں نے دِل ہی دِل میں اُس کا شکریہ ادا کیا۔

راہب کچھ دیر بعد ہی لَوٹ آیا اور اُس نے اِمتدادِ[2] وقت کے باعث پیلے پڑ گئے کپڑے میں لپٹا ہُوا ایک چھوٹا سا پیکٹ مجھے تھماتے ہُوئے کہا:

" اِس کے بعد میری امانت تیری امانت ہوگی۔ اِس اَمانت کے تئیں نیک نیت رہنا۔ اب میرا دُوسرا وقت قریب ہے۔ میرے قید خانے کے دروازے مجھے خُوش آمدید کہنے کے لئے کُھلنے والے ہیں۔ وہ جلد ہی مجھے قید کر کے بند ہو جائیں گے۔ وہ کِتنا عرصہ بند رہیں گے ——— یہ صِرف میرداد ہی بتا سکتا ہے۔ جلد ہی شمادم ہر ایک کی یاد داشت سے مِٹ جائے گا۔ کِتنا دُکھدائی، ہائے! کِتنا دُکھدائی ہوتا ہے مِٹا دِیا جانا۔ یہ مَیں کیوں

---

[1] جُھکی ہُوئی [2] مُدّت

کہتا ہوں ؛ میرداد کی یادداشت سے تو کبھی کچھ نہیں مٹتا۔ جو بھی کوئی میرداد کی یاد میں زندہ ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔"

ایک لمبے وقفے کے بعد، اشک آلود آنکھوں سے میری طرف تکتے ہُوئے، مُشکل سے سُنائی دینے والی آواز میں 'سردار' نے کہنا شرُوع کیا،

"اب سے کچھ دیر بعد تُو دُنیا میں نیچے اُتر جائے گا۔ لیکن تو برہنہ تن ہے اور دُنیا برہنگی سے نفرت کرتی ہے۔ وہ اپنی رُوح کو چیتھڑوں میں لپیٹ کر رکھتی ہے۔ میرے کپڑے اب میرے کسی کام کے نہیں رہے۔ مَیں انہیں اُتارنے کے لئے غار میں جاتا ہُوں تاکہ تُو اُن سے اپنا ننگاپن ڈھانپ سکے چاہے شمادم کا لباس شمادم کے سوا کسی دُوسرے پر پُورا نہیں اُترتا، خُدا کرے، وہ تیرے لئے جال نہ بنے۔"

مَیں نے اُس کی تجویز پر کوئی رائے زنی نہیں کی، اُس کو مُسرّت آمیز خاموشی سے قبُول کر لیا۔ جب 'سردار' کپڑے اُتارنے کے لئے غار میں داخل ہُوا، مَیں نے 'کِتاب' کا گرد پوش اُتارا اور کانپتے ہُوئے ہاتھوں سے اُس کے زرد چرمی اَوراق پلٹنے لگا۔ مَیں نے جلد ہی دیکھا کہ جِس پہلے ورق کو مَیں نے پڑھنے کی کوشش کی اُسی نے مجھے باندھ لیا تھا۔ مَیں جِتنا زیادہ پڑھتا گیا، اُتنا ہی زیادہ اُس میں جذب ہوتا گیا۔ خیال ہی خیال میں مَیں اِس اِنتظار میں تھا کہ 'سردار' کے کپڑے اُتارنے کا عمل مُکمّل ہو اور وہ مجھے پہننے کے لئے بُلائے۔ لیکن وقت گُزرتا گیا اور اُس نے مجھے نہ پُکارا۔

'کِتاب' کے اَوراق سے نگاہیں اُٹھا کر مَیں نے غار کے اندر جھانکا تو اُس کے درمیان میں 'سردار' کے کپڑے ایک انبار کی شکل میں پڑے ہُوئے دِکھائی دِیئے۔ 'سردار' کہیں دِکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مَیں نے اُس کو کئی آوازیں دیں، ہر آواز پہلی آواز سے بُلند۔ اُن کا کوئی جواب نہ مِلا۔ مَیں بہت دہشت زدہ ہُوا۔ بے حد بدحواس ہُوا۔ غار سے باہر آنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، سِوائے اُس تنگ دروازہ کے جہاں مَیں کھڑا تھا 'سردار' اُس دروازہ کی راہ سے باہر نہیں نِکلا تھا —— مجھے اِس کے بارے میں کوئی شُبہ

نہیں تھا۔ کیا وہ وہم تھا؟ مگر مَیں نے اُس کا ہاڑماس اپنے ہاڑ ماس سے چھُو کر دیکھا تھا۔ اِس کے عِلاوہ 'کتاب' میرے ہاتھ میں تھی اور اُس کے کپڑے غار میں پڑے تھے۔ وہ کہیں کپڑوں کے نیچے تو نہیں چھُپا ہُوا؟ مَیں نے نزدیک جا کر سارے کپڑے ایک ایک کر کے اُٹھائے۔ ایسا کرتے ہُوئے مجھے اپنے آپ پر ہنسی بھی آئی۔ اِس انبار کی طرح چاہے اور کتنے انبار ہوتے تب بھی وہ بھاری بھرکم 'سردار' کو ڈھانپ نہیں سکتے تھے۔ کیا وہ کسی پُراسرار طریقہ سے غار سے غائب ہو گیا اور باہر 'سیاہ کھائی' میں جا گرا؟

جس تیزی سے آخری خیال میرے دماغ میں کوندا، اُسی رفتار سے مَیں دَوڑ کر باہر آیا اور اُتنی ہی تیزی سے دروازہ سے کچھ قدم پر مَیں زمین سے جکڑا گیا، جب مَیں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا پتھر کھائی کے ٹھیک کنارے پر پڑا ہُوا ہے۔ یہ پتھر اِس سے پہلے تو وہاں نہیں تھا۔ اس کی شکل ایسی تھی جیسے کوئی درِندہ گھات لگائے بیٹھا ہو۔ مگر اُس کا سر کافی حد تک اِنسانی سر سے مُشابہ تھا، نقش موٹے اور بھدّے، ٹھوڑی کُشادہ اور اُوپر کو اُٹھی ہُوئی، جبڑے مضبُوطی سے جُڑے ہُوئے، ہونٹ بھِچے ہُوئے اور آنکھیں بھینگے پن سے سُنسان شمال کی جانب دیکھتی ہُوئیں۔

کِتاب

یہ ہے

کتابِ میرداد

اِس کو تحریر میں لانے والا ہے

نرونڈا

اُس کے ساتھیوں میں سب سے چھوٹا اور حقیر

یہ کتاب

روشنی کا مینار ہے

اور

پناہ گاہ ہے

اُن کے لئے

جو مُشتاق ہیں خُود پر فتحیاب ہونے کے

"باقی سب اِس سے محتاط رہیں!"

باب پہلا

میرداد اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے
اور
پردوں اور مُہروں کی بات کرتا ہے

نرونڈا : اُس شام آٹھوں ساتھی، دسترخوان پر جمع تھے اور میرداد ایک طرف چُپ چاپ کھڑا حکم کا منتظر تھا۔

قدیم اصولوں میں سے 'ساتھیوں' پر رائج ایک اصول یہ بھی تھا کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی گفتگو میں 'مَیں' کے لفظ سے اِحتراز کریں۔ ساتھی شمادم 'سردار' کی حیثیت سے اپنی نمایاں کامیابیوں کی ڈِینگیں ہانک رہا تھا۔ اُس نے بہت سے اعداد[1] و شُمار پیش کئے، جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس نے 'کشتی' کی دولت اور شُہرت میں کس قدر اِضافہ کیا ہے۔ ایسا کرتے ہُوئے اُس نے ممنوع لفظ 'مَیں' کا بہت زیادہ اِستعمال کیا۔ ساتھی میکایون نے اِس کے لئے اُس کو ہلکی سی ڈانٹ ڈپٹ کی جس پر گرماگرم بحث شروع ہو گئی کہ اِس اصول کا مقصد کیا ہے؟ اور یہ کس نے بنایا ہے؟ 'حضرت نوح' نے یا 'پہلے ساتھی' یعنی سام نے۔ گرماگرمی سے بڑھ کر نوبت طعن و تشنیع[2] تک جا پہنچی اور طعن و تشنیع کے بعد ایسا شور و غوغا ہُوا کہ کہا تو بہت کُچھ گیا مگر سمجھ میں کِسی کی کُچھ نہیں آیا۔

محض اِس غرض سے کہ شور و غوغا ہنسی مذاق میں بدل جائے، شمادم نے میرداد کی طرف رُخ کیا اور صریحاً اُس کی ہنسی اُڑانے کی غرض سے کہا :

---

[1] آنکڑے [2] طعنہ و ملامت

"اِدھر دیکھو! ہمارے بزرگ سے بھی عظیم ایک شخص یہاں ہے۔ میرداد ہمیں الفاظ کی اِس بھول بھلیاں سے باہر نکلنے کا راستہ دِکھا۔"

تمام آنکھیں میرداد پر مرکوز ہو گئیں اور ہمیں بے حد حیرانی ہوئی اور مسرت بھی جب اُس نے سات سالوں میں پہلی مرتبہ اپنے لب کھولے اور ہم سے کہا:

میرداد : 'کشتی' کے 'ساتھیو!' شمادم نے بیشک اپنی خواہش ازراہِ تمسخر[1] ظاہر کی ہے، وہ انجانے میں میرداد کے سنجیدہ فیصلے کی پیش گوئی کرتی ہے۔ کیونکہ میرداد جس روز 'کشتی' میں آیا تھا، اُس نے اُسی روز آج کا وقت اور مقام، اور یہی حالات اپنی مُہریں توڑنے، اپنے پردے اُتار پھینکنے، اور تمہارے اور دُنیا کے رُوبرُو اپنی اصل صُورت میں ظاہر ہونے کے لئے مُنتخب کر لئے تھے۔

میرداد نے اپنے ہونٹوں پر سات مُہریں لگا رکھی ہیں۔ اُس نے اپنا چہرہ سات پردوں میں ڈھانپ رکھا ہے تاکہ وہ تمہیں اور دُنیا کو، جب تم تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہو جاؤ، یہ تعلیم دے سکے کہ کیسے اپنے ہونٹوں سے مُہریں توڑی جائیں، اپنی آنکھوں کو کیسے بے نِقاب کیا جائے اور اپنے آپ کو خُود کے سامنے، مُکمل جلال میں کس طرح ظاہر کیا جائے۔

تُمہاری آنکھیں ضرُورت سے زیادہ پردوں سے ڈھکی ہُوئی ہیں۔ ہر وہ چیز جس کو تُم دیکھتے ہو، محض ایک پردہ ہے۔

تُمہارے ہونٹوں پر ضرُورت سے زیادہ مُہریں لگی ہُوئی ہیں، جو بھی لفظ تُم مُنہ سے نکالتے ہو وہ ایک مُہر کے سوا کُچھ نہیں ہے۔

تمام اشیاء، اُن کی شکلیں اور قسمیں چاہے کُچھ بھی ہوں، فقط پردے اور پوتڑے ہیں جن میں زندگی کو لپیٹا اور ڈھانپا جاتا ہے۔ تُمہاری آنکھ، جو اپنے آپ میں ایک پردہ اور پوتڑا ہے، تمہیں پردوں اور پوتڑوں کے سوا کسی اور شئے کے قریب کیسے لا سکتی ہے؟

---

[1] ہنسی اُڑانے کی غرض سے

اور الفاظ — کیا وہ حرُوف اور اِعراب[1] میں مقیّد اشیاء نہیں ہیں؟ تمہارا ہونٹ، جو اپنے آپ میں ایک مُہر ہے، مُہروں کے سوا کسی اور چیز کا تلفّظ کیسے کر سکتا ہے؟

آنکھ پَردہ ڈال سکتی ہے، پَردوں کو چھید نہیں سکتی۔

ہونٹ مُہریں لگا سکتا ہے، مُہریں توڑ نہیں سکتا۔

اِس سے زیادہ اِن سے کچھ نہ مانگو۔ یہ اِن کے جسمانی فعل کا حِصّہ ہیں اور یہ اِس کو بخُوبی نبھا رہے ہیں۔ پَردے تان کر اور مُہریں لگا کر وہ تمہیں بُلند آواز میں پکارتے ہیں کہ آؤ اور جو کچھ پَردوں کے پیچھے ہے، اُس کی جُستجُو کرو اور جو کچھ مُہروں کے نیچے ہے اُسکو دریافت کرو۔

پَردوں میں پیوست ہونے کے لئے تمہیں پلکوں، پپوٹوں اور اَبرُوؤں کے سایہ والی آنکھ کے عِلاوہ ایک اور آنکھ درکار ہے۔

مُہریں توڑنے کے لئے تمہیں ناک کے نچلے گوشت کے جانے پہچانے ٹکڑے کے علاوہ ایک اور ہونٹ چاہیئے۔

اگر تُم دُوسری چیزوں کو صحیح دیکھنا چاہتے ہو تو پہلے اپنی آنکھ کو دُرست کرو تاکہ تم آنکھ سے پرے کی چیزوں کو اچھّی طرح دیکھ سکو۔ آنکھ سے نہ دیکھو۔ آنکھ میں سے دیکھو۔

اگر تُم دُوسرے الفاظ صحیح انداز میں بولنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے ہونٹ اور زبان کی گویائی کو دُرست کرو تاکہ تُم اُن کی توفیق سے باہر کے تمام الفاظ کا تلفّظ کر سکو۔ تُم ہونٹ اور زبان کے ذریعے نہیں، بلکہ اُن میں سے بولو۔

اگر تُم صحیح دیکھوگے اور صحیح بولوگے تو تمہیں سوائے اپنے آپ کے اور کچھ بھی نظر نہیں آئے گا، اور اپنے آپ کے سوا کسی اور کا تلفّظ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ تمام چیزوں کے اندر اور تمام چیزوں سے پرے (جیسے تمام کلمات کے اندر اور تمام کلمات سے پار) فقط تُم ہی ہو — دیکھنے والے اور بولنے والے۔

---

[1] زیر، زبر، پیش کی علامتیں

اگر پھر بھی تُمہاری دُنیا اِس طرح کا پیچیدہ مُعمّہ ہے، وہ اِس لئے ہے کہ تُم ہی وہ پیچیدہ مُعمّہ ہو۔ اور اگر تُمہارا جُملہ ایک قسم کا بدبخت گورکھ دھندہ ہے، تو وہ اِس لئے ہے کہ تُم خُود ہی وہ بدبخت گورکھ دھندہ ہو۔

جو چیزیں جِس حالت میں ہیں اُنہیں ویسے ہی رہنے دو، اُن کو بدلنے کے لئے تردّد نہ کرو۔ کیونکہ وہ جو کُچھ بھی دِکھائی دیتی ہیں ویسی تبھی دِکھائی دیتی ہیں کہ تُم وہی نظر آتے ہو، جو کُچھ تُم دِکھائی دیتے ہو۔ جب تک تُم اُنہیں نظر اور آواز نہیں دو گے، وہ نہ تو دیکھ سکیں گی اور نہ ہی بول سکیں گی۔ اگر اُن کی بات تلخ ہے تو اپنی زبان کا جائزہ لو۔ اگر چیزیں دیکھنے میں بدصُورت ہیں تو اوّل اور آخر اپنی ہی آنکھ کی جانچ کرو۔

چیزوں سے اُن کے پردے اُتار پھینکنے کے لئے نہ کہو۔ اپنے آپ سے پردے اُتار دو گے تو چیزوں سے پردے خُود بخُود اُتر جائیں گے۔ نہ ہی چیزوں کو اپنی مُہریں توڑنے کے لئے کہو۔ تُم اپنے آپ کو مُہروں سے آزاد کر دو گے تو سب کُچھ بے مُہر ہو جائے گا۔

اپنے آپ کو بے پردہ اور بے مُہر کرنے کی چابی ایک کلمہ ہے، جو ہمیشہ تُمہارے ہونٹوں کے درمیان رہتا ہے۔ الفاظ میں یہ سب سے لطیف اور سب سے عظیم ہے۔ میرداد نے اِس کو 'تخلیقی کلمہ' کہا ہے۔

نرونڈا : مُرشد رُک گیا، اور تمام لوگوں پر گہری اور پُراسرار انداز میں دھڑکتی خاموشی چھا گئی۔ آخر کار میکایون پُرجوش بے صبری سے بول اُٹھا:

میکایون : ہمارے کان اُس کلمہ کے پیاسے ہیں، ہمارے دِل اُس چابی کے لئے بے قرار ہیں۔ میرداد، اپنی بات جاری رکھ، ہم گُزارش کرتے ہیں، اپنی بات پُوری کر۔

باب دوسرا

تخلیقی کلمہ بارے

'میں' ہی تمام اشیاء کا سرچشمہ اور محور ہے

میرداد : جب تمہارے منہ سے 'میں' نکلے تو فوراً اپنے دل میں کہو، "یا خدا! مجھے 'میں' کے عذابوں سے بچا اور 'میں' کا سُرور پانے کے لئے میری رہنمائی کر۔" کیونکہ اس کلمہ میں، حالانکہ وہ خود بے حد لطیف ہے، دوسرے ہر ایک کلمہ کی روح مقید ہے۔ ایک دفعہ اس کا قفل کھول دو گے تو تمہارا منہ معطر ہو جائے گا اور زبان شیریں ہو جائیگی۔ اس کے ہر لفظ سے 'زندگی' کی مسرتیں ٹپکنے لگیں گی۔ اگر اسے مقفل[1] ہی رکھو گے تو منہ سڑاند سے بھرا رہے گا۔ اور زبان کڑوی رہے گی۔ اور اس کے ہر لفظ میں سے 'موت' کا مواد رِسے گا۔

کیونکہ 'میں' ہی اے درویش بھائیو، 'تخلیقی کلمہ' ہے اور اگر تم اس کی جادوئی قوت کو قابو میں نہیں کرو گے، اگر تم اس طاقت کے مالک نہیں بن جاؤ گے، تو عین ممکن ہے کہ جب تمہاری گانے کی خواہش ہو تو کراہنے لگو۔ جب تمہیں امن کی آرزو ہو تو جنگ پر آمادہ ہو جاؤ اور جب تم روشنی میں پرواز کے تمنائی ہوں تو اندھیرے قید خانوں میں ایڑیاں رگڑنے لگو۔

تمہاری 'میں' فقط تمہاری موجودگی کی آگاہی ہے، بے آواز اور غیر مجسّم، جس کو

---

[1] تالے میں بند

باآواز اور مجسّم کر دِیا گیا ہے۔ تمہارے اندر کے اُس ناقابلِ شُنید کو قابلِ شُنید بنا دِیا گیا ہے۔ نادِیدہ کو قابلِ دِید بنا دیا گیا ہے تاکہ اُس کا نظارہ کرنے پر تم غیب کا نظّارہ کر سکو۔ اور اُس کے سماع سے تم اُس ناقابلِ شُنید کی سماعت کر سکو جو کانوں کا مضمُون نہیں ہے۔ کیونکہ تم ابھی آنکھ اور کان سے بندھے ہُوئے ہو، اور سوائے اِس کے جو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور سوائے اس کے جو تم کانوں سے سُنتے ہو، تم مزید کچھ بھی دیکھتے، سُنتے نہیں۔

تم صِرف 'مَیں' کے تصوّر ہی سے اپنے ذہنوں میں خیالات کا مچلتا ہُوا سمندر پیدا کر لیتے ہو۔ یہ سمندر تمہاری اپنی 'مَیں' کی ایجاد ہوتا ہے جو ایک ہی وقت میں فلسفی بھی ہوتی ہے اور فلسفہ بھی۔ اگر تمہارے خیالات ڈستے ہوں، چھُرا گھونپتے یا نوچتے ہوں تو سمجھ لو کہ تمہارے اندر کی 'مَیں' نے ہی اُنہیں ڈنک، دانت اور ناخُن دِیئے ہیں۔

میرداد چاہتا ہے کہ تمہیں یہ بھی معلُوم ہو کہ جو دیتا ہے وہ چھین بھی سکتا ہے۔

فقط 'مَیں' کے اِحساس ہی سے تمہارے دِلوں میں اِحساسات کا کُنواں پھُوٹ[2] نکلتا ہے۔ وہ کنُواں تمہاری اپنی ہی 'مَیں' کی تخلیق[1] ہے جو ایک ہی وقت میں حسّاس بھی ہے اور محسُوس بھی ہوتی ہے۔ اگر تمہارے دِلوں میں کانٹے دار جھاڑیاں اُگی ہوں تو سمجھ لو کہ وہ تمہارے اندر کی 'مَیں' نے ہی اُن میں نمُودار کی ہیں۔

میرداد چاہتا ہے کہ تمہیں یہ بھی معلُوم ہو کہ جو اِتنی آسانی سے اُگا سکتا ہے وہ اُتنی ہی آسانی سے اُکھاڑ بھی سکتا ہے۔

صِرف 'مَیں' کہنے ہی سے تم الفاظ کے ایک بڑے لشکر کو وجُود میں لے آتے ہو۔ ہر لفظ کسی شَے کا اشارہ ہے۔ ہر شَے کسی دُنیا کی نِشاندہی ہے۔ ہر ایک دُنیا کسی کائینات کا ایک جُزو ہے۔ وہ کائینات تمہاری اپنی 'مَیں' ہی کی تخلیق ہے، جو ایک ہی وقت

---

[1] پیداوار [2] محسُوس کرنے والا

میں قادر بھی ہے اور قدرت بھی۔ اگر تمہاری کائینات میں بدرُوحیں ہیں تو سمجھ لو یہ صِرف تُمہاری اپنی ہی 'مَیں' سے وجُود میں آئی ہیں۔

میرداد چاہتا ہے کہ تُمہیں یہ بھی معلُوم ہو کہ جو پَیدا کر سکتا ہے وہ ناپَید بھی کر سکتا ہے۔

جَیسا خالِق ہوتا ہے ویسی ہی اُس کی تخلیق ہوتی ہے۔ کیا کوئی اپنی تخلیق میں حد سے باہر جا سکتا ہے؟ یا کوئی اپنی تخلیق کو نامُکمّل چھوڑ سکتا ہے؟ خالِق اپنے آپ ہی کو، نہ زیادہ، نہ ہی کم پیدا کرتا ہے۔

'مَیں' وہ سرچشمہ ہے جس میں سے سب چیزیں پھُوٹ کر نکلتی ہیں اور جس میں وہ پلٹ کر سما جاتی ہیں۔ جیسا چشمہ ویسا ہی بہاؤ۔

'مَیں' جادُو کی چھڑی ہے۔ مگر جادُوئی چھڑی کِسی ایسی شَے کو وجُود میں نہیں لا سکتی جو جادُوگر کے پاس نہ ہو۔ جَیسا جادُوگر ہوگا، اُس کی چھڑی ویسی ہی چیزیں پیدا کرتی ہے۔

اِس لئے جیسا تُمہارا اِحساس ہوگا ویسی ہی تُمہاری 'مَیں' ہوگی۔ جَیسی تُمہاری 'مَیں' ہوگی، ویسی ہی تُمہاری دُنیا ہوگی۔ اگر اُس کا مقصد ظاہر اور طے ہوگا تو تُمہاری دُنیا کے معنی صاف اور واضح ہوں گے۔ اور پھر تُمہارے الفاظ کبھی بھُول بھُلیّاں نہیں ہوں گے۔ نہ تُمہارے اعمال کبھی دُکھوں کے آشیانے ہوں گے۔ اگر وہ دُھندلا اور غیر یقینی ہوگا، تو تُمہاری دُنیا بھی دُھندلی اور غیر یقینی ہوگی۔ پھر تُمہارے الفاظ صِرف پھندے ہوں گے اور تُمہارے اعمال دُکھوں کی پَیدائش گاہیں۔

اگر وہ (احساس) مُسلسل اور پائیدار ہوگا تو تُمہاری دُنیا مُستقیم اور پائیدار ہوگی پھر تُم 'زماں' (Time) سے زیادہ طاقتور اور 'مکاں' (Space) سے زیادہ وسیع ہو گے۔ اگر وہ فانی اور مُتغیّر ہوگی، تو تُم اُس دُھوئیں کی گھٹا ہو گے جس پر سُورج اپنی نرم سانس چھوڑ رہا ہو۔

(اگر وہ (احساس) واحد ہوگا، تمہاری دُنیا بھی مُتحد ہوگی۔ پھر تُم 'آسمان' کے تمام میزبانوں اور 'زمین' کے تمام باشندوں کے ساتھ اَبدی امن وامان کے ماحول میں جی رہے ہونگے۔ اگر وہ پراگندہ ہوگا تو تمہاری دُنیا بھی مُنتشر ہوگی اور پھر تُم اپنے آپ سے اور خُدا کی گوناگوں خلقت کے ہر ایک جاندار سے نہ ختم ہونے والی جنگ میں مُبتلا ہوگے۔

'مَیں' تُمہاری زِندگی کا محور ہے جِس میں سے وہ سب چیزیں لہروں کی طرح نکلتی ہیں جن سے تُمہاری مُکمّل دُنیا تشکیل[1] پاتی ہے، اور پھر جس میں وہ لوٹ کر جذب ہوجاتی ہیں۔ اگر وہ مُستقل ہے تو تُمہاری دُنیا بھی مُستقل ہوگی۔ پھر نہ تو اُوپر کی، نہ ہی نیچے کی طاقتیں تُمہیں داہنے یا بائیں دھکیل سکیں گی۔ اگر وہ (احساس) ڈگمگاتا ہوگا تو تُمہاری دُنیا بھی ڈگمگاتی رہے گی اور پھر تُم ایسے لاچار پتّے کی مانند ہوگے جو کِسی غضب ناک بگُولے کی لپیٹ میں آگیا ہو۔

اور دیکھو! تُمہاری دُنیا پائیدار ہے مگر صِرف ناپائیداری میں۔ تُمہاری دُنیا یقینی ہے مگر صِرف غیر یقینی میں۔ تُمہاری دُنیا دائم ہے مگر صِرف تضاد میں۔ اور تُمہاری دُنیا واحد ہے مگر صِرف کثرت میں۔

تُمہاری دُنیا پنگوڑوں کی دُنیا ہے، جو قبروں میں بدلتے جاتے ہیں، اور قبروں کی، جو پنگُوڑے بنتی جاتی ہیں۔ تُمہاری دُنیا دِنوں کی دُنیا ہے، جو راتوں کو نِگلتے جاتے ہیں اور راتوں کی، جو دِن اُگلتی جاتی ہیں۔ تُمہاری دُنیا امن واَمان کی دُنیا ہے جو جنگ کا اعلان کیے جاتی ہے، ایک ایسی جنگ کا جو امن کی مُلتجی[2] ہے۔ تُمہاری دُنیا مُسکانوں کی دُنیا ہے جو آنسوؤں پر تیرتی ہے اور آنسوؤں کی، جو مُسکانوں سے تابندہ ہیں۔

تُمہاری دُنیا مُسلسل دردِزِہ[3] میں مُبتِلا ہے، مَوت، جِس کے لئے دائی کا کام انجام دیتی ہے۔

تُمہاری دُنیا چھلنیوں اور جھرنوں کی دُنیا ہے، جس میں کوئی دو چھلنیاں یا جھرنے

---

[1] شکل اختیار کرنا [2] التجا کرنے والا [3] وہ درد جو بچّہ کی پیدائش کے وقت ہوتا ہے۔

ایک دُوسرے جیسے نہیں ہیں۔ اور تُم ہر وقت اُس شَے کو چھاننے اور جھارنے میں مُبتلا رہتے ہو جِس کو چھانا اور جھارا نہیں جا سکتا۔

تُمہاری دُنیا اپنے آپ کے خِلاف بٹی ہُوئی ہے، کیونکہ تُمہارے اندر کی 'مَیں' ہی اپنے آپ میں بٹی ہُوئی ہے۔

تُمہاری دُنیا حد بندیوں اور باڑوں کی دُنیا ہے، کیونکہ تُمہارے اندر کی 'مَیں' حد بندیوں اور باڑوں کی 'مَیں' ہے۔ کُچھ چیزوں کو یہ اپنے تئیں غیر تصوّر کر کے باڑ کے ذریعے باہر نکال دیتی ہے۔ کُچھ چیزوں کو یہ خُود سے وابستہ مان کر باڑ کے راستہ سے اندر داخِل کر لیتی ہے۔ مگر جو چیزیں باڑ کے باہر ہیں وہ جبراً اندر داخِل ہوتی رہتی ہیں اور جو باڑ کے اندر ہیں وہ باہر جاتی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی ماں یعنی تمہاری 'مَیں' کی اَولاد ہونے کے ناطے الگ نہیں ہونا چاہتیں۔

اور تُم اُن کے مُبارک اِتحاد پر خُوش ہونے کی بجائے، الگ نہ کئے جانے والے کو الگ کرنے کی بے سُود کوشش میں نئے سرے سے کمر باندھ لیتے ہو۔ 'مَیں' کے اندر کی دراڑ کو پُر کرنے کی بجائے تُم اپنی ہی زِندگی کو تراش خراش کر ختم کرتے رہتے ہو، محض اِس اُمید کو لے کر کہ اِس طرح اُسے ایک پچر بنا لوگے جِس کو تُم، یہ یقین کرتے ہو کہ تُمہاری 'مَیں' ہے اور جو تُمہارے خیال میں تُمہاری 'مَیں' سے مختلف ہے، اُن دونوں کے بیچ ٹھوک سکو۔

اِس لئے اِنسانوں کے الفاظ زہر میں بُجھے ہُوئے ہیں۔ اِسی لئے اُن کے دِن ماتم میں شرابور ہیں۔ اِسی لئے اُن کی راتیں درد کی اذِیت اُٹھا رہی ہیں۔

اے درویشو! میرداد تُمہاری 'مَیں' کی دراڑ کو پُر کرنا چاہتا ہے تاکہ تُم اپنے آپ میں، تمام اِنسانوں کے ہمراہ، تمام کائنات کے ساتھ امن و امان کی زِندگی بسر کر سکو۔

میرداد تُمہاری 'مَیں' کا زہر چُوس لینا چاہتا ہے تاکہ تُم 'عِرفان' کی مِٹھاس

کا لطف اُٹھا سکو۔ میرداد تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ اپنی 'مَیں' کو کیسے تولا جاتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ 'مکمل توازن' کا سُرور کیا ہے۔

نرونڈا : 'مُرشد' پھر رُکا اور پھر سب پر ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ ایک بار پھر میکایون نے یہ کہہ کر خاموشی توڑی :

میکایون : میرداد تیرے الفاظ بہت ترسانے والے ہیں، وہ کتنے ہی دروازے کھولتے ہیں، مگر ہمیں دہلیز پر چھوڑ جاتے ہیں۔ ہمیں اُس طرف جانے کا راستہ دِکھا —— اندر جانے کے لئے ہماری رہنمائی کر۔

باب تیسرا

مقدس تثلیث[1] اور مکمل توازن

میر داد : اگرچہ تم میں سے ہر ایک اپنی 'میں' میں مرکوز ہے، پھر بھی تم سب ایک ہی 'میں' میں مرکوز ہو ——— خُدا کی واحد 'میں' میں۔

خُدا کی 'میں'، اے درویشو! خُدا کا واحد ازلی کلمہ ہے۔ خُدا ——— اعلیٰ شعور[2] ——— اِس میں آشکار[3] ہے۔ بغیر اِس کے تو وہ مُطلق سکوت ہوتا۔ اِس کے ذریعے ہی خالق نے اپنے آپ کی تخلیق کی ہے۔ اِس کے ذریعے ہی اُس 'بےصُورت' نے گُوناگوں صُورتیں اختیار کی ہیں، جن میں سے گزر کر اِنسان دوبارہ بےصُورتی اختیار کر لیتے ہیں۔

'خُود' کو محسُوس کرنے کے لئے، 'خُود' کے تصوّر کے لئے، 'خُود' سے مخاطب ہونے کے لئے، خُدا کو 'میں'، سے زیادہ کچھ بھی تلفُّظ کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا 'میں'، ہی اُس کا واحد کلمہ ہے۔ اِس لئے ہی 'کلمہ'، ہے۔

جب خُدا 'میں'، کہتا ہے تو کچھ بھی اَن کہا نہیں رہ جاتا۔ دِیدہ اور نادِیدہ دُنیائیں، پَیدا ہو چکیں اور پَیدائش کی منتظر چیزیں، گزر رہا اور گزرنے والا وقت، ——— سب کے سب، یہاں تک کہ ریت کے ایک بھی ذرّے کو چھوڑے بغیر، اُس 'کلمہ'، کے ذریعہ تلفُّظ کئے گئے اور اُسی میں جذب ہیں۔ اِسی سے ہی سب چیزوں کی پَیدائش ہُوئی ہے۔ اِسی سے سب میں زندگی ہے۔

---

[1] جو تین ہو کر بھی ایک ہو [2] اعلیٰ وقوف، پرم چیتنا (Cónciousness Supreme)
[3] نمایاں، ظاہر

جب تک اِس کے کوئی معنی نہ ہوں کلمہ خلا میں صِرف ایک صدائے بازگشت ہے۔
اگر اس کے معنی ہمیشہ ایک نہ رہیں، یہ گلے کا کینسر ہے، زبان پر اُبھرا ہُوا چھالا ہے۔
سوائے اُن کے جو 'عِرفان'[1] سے محرُوم ہیں، 'خُدا کا کلمہ' نہ تو خلا میں گُونجتی ہُوئی کوئی آواز ہے، نہ ہی گلے کا کینسر ہے، نہ ہی زبان پر اُبھرا ہُوا چھالا۔ کیونکہ عِرفان وہ 'رُوحِ مُقدّس' ہے جو کلمہ کو زِندگی عطا کرتا ہے اور اُس کو شعوُر سے وابستہ کرتا ہے۔ یہ 'غیر فانی ترازُو' کی ڈنڈی ہے جس کے پلڑے 'شعورِ اوّل'[2] اور 'کلمہ' ہیں۔

'شعورِ اوّل' ——— 'کلمہ' ——— جوہرِ عِرفانیت، غور کرو درویشو، 'وجُود کی تثلیث' وہ تین جو 'ایک' ہیں، وہ 'ایک' جو 'تین' ہے۔ یہ تثلیث 'ہمسر'، 'ہم ابد' مُتوازن بالذات'، 'خُود شناس'، 'کامِل بالذات'، 'نہ کبھی بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ ہمیشہ پُرسکُون' ہمیشہ یک رنگ ہے۔ درویشو، یہ ہے 'مُکمّل توازن'۔

اِنسان اِس کو 'خُدا' کا نام دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اِتنا عجیب ہے کہ اُس کو کوئی نام نہیں دِیا جاسکتا۔ تاہم یہ نام مُقدّس ہے اور وہ زبان مُقدّس ہے جو اِس کو مُقدّس رکھتی ہے۔

ذرا غور کرو، 'اِنسان'، اگر 'خُدا' کی نسل نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا وہ 'خُدا' سے مُختلِف ہوسکتا ہے؟ کیا بلُوط کا درخت اپنے بیج کی تہوں میں چُھپا ہُوا نہیں ہوتا؟ کیا 'خُدا' اِنسان کے اندر لِپٹا ہُوا نہیں ہے؟

اِنسان بھی اِسی طرح مُقدّس تثلیث ہے۔ ایک شعُور، ایک کلمہ، ایک عِرفان۔ اپنے 'خُدا' کی طرح اِنسان بھی ایک خالِق ہے۔ اُس کی 'مَیں' ہی اُس کی تخلیق ہے۔ وہ اپنے خُدا کی طرح مُتوازن کیوں نہیں ہے؟

اگر تُمہیں اِس پہیلی کا جواب جاننے کی خواہش ہے تو جو کُچھ میرداد مُنکشِف کرے گا اُسے غور سے سُنو۔

---

[1] معرفت، گیان (Understanding)

[2] ضمیرالاول، وقوف المقدّم آدچیتنا (Primal Consciousness)

باب چوتھا

اِنسان پوتڑوں[1] میں لپٹا ہُوا ایک ربّ ہے

اِنسان پوتڑوں میں لپٹا ہُوا ایک رب ہے۔ 'زماں'، ایک پوتڑا ہے۔ 'مکاں' ایک پوتڑا ہے۔ گوشت ایک پوتڑا ہے۔ اِسی طرح سبھی حواس[2] اور اُن کے ذریعے محسُوس کی جانے والی اشیا پوتڑے ہَیں۔ ماں بخُوبی جانتی ہے کہ پوتڑے بچّے نہیں ہوتے، مگر بچّے کو اِس کا علم نہیں ہوتا۔

اِنسان کو ابھی اپنے پوتڑوں کا ضرُورت سے زیادہ اِحساس ہے، جو روز بروز عُمر کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اُس کا شعُور بھی ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اِسی طرح اُس کا کلمہ جو اُس کے شعُور کا اِظہار ہے، معنی کے لحاظ سے کبھی صاف اور واضح نہیں ہوتا۔ لہٰذا اُس کی سمجھ دُھندلائی رہتی ہے اور اُس کی زندگی کا توازن بگڑا رہتا ہے۔ یہ تشویش میں سہ پہلو اُلجھن ہے۔

اور اِسی لئے اِنسان اِمداد کے لئے اِلتجا کرتا ہے۔ اُس کی درد بھری چیخیں ازل سے گُونج رہی ہیں۔ ہَوا اُس کی آہ وزاری سے بوجھل ہے۔ سمندر اُس کے آنسوؤں سے کھارا ہے۔ اُس کی قبروں سے زمین میں شکنیں پڑی ہُوئی ہَیں۔ اُس کی دُعاؤں نے آسمانوں کے کان بہرے کر دیئے ہَیں۔ یہ سب اِس لئے ہے کہ اُس کو ابھی اپنی 'مَیں' کے معنوں کا علم نہیں ہُوا، جو اُس کے مُطابق پوتڑے بھی ہَیں، اور اُن پوتڑوں میں لپٹا ہُوا بچّہ بھی۔

---

[1] پوتڑا، گہنالچہ۔ وہ کپڑا جس میں بچّے کو لپیٹا جاتا ہے۔ مجازاً مادّیت کا پردہ، حجاب

[2] دسوں حواس (پانچ حواسِ خمسہ ظاہری، پانچ حواسِ خمسہ باطنی)

'میں' کہتے ہوئے اِنسان 'کلمہ' کو دو پھاڑ کر دیتا ہے۔ ایک طرف اُس کے پوتڑے
دُوسری طرف مالکِ کُل کی لافانی ذات۔ کیا اِنسان اصل میں 'غیر مُنقسِم' کو تقسیم کرتا ہے۔
خُدا نہ کرے، ایسا ہو۔ 'غیر مُنقسِم' کو کوئی بھی طاقت تقسیم نہیں کر سکتی، خُدائی طاقت بھی نہیں۔
اِنسان کا کچّاپن تقسیم کا تصوّر کرتا ہے، اور اُس کے اندر کا بچّہ کمر کس کر اِس یقین سے کہ وہی
میری ہستی کا دُشمن ہے، لامحدُود 'مُختارِ کُل' کے خِلاف جنگ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اِس غیر مُساوی جنگ میں اِنسان اپنے گوشت کے چیتھڑے اُڑا دیتا ہے، اپنے
خُون کی ندیاں بہا دیتا ہے، جب کہ مالکِ کُل، جو اُس کا باپ بھی ہے اور ماں بھی، اُس
کو محبّت کی نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے۔ کیوں کہ 'وہ' بخُوبی جانتا ہے کہ اِنسان، اپنے موٹے
پردے ہی چاک کر رہا ہے، اور اپنے کینہ کی کڑواہٹ اُنڈیل رہا ہے، جو اُس ذاتِ واحِد
کے مِلاپ سے اُس کو روکے ہُوئے ہے۔

یہ ہے اِنسان کا مُقدّر ——— لڑنا، لہُولہان ہونا اور ہوش گنوانا اور آخرکار
آنکھیں کُھلنے پر اپنی 'میں' کی دراڑ اپنے ہی گوشت سے بھرنا اور اپنے ہی خُون سے اُس
کے جوڑ پکّے کرنا۔

اِس لئے، درویش بھائیو، تُمہیں خبردار کر دیا گیا ہے —— بڑی دانائی
سے آگاہ کر دیا ہے۔ ——— تاکہ تُم 'میں' کے اِستعمال سے گُریز کرو۔ کیونکہ جِتنا عرصہ
'میں' سے تُمہارا مطلب پوتڑے ہو گا، اور صرف بچّہ نہیں، جِتنا عرصہ وہ تُمہارے لئے کُٹھالی
کی بجائے جھرنا ہی بنی رہے گی، ٹھیک اُتنا ہی عرصہ تُم جھرتی ہُوئی خُودپسندی کی صُورت بنے
رہو گے اور تُم فقط مَوت، اُس کے اہل و عیال، اذیتیں اور دُکھ اکٹھے کرتے رہو گے۔

باب پانچواں

کُٹھالیوں اور جھرنوں کے مُتعلق

خُدا کا 'کلمہ' اور اِنسان کا کلمہ

خُدا کا 'کلمہ' (Word) ایک کُٹھالی ہے۔ یہ جو بھی اشیاء پیدا کرتا ہے، اُنہیں پگھلا کر ایک ہی شکل میں ڈھال دیتا ہے، کِسی کو قابلِ قدر مان کر نہ تو قبول کرتا ہے اور نہ ہی بیکار سمجھ کر کِسی کو ٹھکراتا ہے۔ 'جوہرِ عرفانیت' کا مالک ہونے کے ناطے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اُس کی مخلوق اور وہ ایک ہیں۔ کیونکہ ایک جُزو کو ناقبول کرنا سارے کو ہی ناقبول کرنا ہے کیونکہ سارے کو ناقبول کرنا اپنے آپ کو ناقبول کرنا ہے۔ اِس لئے اُس کا مقصد اور مطلب ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔

جبکہ اِنسان کا کلمہ ایک جھرنا ہے۔ جو کچھ یہ پیدا کرتا ہے اُس کو ہاتھا پائی اور مار پیٹ میں لگا دیتا ہے۔ یہ ہمیشہ ہی کِسی کو بطور دوست اپناتا رہتا ہے تو کِسی کو دُشمن مان کر اُس کا ترک کرتا رہتا ہے۔ اور اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اِس کا کل کا دوست آج دُشمن ہو گیا، آج کا دُشمن کل کو دوست بن گیا۔

اِس طرح 'اِنسان' کی اپنے خِلاف ظالم اور ناکامیاب جنگ جاری رہتی ہے۔ یہ اِس لئے ہے کہ 'اِنسان'، 'رُوحِ مُقدّس' (Holy spirit) سے محرُوم ہے جو اکیلا ہی اُس کو سمجھ عطا کر سکتی ہے کہ وہ اور اُس کی مخلوق ایک ہیں۔ اور دُشمن کا ترک کرنے سے دوست کا بھی ترک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ 'دُشمن' اور 'دوست'، یہ دونوں لفظ اُس کی 'مَیں' کی تخلیق ہیں۔

جس کو تُم بُرا سمجھ کر ناپسند کر کے چھوڑ دیتے ہو، اُس کو کوئی دُوسرا شخص یا چیز اچھا سمجھ کر قبُول کر لیتی ہے۔ کیا کوئی ایک چیز ایک وقت میں اچھی یا بُری ہو سکتی ؟ وہ نہ اچھی ہے، نہ بُری، سوائے اِس کے کہ تمہاری 'مَیں' نے اُس کو بُرا بنا دیا ہے کسی دُوسری 'مَیں' نے اُس کو اچھا بنا دیا ہے۔

کیا مَیں نے کہا نہیں تھا کہ جو پیدا کر سکتا ہے، وہ ناپید بھی کر سکتا ہے ؟ جیسے تُم کوئی دُشمن پَیدا کر لیتے ہو ویسے ہی تُم عداوت کو ناپَید بھی کر سکتے ہو یا اُس کو پھر دوست بنا سکتے ہو۔ اِس کے لئے تُمہاری 'مَیں' کا ایک ہی کٹھالی ہونا اشد ضرُوری ہے۔ اُس کے لئے تمہیں 'جوہرِ عرفانیت' درکار ہے۔

اِس لئے مَیں تُمہیں ہدایت کرتا ہُوں کہ جب بھی تُم کسی شَے کے لئے دُعا کرو تو سب سے اوّل اور سب سے آخر 'عرفان' کے لئے دُعا کرو۔

میرے ساتھیو، کبھی چھاننے والے نہ بنو، کیونکہ 'خُدا کا 'کلمہ'، 'زندگی' ہے اور 'زندگی' ایسی کُٹھالی ہے جس میں پڑنے والوں کو ایک غیر مُنقسم وحدت بنا دیا جاتا ہے۔ سب کچھ مُکمّل ہم وزن رہتا ہے اور سب کچھ اُس کی مُوجد — 'مقدّس تثلیث' کی عظمت کے مُطابِق ہوتا ہے۔ پھر تُمہاری نِسبت تو وہ اور بھی زیادہ مُفید ہو گا۔

میرے ساتھیو، کبھی چھاننے والے نہ بنو۔ اور تُمہارا رُتبہ اِتنا عظیم، اِتنا وسیع اور ہمہ گیر ہو گا کہ کوئی بھی چھرنا تُمہیں اپنے احاطہ میں نہیں لے سکے گا۔

میرے ساتھیو، کبھی چھاننے والے نہ بنو۔ پہلے 'کلمہ' کا علم تلاش کرو، تاکہ تُم اپنے 'کلمہ' کو پہچان سکو۔ جب تُم اپنے کلمہ سے واقِف ہو جاؤ گے تو تُم اپنے چھرنے آگ کی نذر کر دو گے، کیونکہ تُمہارا کلمہ اور خُدا کا کلمہ ایک ہیں۔ فرق صِرف اِتنا ہے کہ تُمہارا کلمہ ابھی پَردوں میں پنہاں ہے۔

میرداد چاہتا ہے کہ تُم اُن پَردوں کو اُتار پھینکو۔

خُدا کا 'کلمہ'، وہ 'زماں' ہے جس کا کوئی وقت مُعیّن نہیں اور وہ 'مکاں' ہے جو لامحدُود ہے۔ کیا کوئی وقت ایسا بھی تھا جب تُم خُدا کے ساتھ نہیں تھے؟ کیا کوئی ایسی جگہ بھی

ہے جہاں تُم خُدا میں نہیں ہوتے؟ پھر تُم ابد وازل کو گھڑیوں اور موسموں میں کیوں جکڑتے ہو؟ اور مُکان (Space) کو اِنچوں اور مِیلوں میں مُحیط کیوں کرتے ہو؟

خُدا کا 'کلمہ' وہ 'زندگی' ہے جس کی نمُود نہیں ہُوئی، اِس لئے اُس کی مَوت واقع نہیں ہو گی۔ پھر تُمہارا کلمہ کیوں حیات و مَوت کی لپیٹ میں ہے؟ کیا تُم صِرف خُدا کی زِندگی کے طُفیل ہی جی نہیں رہے؟ اور کیا 'مَوت سے مُبرّا' بھی کبھی 'مَوت' کا منبع ہو سکتا ہے؟

خُدا کے 'کلمہ' میں سبھی کچھ شامل ہے۔ اِس میں کوئی حد بندیاں یا باڑیں نہیں ہیں۔ پھر تُمہارا کلمہ حد بندی اور باڑ سے پارہ پارہ کیوں ہے؟

مَیں تُمہیں بتاتا ہُوں۔ تُمہارے ہڈّی اور گوشت فقط ایک تُمہارے ہی ہڈّی اور گوشت نہیں ہیں۔ تُمہارے ہاتھوں کیساتھ ساتھ اور بھی لاتعداد ہاتھ زمین و آسمان کی اُن دیگچیوں میں غوطہ زَن ہوتے ہیں، جن میں سے تُمہارے ہڈّی اور گوشت آتے ہیں، اور جس کی جانب وہ پلٹ جاتے ہیں۔

تُمہاری آنکھوں کی روشنی تنہا تُمہاری ہی روشنی نہیں ہے۔ یہ اُن سب کی روشنی بھی ہے جو 'سُورج' میں تُمہارے حِصّہ دار ہیں۔ اگر یہ میری باطنی تجلّی کی بدولت نہ ہوتا تو کیا تُمہاری آنکھ مُجھے دیکھ پاتی؟ یہ 'میری' رَوشنی ہے جو تُم مُجھے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ وہ 'تُمہاری' روشنی ہے جو تُمہیں میری آنکھوں میں دیکھتی ہے۔ اگر مَیں محض اندھیرا ہوتا تو تُمہاری آنکھ مُجھے دیکھتے وقت بالکل تاریک ہوتی۔

تُمہارا سانس جو تُمہارے سینے میں رَواں ہے صِرف تُمہارا سانس نہیں ہے۔ وہ سب جو ہَوا میں سانس لے رہے ہیں، یا جنہوں نے کبھی سانس لیا ہے، تُمہارے سینے میں سانس لے رہے ہیں۔ جو سانس اب بھی تُمہارے پھیپھڑوں کو پُھلا رہا ہے کیا وہ 'آدم' کا سانس نہیں ہے؟ کیا یہ 'آدم' کا دِل نہیں ہے جو اب بھی تُمہارے دِلوں میں دھڑک رہا ہے؟

تُمہارے خیالات صِرف تُمہارے ہی خیالات نہیں ہیں۔ مُشترکہ فِکر (سوچ) کا سمُندر دعوےٰ کرتا ہے کہ یہ اُس کے خیالات ہیں۔ اور یہی دعوےٰ سبھی سوچنے والوں کا ہے، جن کے

ساتھ فِکر کا یہ سمُندر تُمہارا مُشترکہ ہے۔

تُمہارے خواب صِرف تُمہارے ہی خواب نہیں ہیں۔ تُمہارے خوابوں میں تمام کائنات خواب لے رہی ہے۔

تُمہارا گھر صِرف تُمہارا ہی گھر نہیں ہے۔ یہ تُمہارے مہمان کا بسیرا بھی ہے اور مکھّی، چوہے، بِلّی اور دیگر جانداروں کا بھی، جن کے ساتھ مِل جُل کر تُم اِس گھر کا اِستعمال کرتے ہو۔

اِس لئے باڑوں سے خبردار رہو۔ تُم 'وہم' کو باڑ کے اندر لے آتے ہو، اور 'حقیقت' کو باڑ سے نکال باہر کر دیتے ہو۔ اور پھر جب تُم اپنے آپ کو باڑ کے اندر دیکھنے کے لئے مُنہ موڑتے ہو، تو تُم دیکھتے ہو کہ 'مَوت'، تُمہارے سامنے کھڑی ہے۔ کیونکہ 'مَوت'، 'وہم' کا ہی دُوسرا نام ہے۔

درویش بھائیو، 'اِنسان' خُدا سے غیر مُنفک[1] ہے اِس لئے اُس کو اپنے ساتھی اِنسانوں سے جُدا نہیں کیا جا سکتا، اور اُن تمام جانداروں سے بھی نہیں جو 'کلمہ' سے پَیدا ہوتے ہیں۔

'کلمہ'، سمُندر ہے، تُم بادل ہو۔ اگر وہ سمندر، جس کو بادل اپنے اندر جذب کئے ہُوئے ہے، نہ ہو تو کیا وہ بادل رہ جائے گا؟ وہ بادل اصل میں احمق ہو گا جو اپنی زندگی اپنے آپ کو خلا میں مُعلق کرنے کی کوشش میں گنوا دے، تاکہ ایسا کرنے سے اُس کی صُورت اور ذاتی پہچان ہمیشہ کے لئے قائم رہ سکے۔ اُس کو اِس احمقانہ کوشش میں، سوائے ٹُوٹی پھُوٹی اُمیدوں اور غرُور کی کڑواہٹ کے، اور کیا حاصِل ہو گا؟ جب تک یہ اپنے آپ کو کھو نہ دے، اپنے آپ کو پا نہیں سکتا۔ جب تک یہ بادل کے طوَر پر مر کر (برس کر) نابُود نہیں ہو جاتا یہ اپنے آپ میں سمُندر کو نہیں پا سکتا جو اِس کی واحِد ہستی ہے۔

اِنسان اپنے آپ میں خُدا کو جذب کئے ہُوئے بادل ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ

---

[1] جو جُدا نہ ہو سکے۔ الوٹ

سے خالی نہ کر دیا جائے وہ اپنے آپ کو پا نہیں سکتا: واہ، کیا سُرور ہے خالی ہو جانے میں۔
جب تک تُم ہمیشہ کے لئے 'کلمہ' میں کھو نہیں جاتے تُم 'کلمہ' کو سمجھ نہیں سکتے۔ جو تُم خُود آپ ہو ______ یہاں تک کہ تُمہاری اپنی 'مَیں'۔ واہ کیا سُرور ہے کھو جانے میں۔

مَیں تُمہیں پھر کہتا ہُوں کہ 'عرفان' کے لئے دُعا کرو۔ جب مُقدّس عرفان، تُمہارے دِلوں میں بس جائے گا، تو ایسا نہیں ہوگا کہ خُدا کی عظمت، جتنی بار تُم 'مَیں' کہو گے، اُتنی ہی بار خُوشی خُوشی اُس کا تُمہیں جواب نہ دے۔

اور پھر 'موت' خود بخود تُمہارے ہاتھوں میں ایک ایسا ہتھیار ہو گی جس سے تُم 'موت' کو شکست دے سکو گے۔ اور پھر 'زِندگی' تُمہارے دِلوں کو اپنے لامحدُود دِل کی چابی عطا کر دے گی۔ وہی 'محبّت' کی سُنہری چابی ہے۔

شمادم : میرے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ جُوٹھے برتن دھونے والے چیتھڑے اور جھاڑُو میں سے اِتنی دانائی نچوڑی جا سکتی ہے۔ (اُس کا اشارہ میرداد کی خادِم کی حیثیت کی طرف تھا)

میرداد : داناؤں کے لئے سب کچُھ دانائی کا ذخیرہ ہے۔ جاہلوں کے لئے خُود دانائی بھی جہالت ہے۔

شمادم : بلاشک تیری زبان شاطِر ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ تُو نے اتنا عرصہ اس اِس کو لگام دِیئے رکھی۔ مگر تیرے الفاظ اِتنے سخت ہیں کہ سُننے نہیں جاتے۔

میرداد : میرے الفاظ تو نرم ہیں، شمادم۔ سخت تو تیرا کان ہے۔ وہ بدقسمت ہیں جو سُن کر بھی نہیں سُنتے اور دیکھ کر بھی نہیں دیکھتے۔

شمادم : مُجھے سب کچُھ سُنتا اور دکھائی دیتا ہے، شاید قُدرت سے بھی زیادہ پھر بھی مَیں تُمہاری اِس طرح کی بے تُکی باتیں سُننا نہیں چاہتا ہُوں کہ شمادم اور میرداد ایک ہی چیز ہیں، کہ آقا اور خادِم برابر ہیں۔

باب چھٹا

خادم اور مخدوم بارے

ساتھی میرداد کے بارے اپنی اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں

میرداد : میرداد ہی شمادم کا تنہا خادِم نہیں ہے۔ شمادم کیا تُو اپنے خادموں کا شُمار کرسکتا ہے؟ کیا کوئی ایسا عُقاب یا باز ہے؛ کیا کوئی دیودار یا بلُوط کا درخت ہے؛ کیا کوئی کوہسار یا ستارہ ہے؛ کیا کوئی سمندر یا جھیل ہے؛ کیا کوئی فرشتہ یا بادشاہ ہے جو شمادم کی چاکری نہ کرتا ہو؟ کیا ساری دُنیا ہی شمادم کی خِدمت نہیں کرتی؟

نہ ہی میرداد شمادم کا واحِد مالِک ہے۔ شمادم کیا تُو اپنے آقاؤں کا شُمار کرسکتا ہے؟

کیا کوئی ایسا جھینگر یا پِسو ہے؛ کیا کوئی اُلّو یا چڑیا ہے؛ کیا کوئی خاردار پودا یا ٹہنی ہے؛ کیا کوئی کنکر یا گھونگا ہے؛ کیا کوئی شبنم کا قطرہ یا تالاب ہے؛ کیا کوئی بھکاری یا چور ہے جس کی شمادم چاکری نہیں کرتا؟ کیا شمادم تمام دُنیا کی چاکری نہیں کرتا؟ کیونکہ دُنیا اپنا کام کرتے ہُوئے تمہارا کام بھی کرتی ہے، اور تُم اپنا کام کرتے ہُوئے دُنیا کا کام بھی انجام دیتے ہو۔

ہاں، سر پیٹ کا مالک ہے، مگر پیٹ بھی سر کا کم مالک نہیں ہے۔

جب تک خِدمت کرتے ہُوئے اُس کی اپنی خِدمت نہیں ہوتی، کوئی بھی چیز خِدمت نہیں کرسکتی۔ اور جب تک خِدمت کرنے والے کی خِدمت نہ ہو، کسی بھی چیز کی خِدمت

نہیں ہو سکتی۔

شمادم، مَیں تجھے اور سب لوگوں کو بتاتا ہُوں، خادِم آقا کا آقا ہوتا ہے۔ آقا، خادِم کا خادِم ہوتا ہے۔ خادِم اپنا سر نہ جُھکائے، آقا اپنا سر بُلند نہ کرے۔ آقا کے زہریلے تکبّر کو کُچل دو۔ خادِم کی ذِلّت کو جڑ سے اُکھاڑ دو۔

یاد رکھو، 'کلمہ' ایک ہے۔ اور تُم 'کلمہ' کے حرُوف کے لحاظ سے اصل میں ایک ہو۔ کوئی ایک حرف کسی دُوسرے سے اعلیٰ نہیں ہوتا، نہ ہی دُوسرے کے مُقابلے میں زیادہ اہم ہوتا ہے۔ حرُوف بہت ہوتے ہُوئے بھی ایک ہیں۔ بلکہ 'کلمہ' بھی۔ اگر تُم جاننا چاہو کہ اُس لابیان کی اپنی ذات سے محبّت (Self-love) ——— تو محبّت سب کے لئے ہے ——— ہر شَے کے لئے ہے ——— دم بھر کا سرُور کیا ہوتا ہے تو تُم کو بھی ایسا ہی اکہرا حرف بننا پڑے گا۔

شمادم مَیں تُجھ سے اُس طرح بات نہیں کر رہا، جیسے کوئی آقا اپنے خادِم سے یا خادِم اپنے آقا سے کرتا ہے بلکہ مَیں یُوں بات کر رہا ہُوں جیسے ایک بھائی دُوسرے بھائی سے کرتا ہے۔ پھر بھی میرے الفاظ سے تُو پریشان کیوں ہے؟

اگر تُو چاہتا ہے، تو بیشک مُجھ سے مُنہ موڑ لے۔ مگر میں تُجھ سے مُنہ نہیں موڑوں گا۔ کیا مَیں نے تُجھے تھوڑی دیر پہلے بتایا نہیں تھا کہ میری پیٹھ کی چمڑی تیری پیٹھ کی چمڑی سے جُدا نہیں ہے؟ مَیں تُجھے چھُرا نہیں گھونپوں گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا خُون بہے۔ اِس لئے اگر تُو نے اپنا لہُو بچا کر رکھنا ہے تو اپنی زبان کو میان میں رکھ۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ تیرا دل ہر دُکھ سے محفُوظ رہے، تو کُھل کر میرے سامنے اپنے دِل کی بات کہہ دے۔

ایسی زبان سے، جس کے الفاظ پھندے اور کانٹے دار جھاڑیاں ہوں، بے زبان ہونا کہیں بہتر ہے۔ جب تک زبان 'مُقدّس عِلم' سے پاک نہ کی جائے، الفاظ ہمیشہ زخم دیتے رہیں گے اور جال میں پھنساتے رہیں گے۔

اے درویشو، میری گزارش ہے، تُم اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ میری اِلتجا ہے کہ تُم

اپنے دِلوں کی حد بندیاں توڑ ڈالو۔ میرا اِلتماس ہے کہ تُم وہ سب پورے اُتار پھینکو جن میں اب بھی تُمہاری ' مَیں ' لپیٹی ہُوئی ہے، تاکہ تُم دیکھ سکو کہ اُس میں اور خُدا کے ' کلمہ ' میں، جو ' کلمہ ' اپنے آپ سے اور اُس میں سے پیدا ہونے والی تمام مخلُوقات سے ہم آہنگ ہے، کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ تعلیم مَیں نے نوُح کو دی تھی۔ یہی تعلیم مَیں تُمہیں دیتا ہُوں۔

نرونڈا : یہ کہہ کر میرداد اپنے حُجرہ میں واپس چلا گیا اور ہم سبھی بے حد شرمسار باہر کھڑے رہ گئے۔ 'ساتھی' تھوڑی سی دیر کی جان لیوا خاموشی کے بعد تتر بتر ہونے لگے۔ جاتے ہُوئے اُن میں سے ہر ایک نے میرداد کے مُتعلق اپنی اپنی رائے ظاہر کی۔

شمادم : ایک بھکاری شاہی تاج کے خواب لے رہا ہے۔

میکایون : یہ وہی ہے " جو چھُپ کر نوُح کی کشتی میں سوار ہُوا تھا " کیا اُس نے کہا نہیں کہ " یہ تعلیم مَیں نے ' نوُح ' کو دی تھی ؟"

ابیمار : اُلجھے ہُوئے سوُت کی گُتھّی۔

میکاستر : کسی اور عرش کا تارا۔

بنّوُن : وہ بہت ذہین ہے، مگر مُتضاد بیانوں میں گُم ہے۔

زمورا : کمال کا رُباب، حیرت انگیز نَے چھیڑتا ہُوا، مگر ہماری سمجھ سے باہر۔

ہمبال : ایک رمتا بول، کسی ہمدرد کان کی جُستجُو میں۔

باب ساتواں

میکائیون اور نرونڈا کی رات کے وقت میرداد سے گفتگو

جس میں وہ آنے والے طوفان کا اِشارہ دیتا ہے
اور
انہیں تیار رہنے کی ہدایت کرتا ہے

نرونڈا : رات کے تیسرے پہر کی لگ بھگ دوسری گھڑی تھی جب میں نے اپنی کوٹھڑی کا دروازہ کھلتا ہوا محسوس کیا اور میکائیون کو دبی آواز میں کہتے ہوئے سُنا: "نرونڈا کیا تُو جاگتا ہے؟"

"میکائیون : آج رات میری کوٹھڑی میں نیند کی آمد نہیں ہوئی۔"
"نہ ہی اُس نے میری پلکوں پہ بسیرا کیا ہے۔ اور، 'وہ' ——— تیرا کیا خیال ہے 'وہ' سویا ہوا ہے؟"

"کیا تیری مراد مُرشد سے ہے؟"

"تُو نے ابھی سے اُسے مُرشد کے نام سے پکارنا شروع کر دیا؟ شاید وہ ہے بھی۔ جب تک تسلّی کے لئے میں اُس کی پہچان نہ کر لوں، مجھے چین نہیں آئے گا۔ آ، ابھی اُس کی طرف چلیں۔"

ہم دونوں اپنی کوٹھڑی سے دبے پاؤں نکل کر 'مُرشد' کے حُجرہ میں داخل ہو گئے۔ پھیکی پڑ رہی چاندنی کا ایک پُولا، دیوار کی اُونچائی سے ایک سُوراخ میں سے گزر کر اُس

کے معمولی سے بستر پر آ ٹھہرا تھا جو نہایت خوش اسلوبی سے فرش پر بچھایا گیا تھا، اور ظاہر تھا کہ اُس کو کسی نے چھُوا تک نہیں تھا۔ وہ، جس کی ہمیں تلاش تھی، جہاں ہم نے تلاش کیا، وہاں موجود نہیں تھا۔

پریشان، شرمسار اور نا اُمید ہو کر ہم لوٹنے ہی والے تھے جبکہ اچانک، اِس سے پہلے کہ ہماری آنکھیں اُس کے شفیق[1] چہرے کی جھلک دروازے پر دیکھ پاتیں، اُس کی ہلکی سی آواز میرے کانوں میں پڑی۔

میرداد : گھبرائیں نہیں، آرام سے بیٹھئے۔ رات چوٹیوں پر بڑی تیزی سے صُبح میں تحلیل ہو رہی ہے۔

تحلیل[2] ہونے کے لئے یہ وقت بڑا مُبارک ہے۔

میکایون : (حیرت زدہ اور ہکلاتا ہُوا) ہماری بے جا مداخلت کے لئے مُعاف فرمائیں، ہم رات بھر سو نہیں پائے۔

میرداد : نیند میں ہم اپنے آپ کو بہت تھوڑی دیر کے لئے ہی فراموش کر پاتے ہیں۔ بندہ بجائے اِس کے کہ نیند کی چھپیوں سے فراموشی کی چسکیاں لے، بہتر یہی ہے کہ جاگتا ہُوا اپنی خُودی کو غرق کر دے۔ کہیئے میرداد کے پاس کیسے آنا ہُوا؟

میکایون : ہم معلُوم کرنے آئے ہیں کہ تُو کون ہے؟

میرداد : جب بندوں میں ہُوں، مَیں خدا ہُوں۔ جب خُدا کے حضُور ہُوں، مَیں ایک بندہ ہُوں۔ تمہیں پتہ چلا میکایون؟

میکایون : تُو کُفر بول رہا ہے۔

میرداد : شاید میکایون کے خُدا کے خِلاف، میرداد کے خدا کے تئیں ہرگز نہیں۔

میکایون : کیا جتنے بندے ہیں اُتنے ہی خُدا ہیں، جیسا کہ تُو نے کہا ہے کہ ایک

---

[1] مہربان، ہمدرد [2] اپنے آپ کو کسی میں جذب کر دینا۔

میکایون کا دُوسرا میرداد کا ؟

میرداد : خُدا بہت نہیں ہیں۔ خُدا ایک ہے۔ مگر انسانوں کے سائے مختلف اور بے شمار ہیں۔ جِتنا عرصہ اِنسانوں کے سائے زمین پر پڑتے ہیں، اُتنا عرصہ کسی بندے کا خُدا اُس کے سائے سے بڑا نہیں ہوسکتا۔ بے سایہ ہی رَوشنی میں رہتے ہیں۔ صِرف بے سایہ ہی خُدا کو جانتے ہیں۔ کیونکہ خُدا نُور ہے اور صِرف نُور ہی نُور کو پہچان سکتا ہے۔

میکایون : ہم سے پہیلیوں میں بات نہ کر۔ ہماری سمجھ ابھی بہت کچّی ہے۔

میرداد : جو شخص کسی سائے کا پیچھا کرتا ہو، اُس کے لئے یہ سب کچھ پہیلی ہے۔ کیونکہ وہ شخص اُدھار کی روشنی میں چلتا ہے، اِس لئے اپنے سائے سے ٹھوکر کھاتا ہے۔ جب تُم 'عِرفان' سے جگمگا اُٹھو گے تو تمہارے سائے پھر کبھی نہیں بنیں گے۔

میرداد بہت جلد تمہارے سائے سمیٹ لے گا۔ اور اُنہیں 'آفتاب' میں جلا ڈالے گا۔ پھر وہ، جو اب تُمہارے لئے ایک پہیلی ہے، تُمہارے رُوبرُو رَوشن سچّائی کی صُورت میں ظاہر ہوگی، اور اُس سچّائی کو کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہوگی۔

میکایون : —— کیا تُو ہمیں نہیں بتائے گا کہ تُو ہے کون ؟ اگر ہمیں تیرے نام کا پتہ ہو —— تیرے اصل نام کا —— تیرے مُلک اور تیرے آبا وُ اجداد کا، تو شاید ہم تجھے بخُوبی سمجھ سکیں۔

میرداد : افسوس ! میکایون، تُمہارا میرداد کو اپنی زنجیروں میں جکڑنا اور اپنے پردوں سے ڈھانپنے کی کوشش کرنا، اُسی طرح ہوگا جیسے کسی عُقاب کو دوبارہ انڈے کے خول میں دھکیلنے کی کوشش کرنا۔ جس میں سے وہ پیدا ہُوا تھا۔ جو 'اِنسان' اپنے انڈے کے خول میں سے نکل آیا ہو، اُس کو کون سا نام دِیا جاسکتا ہے ؟ جس اِنسان کے اندر تمام کائینات سمائی ہُوئی ہے، اُس کو کون سا مُلک اپنے اندر رکھ سکتا ہے ؟ جس 'اِنسان' کا بُزرگ ایک ہی خُدا ہو، اُس کو اپنانے کا دعوےٰ کون سا خاندان کرے گا ؟

میکایون، اگر تُو مجھے بخُوبی جاننا چاہتا ہے تو پہلے میکایون کو اچھی طرح جان لے۔

میکایون : شاید تُو کوئی وہم ہے، جس نے اِنسانی قالب اِختیار کر رکھا ہے۔

میرداد : ہاں، کِسی روز کہیں گے، میرداد محض ایک وہم تھا۔ مگر تُمہیں ابھی معلُوم ہو جائے گا کہ یہ وہم کِتنا حقیقی ہے ——— اِنسانوں کی کِسی بھی قِسم کی اصلیّت سے زیادہ حقیقی۔

اِس وقت دُنیا میرؔداد کی جانِب سے بے خیال ہے۔ لیکن میرؔداد دُنیا کا خیال رکھتا ہے، دُنیا جلد ہی میرؔداد کی طرف مُتوجّہ ہو گی۔

میکایون : اِتفاق سے کیا تُو وہی شخص تو نہیں، "جو کشتی میں چھُپ کر سوار ہُوا تھا؟"

میرداد : مَیں ہر اُس کشتی میں چھُپ کر سوار ہونے والا مُسافِر ہُوں جو وہم کے طُوفان کا مُقابلہ کر رہی ہو۔ جب کبھی کشتیوں کے کپتان اِمداد کے لئے مجھے پُکارتے ہیں، مَیں پتوار تھام لیتا ہُوں۔ خواہ تُمہیں اِس بات کا عِلم نہیں ہے کہ تُمہارے دِل بڑی دیر سے بُلند آواز میں مجھے پُکار رہے ہَیں۔ اور دیکھو، میرداد تُمہیں صحیح سلامت کنارے پر لانے کے لئے حاضِر ہے تاکہ اپنی باری آنے پر تُم دُنیا کے سب سے خوفناک پانی کے طُوفان سے پار ہو سکو، جِس سے بڑا پانی کا طُوفان نہ کبھی دیکھا ہوگا نہ ہی سُنا ہوگا۔

میکایون : کیا ایک اور طُوفان آنے والا ہے؟

میرداد : 'زمین' کو بہا کر لے جانے والا نہیں، بلکہ آسمان کو 'زمین' پر اُتارنے والا۔ 'اِنسان' کی نمُود مِٹانے والا نہیں۔ بلکہ 'اِنسان' کے اندر پوشیدہ ربّ کو بے نِقاب کرنے والا۔

میکایون : ابھی چند روز پہلے ہی ہمارے آسمانوں میں 'قوسِ قزح'[1] اُبھری ہے۔ تُو ابھی سے ایک اور طُوفان کی بات کیسے کہہ رہا ہے؟

میرداد : جو طُوفان پہلے ہی سے غضبناک ہو رہا ہے۔ وہ 'نُوح' کے طُوفان

---

[1] اِندردھنش

سے بھی زیادہ تباہی لائے گا۔

پانیوں میں گھری زمین ہی 'بہار' کے وعدوں سے پُر اُمید ہوتی ہے۔ اپنے بُخار آمیز خُون میں اُبل رہی زمین نہیں۔

میکایون : تو پھر کیا اب ہم اپنے وقتِ آخر کا انتظار کریں۔ کیوں کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ چھپ کر سوار ہونے والے مُسافِر' کی آمد آخری وقت کی عِلامت ہوگی۔

میرداد : تُم 'زمین' کی طرف سے بالکُل نہ ڈرو۔ اِس کی عُمر ابھی بہت کم ہے ہے۔ اِس کی چھاتیاں ابھی دُودھ سے بھری ہُوئی ہیں۔ اُس کو ابھی اِتنی پُشتوں نے چوسنا ہے کہ تُم اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

نہ ہی زمین کے مالِک 'اِنسان' کے مُتعلّق کوئی فِکر کرو کیونکہ وہ لافانی ہے۔

ہاں ،' اِنسان' 'اَمِٹ' ہے۔ ہاں اِنسان لازوال ہے۔ وہ بطور اِنسان بھٹّی میں داخِل ہوگا، مگر ربّ بن کر باہر نِکلے گا۔

ثابت قدم رہو، تیّار رہو۔ آنکھوں، کانوں اور زبان کا روزہ رکھو تاکہ تُمہارے دِلوں کو اُس مُقدّس بُھوک کا اِحساس ہو جو ایک بار تسکین پاکر تُمہیں ہمیشہ کے لئے مُطمئن کردیگی۔

تُمہارا ہمیشہ مُطمئن رہنا ضرُوری ہے تاکہ تُم طُوفان کے تھپیڑے کھا رہے سبھی لاوارثوں (بے سہارا لوگوں) کو پناہ دے سکو۔ تُمہارا ہمیشہ پُر نُور رہنا ضرُوری ہے تاکہ تُم اَندھیرے کے مُسافروں کو راستہ بتا سکو۔

کمزور، کمزوروں کے لئے بوجھ ہوتے ہیں، مگر طاقت وروں کے لئے وہ ایک خُوشگوار ذمّہ داری بن جاتے ہیں۔ کمزوروں کو تلاش کرو، اُن کی کمزوری ہی تُمہاری طاقت ہے۔

بُھوکے، بُھوکوں کے لئے بُھوک ہوتے ہیں، مگر بھرے پیٹ والوں کے لئے دِل پسند نِکاس۔ بُھوکوں کی تلاش کرو۔ اُن کی ضرُورت ہی تُمہاری اپنی تسکین ہے۔

اندھے اندھوں کے لئے سنگِ راہ ہوتے ہیں، اور آنکھوں والوں کے لئے سنگِ میل۔

اندھوں کو تلاش کرو۔ اُن کا اندھیرا تُمہاری روشنی ہے۔

نرونڈا : تبھی کی دُعا کا بگل بج اُٹھا۔

میرداد : زمورا بگل بجا کر ایک اور دِن کے طلوع ہونے کا اِشارہ دے رہا ہے ـــــ ایک اور کرامات کا اِشارہ، جو تم اُٹھتے، بیٹھنے کے درمیان جمائیاں لیتے ہُوئے گُذار دوگے، یا پھر اپنے پیٹ بھرتے اور خالی کرتے ہُوئے، یا بیکار الفاظ سے اپنی زبانیں سان پر چڑھاتے ہُوئے اور ایسے کئی کام کرتے ہُوئے، جن کا نہ کیا جانا ہی بہتر تھا اور وہ کام نہ کرتے ہُوئے جن کا کیا جانا لازم تھا۔

میکایون : تو کیا، ہم دُعا کے لئے نہ جائیں؟

میرداد : جاؤ! اُسی طرح دُعا کرو، جس طرح کہ تمہیں ہدایت کی گئی ہے۔ کِسی بھی طرح کی دُعا نہ کرو۔ کِسی بھی چیز کے لئے دُعا نہ کرو۔ جاؤ! وہ سب کُچھ کرو، جس کا تمہیں حُکم ہے، جب تک کہ تُم خُود آموز نہیں ہو جاتے اور اپنے نفس پر قابو نہیں پا لیتے۔ اور جب تک تُمہیں یہ طریقہ نہیں آجاتا کہ ہر لفظ کو دُعا اور ہر کام کو قُربانی کیسے بنانا ہے۔ اِطمینان سے جاؤ۔ یہ دیکھنا میرداد کا فرض ہے کہ تُمہارا صُبح کا ناشتہ بھرپُور اور لذیذ ہو۔

باب آٹھواں

ساتوں ساتھی میرداد کو کوہسار کے مسکن میں تلاش کرتے ہیں

جہاں وہ اُنہیں اندھیرے میں کام کرنے سے خبردار کرتا ہے

نرونڈا : اُس دِن میکایون اور مَیں صبح کی دُعا میں نہ گئے۔ ہماری غیر حاضری شمادم کو کھٹکی۔ اور 'مُرشِد' سے ہماری رات کی مُلاقات کے بارے میں جان کر وہ اور بھی خفا ہُوا۔ تاہم اُس نے اپنی خفگی ظاہر نہیں کی، جس کے لئے وہ مُناسب وقت کا اِنتظار کرنے لگا۔

باقی ساتھیوں کو ہمارے سلوک سے بہت اُکساہٹ ہُوئی اور اُنہوں نے اُس کی وجہ جاننی چاہی۔ اُن میں سے کُچھ ایک کا خیال تھا کہ 'مُرشِد' نے ہی ہمیں دُعا میں شامل نہ ہونے کا مشورہ دیا ہے۔ دُوسرے اُس کی اصلیت کے مُتعلق عجیب وغریب قیاس آرائیاں کرنے لگے، یہ کہتے ہوئے کہ اُس نے ہمیں رات کو اپنے پاس اِس لئے بُلایا تھا تاکہ وہ ہم اکیلوں کے سامنے اپنا راز ظاہر کر سکے۔ کوئی بھی اِس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ وہ چھُپ کر کشتی میں سوار ہونے والا مُسافر تھا۔ مگر چاہتے سبھی تھے کہ اُس سے مُلاقات کی جائے اُس سے بہت سی چیزوں کے مُتعلق سوال پُوچھے جائیں۔

مُرشِد کا معمُول تھا کہ وہ 'کشتی' میں اپنے فرائض سے فارغ ہو کر اپنا باقی کا سارا

وقت 'سیاہ کھائی' کے اُوپر اٹکے اپنے غار میں گزارتا تھا۔ اِس غار کو ہم نے 'پہاڑی مسکن' کا نام دے رکھا تھا۔ اُس روز بعد دوپہر شمادم کو چھوڑ کر، ہم سب نے اُس کی وہاں تلاش کی اور اُسے عبادت میں مشغول پایا۔ اُس کا چہرہ دمک رہا تھا اور جب اُس نے نظریں اُٹھا کر ہماری طرف دیکھا تو اُس کا چہرہ اور بھی دمک اُٹھا۔

میرداد : تم نے بہت جلد اپنا آشیانہ ڈھونڈ لیا۔ میں تمہاری کامیابی پر بہت خوش ہوں۔

ابیمار : ہمارا آشیانہ تو 'کشتی' ہے۔ تم کیسے کہتے ہو کہ ہمارا آشیانہ یہ غار ہے؟

میرداد : 'کشتی' بھی کبھی 'پہاڑی مسکن' تھی۔

ابیمار : اور آج؟

میرداد : افسوس، آج یہ چھچھوندر کا بل بنی ہوئی ہے

ابیمار : خوش باش، آٹھ چھچھوندریں ساتھ نواں میرداد۔

میرداد : ہنسی اُڑانا کتنا آسان ہے، بات کو سمجھنا کتنا مشکل۔۔ مگر ہنسی ہمیشہ ہنسی اُڑانے والے کی ہنسی اُڑاتی رہی ہے۔ اپنی زبان کی لاحاصل کسرت کیوں کرائی جائے؟

ابیمار : ہمیں چھچھوندریں کہہ کر ہنسی تو ہماری تُو اُڑا رہا ہے۔ ہم کیونکر اِس خطاب کے مستحق ہوئے؟ کیا ہم نے 'حضرت نوح' کی شمع روشن نہیں رکھی۔ کیا یہ 'کشتی' جو کبھی مٹھی بھر بھکاریوں کا جھونپڑا تھی، ہم نے سب سے زیادہ دولت مند، محل سے بھی زیادہ مالدار نہیں بنا دی؟ کیا ہم نے اِس کی حدود دُور دُور تک نہیں پھیلائیں۔ یہاں تک کہ اب یہ ایک طاقتور بادشاہت بن گئی ہے؟ اگر ہم چھچھوندریں ہیں، تو پھر ہم سچ مچ بل کھودنے والوں کے سرتاج ہیں۔

میرداد : 'حضرت نوح' کی شمع روشن تو ہے مگر صرف پرستش گاہ میں۔ یہ شمع تمہارے کس کام کی، جب تک کہ تم آپ خود پرستش گاہ نہ بن جاؤ۔ اور تمہارے دِل

تیل اور بتّی نہ بن جائیں؟

اِس وقت 'کشتی' ضرورت سے زیادہ سونے چاندی سے لدی ہُوئی ہے۔ اِس لئے یہ چُوں چُوں کرتی ہے اور خُوب غوطے کھا رہی ہے اور عنقریب ڈُوبنے والی ہے۔ جب کہ ابتدائی 'کشتی' زندگی سے بھرپُور تھی، اُس میں کوئی بے جان بوجھ نہیں تھا، اِس لئے اُس کے خلاف سمُندروں کا قطعی زور نہیں چلتا تھا۔

میرے ساتھیو، بے جان بوجھ سے خبردار رہو۔ جس اِنسان کو اپنی خُدائی میں مُکمّل یقین ہے، اُس کے لئے دیگر سب کُچھ بے جان بوجھ ہے۔ وہ دُنیا کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے، مگر پھر بھی اُس کا بوجھ نہیں ڈھوتا۔

مَیں تُمہیں آگاہ کرتا ہُوں کہ اگر تُم اپنا سونا اور چاندی سمُندر میں نہیں پھینکو گے، وہ تُمہیں بھی لے ڈُوبیں گے، کیونکہ ہر وہ شَے جس کو 'اِنسان' اپنی گرفت میں لیتا ہے، وہ اُسی کو اپنی گرفت میں جکڑ لیتی ہے۔ اگر تُم اُس کی گرفت میں نہ آنا چاہو تو اُن کی گرفت چھوڑ دو۔

کِسی بھی شَے کی قیمت طے نہ کرو، کیونکہ معمُولی سے معمُولی شَے بھی اَنمول ہے۔ تُم ایک روٹی کی قیمت مُقرّر کرتے ہو 'سُورج'، 'ہَوا'، 'زمین'، 'سمُندر' اور انسان کے پسینے اور کاریگری کی قیمت مُقرّر کیوں نہیں کرتے، جن کے بغیر روٹی وجُود میں نہیں آ سکتی؟

کِسی بھی شَے کی قیمت طے نہ کرو، مبادا، تُمہاری اپنی زِندگیوں کی قیمت طے ہو جائے۔ 'اِنسان' جس کِسی شَے کو قیمتی خیال کرتا ہے اُس کی زندگی اُس سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی۔ خبردار، تُم اپنی انمول زِندگی کو کہیں سونے جیسی سستی نہ بنا لینا۔

'کشتی' کی حدیں تُم نے میلوں پیچھے دھکیل دی ہیں۔ اگر تُم اُن کو 'زمین' کی حُدود سے مِلا دیتے پھر بھی تُم محدُود اور مُقیّد ہی رہتے۔ میرداد چاہتا ہے کہ تُم لامحدُودیت کی حد بندی کرو۔ سمندر زمین میں مُقیّد ایک قطرہ ہی تو ہے، لیکن وہ زمین کی حد بندی کرتا ہے۔ اِنسان اُس سے

کتنا زیادہ بے کنار سمندر رہے ؟ ایسے طفل مزاج نہ بننا کہ انسان کو ایڑی سے چوٹی تک ناپنے بیٹھ جاؤ اور پھر سوچنے لگو کہ ہم نے اُس کی حدیں پالی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ تُم بِل کھودنے والوں کے سرتاج ہو۔ جیسا کہ ابیمار نے کہا ہے، لیکن ہیں تو چھچھوندر جیسے ہی، جو اندھیرے میں مُشقت کرتی ہے۔ اُس کا بِل جس قدر پُر پیچ ہوگا اُس کا مُنہ سُورج سے اُتنا ہی دُور ہوگا۔ ابیمار، میں تمہاری بھُول بھُلیوں سے واقف ہُوں، جیسا کہ تُم نے کہا ہے، تُم مُٹھی بھر ہو۔ کہنے کو تو تُم دُنیا کی حرص و ہَوس سے آزاد اور حق تعالیٰ میں مجذوب ہو۔ پھر بھی تمہیں دُنیا سے وابستہ کرنے والے راستے پُر پیچ اور تاریک ہیں۔ کیا مُجھے تمہارے جذبات کروٹیں بدلتے اور پھُنکارتے ہُوئے سُنائی نہیں دیتے ؟ کیا میں تمہاری عداوتوں کو تمہارے خُدا کی پرستش گاہ پر رینگتے، تلملاتے ہُوئے نہیں دیکھتا ؟ ہوگے تو تُم مُٹھی بھر ہی، مگر افسوس ! اُس میں کِتنے لشکروں کے لشکر موجُود ہیں۔

تُو نے کہا ہے کہ تُم بِل کھودنے والوں کے سرتاج ہو۔ اگر تُم اپنے اعمال میں بِل کھودنے والے ہوتے تو تُم نے بڑی دیر سے زمین میں ہی سے نہیں بلکہ سُورج میں سے، آسمان پر گردِش کرنے والے دیگر ستاروں، سیاروں میں سے بھی اپنا راستہ بنا لیا ہوتا۔

چھچھوندروں کو اپنی تھُوتھنیوں اور پنجوں سے اپنے اندھیرے میں راستہ بنانے دو۔ تمہیں اپنی شاہراہ ڈھونڈنے کے لئے پلک جھپکنے کی بھی ضرُورت نہیں ہے۔ تُم اِس آشیانے میں بیٹھے اپنی رُوح کی لگامیں کھُلی چھوڑ دو۔ تمہارے بے راستہ وجُود کی بادشاہت کے حیرت انگیز خزانوں تک پہنچنے کے لئے وہی رُوح تمہاری ربّانی[1] رہنما ہے۔ بے خوفی اور ثابت قدمی سے اپنے راہنُما کے پیچھے پیچھے چلتے جاؤ۔ اُس کے نقشِ قدم خواہ دُور سے دُور دِکھائی دینے والے ستارے تک جاتے ہوں، وہ تمہارے لئے اِس حقیقت کا ثبوت اور ضمانت ہوں گے کہ وہاں پہلے ہی سے تمہاری جڑ موجُود ہے۔ کیونکہ تُم کِسی ایسی چیز کا تصوّر نہیں کر سکتے

---

[1] خُدائی

جو تُمہارے باطن میں نہ ہو یا تُمہارا اپنا جُزو نہ ہو۔

کوئی بھی درخت اپنی جڑوں سے آگے نہیں پھیل سکتا۔ مگر 'اِنسان' لامحدودیت تک پھیل سکتا ہے کیونکہ اُس کی جڑ ابدیت[1] میں ہے۔

اپنے لئے حدیں مُقرّر نہ کرو۔ تب تک پھیلتے جاؤ، جب تک کہ ایسا کوئی کُرّہ نہ رہ جائے جس میں کہ تُمہاری رسائی نہ ہو۔ پھیلتے جاؤ، جب تک کہ کُل عالَم وہاں نہ ہو، جہاں تُم اِتفاقاً موجُود ہوں۔ پھیلتے جاؤ، تاکہ جہاں کہیں بھی تُم اپنے آپ سے مِلو، وہیں تُمہیں خُدا بھی مِل جائے۔ پھیلتے جاؤ، پھیلتے جاؤ۔

اندھیرے میں اِس بھروسے کوئی کام نہ کرو کہ ظُلمات ایک پردہ ہے جس میں کوئی نِگاہ داخل نہیں ہو سکتی۔ اگر تُمہیں ظُلمات کے اَندھے کئے گئے لوگوں سے شرم نہیں آتی تو کم از کم جُگنو اور چِمگادڑ سے شرم تو کرو۔

میرے ساتھیو، اندھیرا کوئی چیز نہیں ہے۔ ہر جاندار کی ضرورت پُوری کرنے کیلئے روشنی کے الگ الگ مدارج[2] ہیں۔ تُمہارا روزِ روشن سیمرغ[3] کے لئے صُبح کا دُھندلکا ہے۔ تُمہاری گُھپ اندھیری رات مینڈک کے لئے روزِ رَوشن ہے۔ اگر اندھیرا بے پردہ کر دِیا جائے تو وہ کسی دُوسری چیز کا پردہ کیسے بنے گا؟

کسی چیز پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تُمہارے رازوں کو کوئی اور چیز بے نِقاب نہیں کرے گی تو خُود اُن کا پردہ ہی اُن کو بے نِقاب کر دے گا۔ کیا ڈھکن کو عِلم نہیں کہ برتن میں کیا ہے۔ جب اُن کے ڈھکن اُٹھا دِیئے جاتے ہیں تو سانپوں اور کیڑوں سے بھرے برتنوں پر کیا گُزرتی ہوگی؟

مَیں تُم سے کہتا ہُوں، تُمہارے سینے سے کوئی سانس ایسا نہیں نِکلتا، جو تُمہارے گہرے سے گہرے راز ہَوا میں نشر نہ کرتا ہو۔ کسی کی آنکھ سے کوئی نِگاہ ایسی نہیں نِکلتی،

---

[1] ہمیشگی (Eternity) [2] درجے، منزلیں۔ [3] عنقا، راج ہنس، قُقنس، یہ ایک خیالی پرندہ ہے۔

جو اپنے ہمراہ اُس کی خواہشاتِ نفسانی، خوف و ہراس، مسکراہٹوں اور آنسوؤں کے ساتھ پوری آنکھ کو ساتھ لئے نہ پھرتی ہو۔ کوئی خواب کسی دروازہ میں داخل نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ ہر دروازے پر دستک نہ دے آیا ہو۔

اِس لئے خیال رکھو کہ تُم کس طرح دیکھتے ہو۔ خیال رکھو کہ تُم کس طرح کے خوابوں کو دروازے کے اندر داخل ہونے دیتے ہو اور کِن کو تُم پاس سے گزرنے دیتے ہو۔

ہاں، اگر تُم درد اور فکر سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو میرداد اُس کا طریقہ بھی بڑی خوشی سے بتا دے گا۔

باب نوّاں

بلاغم زِندگی کا طریق

ساتھی جاننا چاہیں گے کہ کیا میرداد کشتی میں چھپ کر سوار ہونے والا مُسافر ہے

میکاستر: ہمیں راستہ دِکھاؤ۔

میرداد: فِکر اور دُکھ سے آزاد ہونے کا راستہ یہ ہے:

"اِس طرح سوچو، جیسے کہ تُمہاری ہر سوچ آسمان میں سب کے اور ہر ایک چیز کے دیکھنے کے لئے آگ کے الفاظ میں نَقش کی جاتی ہے۔ کیونکہ اصل میں ہے بھی اِسی طرح۔"

"اِس طرح بولو جیسے کہ تمام کائینات ایک ہی کان ہو اور تُمہاری کہی گئی بات سُننے کے لئے بیتاب ہو۔ اور اصل میں ہے بھی اِسی طرح۔"

"اِس طرح عمل کرو کہ جیسے تُم نے ہر عمل اپنی ہی جان پر برداشت کرنا ہے۔ اور واقعی برداشت کرنا بھی ہے۔"

"اِس طرح خواہش کرو، جیسے کہ تُم آپ ہی خواہش ہو۔ اور اصل میں ہے بھی اِسی طرح۔"

"زِندگی اِس طرح گزارو جیسے کہ تُمہارے خُدا کو ضرورت ہو کہ تُم اُس کی زِندگی جیو۔ اور اصل میں اُسے یہ ضرورت بھی ہے۔"

ہمبال : تُو ہمیں کب تک اُلجھائے رکھے گا؟ تُو ہم سے ایسی بات کرتا ہے، جیسی نہ تو کسی اِنسان نے کی ہے اور نہ ہی کسی کِتاب نے کہی ہے۔

بنّون : ہمیں اپنی اصلیّت بتا تاکہ ہمیں معلُوم ہو کہ تیری بات کَون سے کان سے سُنیں۔ اگر تُو ہی کشتی میں چھُپ کر سوار ہونے والا مسافِر ہے تو ہمیں اِس کا کوئی ثبوُت دے۔

میرداد : تُو نے ٹھیک ہی کہا ہے، بنّون، تُمہارے بہت سے کان ہیں، اِس لئے تُم سُن نہیں سکتے۔ اگر تُمہارے پاس سُننے اور سمجھنے والا ایک ہی کان ہوتا تو تُمہیں کسی بھی ثبوُت کی ضرورت نہ ہوتی۔

بنّون : "کشتی میں چھُپ کر سوار ہونے والے مُسافِر" کو دُنیا کے مُتعلّق فیصَلہ دینے کے لئے آنا چاہیئے۔ ہم 'کشتی' کے باشندے بھی اپنا فیصلہ دینے میں اُس کے ساتھ شامل ہوں گے۔ کیا اب ہم اپنے آپ کو 'فیصَلے کے آخری رُوز[1]' کے لئے تیار کریں؟

---

[1] اِس سے مُراد یومِ دین یعنی روزِ قیامت بھی ہے۔

باب دسواں

فیصلہ اور فیصلے کے روز بارے

میرداد : میں نے اپنے مُنہ سے کوئی فیصلہ نہیں سُنانا۔ میرے پاس دینے کے لئے مقدس عرفان ہے۔ مَیں دُنیا کے مُتعلّق کوئی فیصلہ دینے نہیں آیا، بلکہ دیئے گئے فیصلے کو واپس لینے آیا ہُوں، کیونکہ صِرف جہالت ہی عدالتی لباس پہن کر قوانین کی بحث شروع کرتی ہے اور سزائیں سُنانا پسند کرتی ہیں۔

جہالت بذاتِ خُود جہالت کا سب سے بڑا بے لحاظ مُنصِف ہے۔ 'اِنسان' کو ہی لے لو۔ کیا اُس نے جہالت میں ہی اپنے آپ کے ٹکڑے کرکے اپنے اور اُن سب چیزوں کے لئے جن سے اُس کی مُنقسِم دُنیا تشکیل پاتی ہے، مَوت کو بُلاوا نہیں دیا؟

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں، 'خُدا' اور 'اِنسان' جیسی چیزیں کوئی نہیں ہیں۔ ہاں لیکن 'خُدا۔اِنسان' (God-Man) یا 'اِنسان۔خُدا (Man-God) ضرور ہے۔ وہ ایک ہے۔ اُس کو جیسے چاہو تقسیم کرو، اُس کو جیسے چاہو ضرب دو، وہ ہمیشہ ایک ہی رہتا ہے۔

خُدا کی وحدت ہی خُدا کا ازلی و ابدی قانون ہے۔ یہ قانون اپنی تعمیل آپ کراتا ہے۔ ہر طرف خُود کا اِظہار کرنے یا اپنا وقار اور طاقت قائم رکھنے کے لئے اِس کو کِسی مُنصِف یا عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔ کُل مخلوقات دِیدہ و نادِیدہ ایک ہی آواز میں، اُن سب کے لئے جن کے پاس سُننے والے کان ہوں، ایک ہی اعلان کرتی رہتی ہیں۔

کیا 'سمندر' ——— خواہ وہ وسیع اور گہرا ہے ——— ایک ہی قطرہ نہیں ہے؟

کیا 'زمین' ـــــ خواہ وہ دُور دُور تک پھیلی ہُوئی ہے ـــــ ایک ہی سیّارہ نہیں ہے؟
کیا تمام ستارے ـــــ خواہ وہ لاتعداد ہیں ـــــ ایک ہی کائنات نہیں ہیں؟
اِسی طرح بنی نوعِ اِنسان ایک ہی 'اِنسان' ہے۔ اِسی طرح 'اِنسان' اپنی دُنیا سمیت ایک مُکمّل اکائی ہے۔

میرے ساتھیو، خُدا کی وحدت ہی ہستی کا واحد قانون ہے۔ اِسی کا دُوسرا نام ہے محبت۔ اِس کو جاننا اور اِس کے پابند رہنا ہی 'زندگی' میں قائم رہنا ہے۔ لیکن کسی دُوسرے قانون کے تابع ہونا نیستی یا 'موت' میں داخل ہونا ہے۔

'زندگی' سمٹنا ہے، 'موت' بکھر جانا ہے۔ 'زندگی' یکجا ہونا ہے، 'موت' ٹُوٹ جانا۔ اِس لئے اِنسان ـــــ دوہری زِندگی جینے والا ـــــ اِن دونوں کے درمیان میں لٹک رہا ہے۔ کیونکہ وہ اکٹھا تو ہو گا، مگر بکھر بکھر کر، اور وہ یکجا تو ہو گا، مگر ٹُوٹ ٹُوٹ کر۔ اکٹھا اور یکجا ہوتے ہُوئے وہ 'خُدائی قانون' کی پیروی کرتا ہے اور اُسے انعام میں ملتی ہے 'زندگی'۔ جو بکھرتا یا ٹُوٹتا ہے، وہ خُدائی قانون کے خِلاف گُناہ کرتا ہے اور 'موت' کے کڑوے پھل کا حقدار بنتا ہے۔

تاہم، تُم جو خُود کے ذریعے مُجرم قرار دیئے جا چُکے ہو، اُن 'اِنسانوں' کے مُتعلق فیصلہ سُنانے بیٹھو گے جو تُمہاری طرح پہلے ہی اپنے آپ کو مُجرم قرار دے چُکے ہیں۔ مُنصِف اور فیصلہ دونوں ہی خطرناک!

درحقیقت اُس سے تو یہ بھی کم خطرناک ہو گا کہ دو سنگین مُجرم ایک دُوسرے کو پھانسی کی سزا سُنائیں۔

یہ بھی اُس سے کم مُضحکہ خیز ہو گا کہ دو بیلوں نے ایک ہی جُوا پہن رکھا ہو اور اُن میں سے ہر ایک دُوسرے کو کہے، "میں تُجھے جُوا پہناؤں گا۔"

یہ بھی اُس سے کم گھناؤنا ہو گا کہ ایک قبر میں پڑی دو لاشیں ایک دُوسرے پر قبر کی ملامتیں بھیجیں۔

اُس سے تو وہ دو اندھے ہی قابلِ رحم ہوں گے جو ایک دُوسرے کی آنکھیں نوچ رہے ہوں۔

میرے ساتھیو! ہر مسندِ عدالت سے بچو، کیونکہ کسی شخص یا چیز کے مُتعلق فیصلہ دینے کے لئے تمہیں صِرف خُدائی قانُون، کو جاننا اور اُس کے مُطابق جینا ہی نہیں ہوگا، بلکہ شہادت بھی سُننی پڑے گی۔ کِسی مُقدمہ مُتعلقہ میں بطور گواہوں کے کِس کو سُنو گے؟

کیا تُم ہَوا کو عدالت میں طلب کرو گے؟ کیونکہ زیرِ آسمان جو بھی کُچھ واقع ہوتا ہے ہَوا اُس کے وقُوع میں اِمداد کرتی ہے اور اُس کے لئے ترغیب دیتی ہے۔

یا تُم ستاروں کے نام گواہوں کی فہرست میں شامِل کرو گے، کیونکہ جو بھی کُچھ دُنیا میں واقع ہوتا ہے، ستارے اُس کے رازداں ہوتے ہیں؟

یا پھر تُم 'آدم' سے لے کر آج تک مر چُکے ہر شخص کو حاضر ہونے کا حُکم جاری کرو گے، کیونکہ سبھی مُردہ لوگ جینے والوں میں زِندہ ہیں۔

اگر کِسی مُقدمہ میں مُکمّل شہادت پیش کرنی ہو تو 'کائینات'، کا بھی گواہ ہونا ضرُوری ہے۔ جب تُم کائینات' کو عدالت میں طلب کر سکو گے تو تمہیں عدالتوں کی ضرُورت ہی باقی نہیں رہے گی۔ تب تُم بذاتِ خُود مسندِ عدالت سے اُتر کر گواہ کو ہی مُنصِف بنا دینا چاہو گے۔

جب تُم سب کو جانتے ہو گے تو کِسی کے متعلّق فیصلہ نہیں دو گے (یعنی کِسی کی عیب جُوئی نہیں کرو گے)

جب تُم مخلُوقات کو اِکٹھا کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو تُم بِکھر چُکے لوگوں میں سے کِسی ایک کو بھی مُجرم قرار نہیں دینا چاہو گے، کیونکہ تُمہیں پتہ ہوگا کہ بِکھرنے والے کو اُس کے بِکھراؤ نے ہی مُجرم ٹھہرایا ہے اور پھر اپنے آپ مُجرم ٹھہرائے گئے اُس شخص کو مُجرم ٹھہرانے کی بجائے تُم اُس کو سزا اور جرم سے بَری کرنے کی کوشِش کرو گے۔

اب 'اِنسان'، اپنے خُود کے اُٹھائے ہُوئے بوجھوں سے بُری طرح لَدا ہُوا ہے۔

اُس کا راستہ بہت اُوبڑ کھابڑ اور پُر پیچ ہے۔ ہر نیا فیصلہ مُنصِف اور مُجرم دونوں کے لئے ایک فالتو بوجھ بن جاتا ہے۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ تُمہارے بوجھ ہلکے رہیں تو کسی بھی انسان کے مُتعلق فیصلہ نہ دو۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ تُمہارے بوجھ اپنے آپ اُتر جائیں تو ہمیشہ کے لئے 'کلمہ' میں تحلیل ہو جاؤ۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ تُمہارا راستہ سیدھا اور ہموار ہو تو اپنے قدموں کے صحیح رُخ کے لئے 'عرفان' کو اپنا رہنُما بناؤ۔

مَیں تُمہارے مُتعلِّق کوئی فیصلہ سُنانے نہیں آیا، بلکہ تُمہارے لئے 'مُقدّس عرفان' لے کر آیا ہوں۔

بنُّون : روزِ قیامت کے مُتعلّق تُو ہمیں کیا بتانا چاہے گا؟

میرداد : بنُّون، ہر دِن 'روزِ قیامت' ہے۔ ہر ایک پلک جھپک کے بعد ہر ایک شخص کے حساب کا بقیہ نکالا جاتا ہے، کُچھ بھی مخفی نہیں رہتا۔ کوئی بھی چیز حساب سے باہر نہیں رہتی۔

کوئی خیال، کوئی عمل و فعل، کوئی خواہش ایسی نہیں ہے جو سوچنے، کرنے اور چاہنے والے کے باطِن میں نقش نہیں ہو جاتی۔ اِس دُنیا میں کوئی خواہش، کوئی عمل، کوئی خیال بانجھ نہیں رہتا۔ سب کی اپنی الگ قِسم اور الگ فِطرت کی اَولاد ہوتی ہے۔ جو کُچھ 'خُدائی قانُون' کے مُطابق ہوتا ہے، 'زِندگی' سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ جو کُچھ اُس کے برخِلاف ہوتا ہے وہ 'مَوت' سے جا ملتا ہے۔

بنُّون، تُمہارے سبھی دِن یکساں نہیں ہوتے۔ کُچھ پُرسکُون ہوتے ہیں۔ وہ صحیح طور پر بِتائے گئے لمحات کا پھل ہے۔

کُچھ بادلوں سے گھِرے ہوتے ہیں۔ وہ 'مَوت' میں 'نیم خوابی' اور 'زِندگی' میں 'نیم بیداری' کی حالت میں بسر کی گئی گھڑیوں کا تحفہ ہے۔

کُچھ اور تیز رفتار طُوفانوں پر سوار چلے آتے ہیں، آنکھوں میں بجلی کی چمک، نتھنوں میں بادلوں کی گرج لئے۔ وہ اُوپر سے تُم پر غضب ڈھاتے ہیں، نیچے سے تُم پر چابک مارتے

ہیں ; وہ تمہیں داہنے بائیں اچھال اچھال کر پھینکتے ہیں ; وہ تمہیں زمین پر اوندھے مُنہ پٹک دیتے ہیں اور تمہیں ڈھول چاٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ اس سے تو پیدا نہ ہونا ہی بہتر تھا۔ ایسے دن 'خدائی قانون' کی ارادتاً مخالفت میں بتائی گئی گھڑیوں کا ثمر ہوتے ہیں۔

دُنیا کے ساتھ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ جو سائے اس وقت آسمانوں پر چھائے ہوئے ہیں، اُن سایوں سے، جو اپنے ساتھ 'طوفان' لے کر آئے تھے، ذرا بھی کم منحوس نہیں ہیں اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو۔

جب تم بادلوں کو 'جنوبی ہوا' پر سوار شمال کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھتے ہو تو کہتے ہو، یہ ہمارے لئے مینہ لائیں گے۔ تو پھر تم انسانی بادلوں کے معنی اخذ کرنے کے لئے ویسی ہی سمجھ سے کام کیوں نہیں لیتے ؟ تم کیوں نہیں دیکھ سکتے کہ انسان بُری طرح اُن کے جال میں پھنس گئے ہیں ؟

اُلجھن کے حل کا دن بہت قریب ہے۔ وہ دن کتنا بھیانک ہوگا !

دیکھو، بے شمار صدیوں کے دوران انسانوں کے جال اُن کے نفس اور روح کی رگوں سے بُنے گئے ہیں۔ انسانوں کو اُن کے پھندوں سے آزاد کرنے کے لئے اُن کی کھال تک اُدھیڑنی ضروری ہو گی، اُن کی ہڈیاں تک چکنا چور کرنی ہوں گی۔ اور یہ کھال اُدھیڑنے اور ہڈیوں کے کچلنے کا کام اُنہیں خود ہی کرنا ہوگا۔

جب ڈھکن اُٹھائے گئے ——— اور وہ یقیناً اُٹھائے جائیں گے ——— اور جب دیگچیاں، جو کچھ اُن میں ہے نکال دیں گی، ——— جو ہوگا ہی ——— تو انسان شرم سے اپنا مُنہ کہاں چھپائیں گے، اور اُن کے بھاگنے کے لئے کون سی جگہ ہوگی؟

اُس روز جینے والے مرے ہوؤں پر رشک کریں گے اور مرے ہوئے جینے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ انسانوں کے الفاظ اُن کے حلق میں چپک کر رہ جائیں گے اور روشنی اُن کی پلکوں پر جم جائے گی۔ اُن کے دلوں میں سانپ اور بچھو نمودار ہو جائیں گے اور وہ خوفزدہ

ہو کر چیخ اُٹھیں گے، یہ سانپ اور بچھّو کہاں سے آگئے ؟ تب اُنہیں یاد نہیں ہوگا کہ یہ ہم نے ہی اپنے دِلوں میں بسا کر پال رکھے تھے۔

اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو۔ ہماری اِس 'کشتی' میں غرق ہو رہی دُنیا کے لئے روشن مینار کے طور پر قائم کیا گیا کیچڑ کا ایک بڑا انبار بھی ہے، تُم جس کو کسی بھی صُورت عبُور نہیں کر سکتے۔ اگر روشن مینار آپ پھندا بن جائے تو سمندر میں سفر کرنے والوں کی کتنی بُری حالت ہوگی۔

میرداد تمہارے لئے کشتی بنائے گا۔ ٹھیک اِسی گھونسلے کے اندر اُس کی بُنیاد رکھ کر اُس کی تعمیر کرے گا۔ جب تُم اِس گھونسلے سے اُڑ کر دُنیا میں جاؤ گے تو تمہارے پاس زیتُون کی ٹہنیوں کی بجائے لازوال 'زندگی' ہوگی۔ اِس کے لئے ضرُوری ہے کہ تمہیں 'خُدائی قانُون' کا علم ہو اور تُم اُس پر عمل پیرا ہو۔

ہمیں 'خُدائی قانُون' کا علم کیسے ہوگا اور ہم اُس پر کیسے عمل کریں؟

باب گیارہواں

محبّت خُدائی قانُون ہے

میرداد دو ساتھیوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہونے کی پیشین گوئی کرتا ہے اور رَباب بجا کر نئی کشتی کا گیت گاتا ہے

میرداد : محبت 'خُدائی قانُون' ہے۔

تُمہیں زِندگی اِس لئے عطا کی گئی ہے تاکہ تُم محبّت کرنا سیکھ سکو۔ تُم محبت اِس لئے کرتے ہو تاکہ تُم جینا سیکھ سکو۔ 'اِنسان' سے کوئی اور سبق سیکھنے اُمید نہیں کی جاسکتی۔

اور کیا محبّت یہ نہیں کہ محبُوب، محبُوبہ کو ہمیشہ کے لئے اپنی ہستی میں جذب کر لے تاکہ وہ دونوں ایک ہو جائیں۔

اور بندے نے کِس سے، یا کیسے محبت کرنی ہے؟ کیا بندے نے شجرِ حیات[1]، پر لگے کسی خاص پتّے کا اِنتخاب کر کے اپنی تمام تر محبّت اُس پر اُنڈیل دینی ہے؟ پھر، جس پر وہ پتّا لگا ہے، اُس شاخ کا کیا ہوگا؟ اُس تنے کا کیا ہوگا، جس نے اُس کو تھام رکھّا ہے؟ اُس چھال کا کیا ہوگا، جو تنے کی حِفاظت کرتی ہے؟ اُن جڑوں کا کیا ہوگا جو چھال، تنا، شاخوں اور پتّوں کو خوراک پہنچاتی ہیں؟ اُس مٹّی کا کیا ہوگا جس نے جڑوں کو اپنی آغوش

---

[1] زِندگی کا درخت (Tree of life)

میں لے رکھا ہے؟ پھر سُورج، اور سمندر اور ہَوا کا کیا ہوگا جو اُس مٹّی کو زرخیز کرتے ہیں؟

اگر کسی درخت پر لگا ایک چھوٹا سا پتّا تمہاری محبّت کا مُستحق ہے تو کیا پُورا درخت اُس سے زیادہ مُستحق نہیں ہوگا؟ وہ محبّت جو کُل کے ایک جزو کا اِنتخاب کرتی ہے اپنی تقدیر میں غم کی لکیر بنا لیتی ہے۔

تُم کہتے ہو، "کسی درخت پر طرح طرح کے پتّے لگے ہوتے ہیں۔ کوئی صحت ور ہوتے ہیں کوئی بیمار، کوئی خُوب صُورت ہوتے ہیں تو کوئی بدصُورت، کوئی دیو قامت ہوتے ہیں تو کوئی بونے۔ اُن میں سے چُننے اور اِنتخاب کرنے کی مجبُوری تو ہم پہ لاحق ہو گی ہی۔

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں، بیماروں کی زردی سے، صحت مندوں کی تازگی جنم لیتی ہے۔

مَیں تمہیں آگے بتاتا ہُوں کہ بدصُورتی ہی 'خُوب صُورتی' کی پلیٹ[1]، رنگ اور قلم ہوتی ہے؛ اور بُونا اگر اُس نے اپنا قد دیو کی نذر نہ کر دیا ہوتا، کبھی پست قد نہ ہوتا۔"

تُم شجرِ حیات ہو، اپنے آپ کی تقسیم سے خبردار رہو۔ نہ کبھی پھل کے خلاف پھل کو؛ نہ پتّے کے مقابلہ میں پتّے کو؛ نہ شاخ کے مُخالف شاخ کو؛ نہ جڑوں کے بمقابلہ تنے کو؛ نہ ماں۔ زمین (دھرتی ماں) پر درخت کو ترجیح دو۔ مگر تُم ٹھیک وہی کرتے ہو جب تُم ایک جزو کو باقیوں سے زیادہ یا پھر پُوری کی پُوری محبّت کی دے ڈالتے ہو۔

تُم شجرِ حیات ہو۔ تمہاری جڑیں ہر جگہ ہیں۔ تمہاری شاخیں اور پتّے ہر جگہ ہیں۔ تمہارے پھل ہر ایک کے مُنہ میں ہیں۔ اُس درخت کے پھل خواہ کیسے بھی ہوں اُس کی جڑیں خواہ کیسی ہوں، وہ پھل تمہارے ہیں۔ وہ پتّے اور شاخیں تمہاری ہیں۔ وہ جڑیں تمہاری ہیں۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ درخت کو میٹھے اور خُوشبودار پھل لگیں، اگر تُم چاہتے ہو کہ وہ ہمیشہ تناور اور ہرا بھرا رہے تو تُم اُس جوہر کا خیال رکھو جس سے تُم اُس کی جڑوں کی پرورش کرتے ہو۔

---

[1] (Palette) مُصوّر کی رنگ مِلانے کی تختی۔

'محبت'، 'زندگی' کا جوہر ہے۔ جبکہ 'نفرت'، 'موت' کا مواد۔ مگر لہو کی طرح 'محبت'، کا رگوں میں بے روک دوراں ضروری ہے۔ لہو کو دباؤ گے تو وہ ایک خطرہ بن جاتا ہے، بلیک کا روگ بن جاتا ہے۔ اور 'نفرت' کیا ہے؟ دبائی ہوئی یا روکی ہوئی 'محبت'، ہی تو ہے۔ نفرت زہر قاتل کا کام کرتی ہے، پینے والے اور پلانے والے، نفرت کرنے والے اور نفرت زدہ، دونوں کے لئے۔

تمہاری زندگی کے درخت کا زرد پتا 'محبت'، سے جدا کیا گیا پتا ہے۔ زرد پتے کو الزام مت دو۔

مرجھائی ہوئی شاخ 'محبت'، کی پیاسی شاخ ہی تو ہے۔ مرجھا چکی شاخ کو الزام نہ دو۔

نفرت کو چوس کر پروان چڑھنے والا پھل ہی گندہ پھل ہوتا ہے۔ گندے پھل کو الزام نہ دو۔ بلکہ اپنے اندھے اور کنجوس، دل کو الزام دو، جو کچھ ایک کو زندگی کا جوہر خیرات کی طرح بانٹ کر اوروں کو اس سے محروم رکھتا ہے۔ ایسا کر کے وہ اصل میں خود بھی اُس سے محروم رہ جاتا ہے۔

اپنے آپ سے محبت کئے بغیر کسی سے محبت ممکن نہیں ہے۔ ہر ایک کو اپنی باہوں میں لے لینے والی اپنی ذات کے سوا، کوئی بھی ذات (Self) اصلی نہیں ہے۔ خدا اس لئے سرتاپا 'محبت'، ہے، کیونکہ وہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔

جب تم 'محبت'، سے دکھی ہو جاتے ہو تو سمجھ لو کہ تمہیں اپنی اصل ذات کا علم نہیں ہوا اور نہ ہی محبت کی سنہری چابی تمہارے ہاتھ آئی ہے، کیونکہ تم اپنی چند روزہ ذات سے محبت کرتے ہو۔ تمہاری محبت بھی چند روزہ ہے۔

مرد کی عورت سے محبت، محبت نہیں ہے۔ یہ محبت کا دھندلا سا سایہ ہے۔ ماں باپ کی اپنی اولاد سے محبت، محبت کی پاک عبادت گاہ کی دہلیز ہے۔ جب تک ہر مرد ہر عورت کا، محبوب نہیں بنتا، اور ہر عورت ہر مرد کی محبوبہ، جب تک ہر اولاد ہر ماں باپ کی اولاد

نہیں بنتی اور ہر ماں باپ ہر اولاد کے ماں باپ ، تب تک مرد اور عورتیں بیشک یہ شیخی بگھارتی رہیں کہ ہڈیوں اور گوشت کا ہڈیوں اور گوشت سے مِلاپ ہوگیا ہے۔ لیکن اُنہیں ہرگز یہ حق حاصِل نہیں ہوگا کہ وہ 'محبت' کا مُقدّس لفظ تک بھی اپنی زبان پر لا سکیں، کیونکہ ایسا کہنا کُفر ہوگا۔

گِنتی یں، جب تک تُمہارا ایک بھی دُشمن ہے، تُمہارا کوئی بھی دوست نہیں ہے۔ جب دِل یں دُشمنی کو پناہ دی گئی ہو تو اُس یں دوستی کیسے بےخوف پنپ سکتی ہے؟

جب تک تُمہارے دِلوں یں نفرت کا بسیرا ہے تُم 'محبت' کے سرُور سے واقف نہیں ہوگے۔ اگر تُم ایک اَدنیٰ سے کیڑے کو چھوڑ کر سب چیزوں کی پرورش 'زندگی' کے جوہر سے کرتے جاؤ، پھر بھی وہ مخصُوص اَدنیٰ سا کیڑا اکیلا ہی تُمہاری زندگی میں زہر گھول دے گا۔ کیونکہ کِسی چیز یا کِسی شخص سے محبت کرتے ہُوئے تُم صِرف اپنے آپ سے محبت کرتے ہو۔ اِسی طرح کِسی چیز یا شخص سے نفرت کرتے ہُوئے تُم اصل یں اپنے آپ سے ہی نفرت کرتے ہو۔ کیونکہ جس سے تُم نفرت کرتے ہو وہ پُوری طرح کِسی سِکّے کے اُلٹے یا سیدھے رُخ کی مانِند غیر مُنفک صُورت یں اُس ہستی سے وابستہ ہے جِس سے تُم محبت کرتے ہو۔ اگر تُم اپنے آپ سے ایماندارانہ سُلوک چاہتے ہو تو اِس سے پہلے کہ تُم اُس سے محبت کرو، جِس کو تُم محبت کرتے ہو اور جو تُم سے محبت کرتا ہے، تُم اُس سے محبت کرو جِس سے تُم نفرت کرتے ہو اور جو تُم سے نفرت کرتا ہے۔

'محبت' کوئی نیکی نہیں ہے۔ محبت ایک ضرُورت ہے؛ روٹی اور پانی سے بھی اہم؛ روشنی اور ہَوا سے بھی زیادہ ضرُوری۔

کِسی کو بھی محبت پر مغرُور نہیں ہونا چاہیئے۔ 'محبت' اُسی طرح جیسے کہ ہَوا تُمہارے اندر آتی اور باہر جاتی ہے، لاشعُوری طور پر بِنا رُکاوٹ تُمہارے سانس کے ساتھ اندر اور باہر آنی اور جانی چاہیئے۔

'محبت' کو ضرُورت نہیں کہ کوئی اُس کی شان بُلند کرے۔ وہ جِس کو اپنے شایان

سمجھتی ہے اُس دِل کا رُتبہ وہ خُود بخُود بُلند کر دیتی ہے۔

'محبت'، کا کوئی صِلہ تلاش نہ کرو۔ 'محبت'، ہی 'محبت'، کی معقول جزا ہے جیسے 'نفرت'، 'نفرت'، کی مُناسب سزا ہے۔

'محبت'، کے ساتھ کوئی لین دین نہ کرو۔ کیونکہ 'محبت'، سوائے اپنے آپ کے کسی دُوسرے کو جواب دِہ نہیں ہوتی۔

'محبت'، نہ تو (کسی کو) اُدھار دیتی ہے اور نہ ہی اُدھار لیتی ہے۔ 'محبت' خرید و فروخت نہیں کرتی۔ لیکن جب یہ دینے پر آتی ہے تو اپنا سب کچھ لُٹا دیتی ہے۔ اور جب لینے پر آتی ہے تو سب کچھ لے لیتی ہے۔ اِس کا لینا ہی اِس کا دینا ہے۔ اِس کا دینا ہی اِس کا لینا ہے۔ اِس لئے یہ آج، کل اور ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔

جیسے سمُندر میں بہہ کر خالی ہو جانے والا کوئی زبردست دریا سمُندر کے ذریعے پھر سے ہمیشہ کے لئے بھر دیا جاتا ہے، ویسے ہی تمہیں 'محبت'، میں خالی ہو جانا چاہیئے، تاکہ تُم ہمیشہ ہی 'محبت'، سے بھرپُور رہو۔ وہ تالاب جو سمُندر کی سَوغات اُسکو لوٹانے سے ہچکچاتا ہے، ایک گندہ جوہڑ بن کر رہ جاتا ہے۔

'محبت'، میں نہ 'زیادہ'، کی گنجائش ہوتی ہے نہ ہی 'کم'، کی۔ جس دم تُم اُس کے درجے مُقرّر کرنے، اور اُس کا ناپ تول کرنے کی کوشش کرو گے، وہ تُمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور پیچھے چھوڑ جائے گی اپنی کڑوی یادیں۔

'محبت'، میں 'اب'، اور 'پھر'، نہیں ہوتے اور نہ 'یہاں'، 'وہاں'، ہی ہوتے ہیں۔ سبھی مَوسم 'محبت'، کے مَوسم ہیں۔ سبھی جگہیں 'محبت'، کا مَوزوں مسکن ہیں۔

'محبت'، کوئی حدُود یا رُکاوٹیں گوارا نہیں کرتی۔ جس 'محبت'، کی راہ میں کوئی رُکاوٹ حائل ہو، سمجھ لو کہ وہ ابھی 'محبت'، کہلائے جانے کی مُستحق نہیں ہے۔

مَیں تمہیں اکثر یہ کہتے ہُوئے سُنتا ہُوں کہ 'محبت'، اَندھی ہے۔ گویا اِس

کو اپنے محبوب میں کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ اِس قسم کا اندھاپن ہی اعلیٰ درجے کی بصیرت ہے۔

کاش! تم ہمیشہ ہی اتنے اندھے ہوتے کہ تمہیں کسی بھی چیز میں کوئی نقص نظر نہ آتا۔

نہیں 'محبت' کی آنکھ تو بہت صاف اور اندر تک دیکھنے والی ہوتی ہے، اِس لئے یہ کوئی عیب نہیں دیکھتی۔ جب 'محبت' تمہاری نظر کو پاک کر دیتی ہے تو پھر تمہیں کوئی بھی چیز محبت کے نامستحق دکھائی نہیں دیتی۔ کوئی محبت سے محروم، عیب جُو آنکھ ہی ہمیشہ اپنے آپ کو عیب جوئی میں غلطاں رکھتی ہے۔ جو عیب وہ ڈھونڈتی ہے وہ اُس کے اپنے ہی عیب ہوتے ہیں۔

'محبت' ملاتی ہے۔ 'نفرت' جُدا کرتی ہے۔ مٹی اور پتھر کا یہ بے ڈھب انبار جس کو تم 'پرستش چوٹی' کہتے ہو اِس کو اگر محبت کی ڈوری سے باندھ کر نہ رکھا ہو تو یہ لمحہ بھر میں ذرہ ذرہ ہو جائے۔ تمہارے جسم چاہے فناپذیر معلوم ہوتے ہیں، وہ بھی ضرور اپنی فنا کا مقابلہ کر لیں، بشرطیکہ تم اُن کے تمام خلیوں (Cells) کے ساتھ یکساں شدت سے محبت کرو۔

'محبت' وہ سکون ہے جو 'زندگی' کے ترنم آمیز نغمہ کے ساتھ دھڑکتا رہتا ہے۔ 'نفرت' وہ جنگ ہے جس میں 'موت' کے شیطانی دھماکے گونجتے رہتے ہیں۔ تم کیا چاہو گے: 'محبت' کرنا اور ہمیشہ پُرسکون رہنا یا 'نفرت' کرنا اور مستقل جنگ میں مصروف رہنا؟

تمہارے اندر تمام زمین زندہ ہے۔ آسمان اور اُس کے میزبان تمہارے اندر زندہ ہیں۔ اِس لئے اگر تم اپنے آپ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو 'زمین' اور اُسکے سینے پر پرورش پا رہے اُس کے سب بچوں سے محبت کرو۔ آسمانوں اور اُس کے باشندوں سے محبت کرو۔

ابیمار، تجھے نرونڈا سے نفرت کیوں ہے؟

نرونڈا : 'مرشد' کی آواز اور خیالات کے بہاؤ میں اچانک تبدیلی آجانے سے سبھی گھبرا گئے۔ ابیمار اور میرے درمیان کی کشیدگی کو ہم نے بڑی احتیاط سے چھپا رکھا تھا اور ہمیں یقین تھا کہ اِس کا کسی کو پتہ نہیں چلا۔ اُس کے بارے میں سیدھا سوال کئے جانے پر ہم بُت بنے رہ گئے۔ اب سبھی بُری طرح حیرت زدہ ہم دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور ابیمار کے لبوں کی جُنبش کے انتظار میں تھے۔

ابیمار : (میری طرف شکایت آمیز نگاہوں سے تکتے ہوئے) نرونڈا کیا تُو نے 'مرشد' کو بتا دیا ہے؟

نرونڈا : جب ابیمار نے اُسے 'مرشد' کہا تو میرا دل اندر ہی اندر خوشی سے پسیج گیا۔ کیونکہ میرداد کے اپنا راز ظاہر کرنے سے بہت دیر پہلے ہمارے بیچ اِسی لفظ کو لے کر اختلاف پیدا ہُوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ 'مرشد' ہے۔ لوگوں کو راستہ دکھانے آیا ہے، جبکہ ابیمار اِس ضد پر اڑا ہُوا تھا کہ وہ ایک عام آدمی ہے۔

میرداد : ابیمار، نرونڈا کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے نہ دیکھ، کیونکہ وہ تیرے اِلزام کی طرف سے بے قصور رہے۔

ابیمار : پھر تجھے کس نے بتا دیا؟ کیا تُو لوگوں کے دِلوں کی جان لیتا ہے؟

میرداد : میرداد کو کسی مُخبر یا مُترجم کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تُو نے میرداد سے اُسی طرح محبت کی ہوتی جیسی کہ وہ تجھ سے کرتا ہے، تو تُو بھی بہ آسانی اُس کے دِل کی بات جان لیتا اور اُس کے دِل میں جھانک سکتا۔

ابیمار : 'مرشد' اِس اندھے اور بہرے آدمی کو مُعاف کر دے۔ میری آنکھیں اور کان کھول دے، کیونکہ مَیں دیکھنے اور سُننے کے لئے بیتاب ہُوں۔

میرداد : صِرف 'محبت' ہی مُعجزے کر سکتی ہے۔ اگر تجھے دیکھنے کی خواہش ہے تو تُو 'محبت' کو اپنی آنکھ کی پُتلی میں بسا لے۔ اگر تجھے سُننے کی آرزو ہے تو 'محبت' کو اپنے

کان کے پردے میں جگہ دے۔

ابیمار : لیکن مَیں تو کسی سے نفرت نہیں کرتا، نرونڈا سے بھی نہیں۔

میرداد : ابیمار، نفرت نہ کرنا 'محبت' کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ 'محبت' عملی قوت ہے۔ یہ جب تک ہر قدم پر تمہاری رہنمائی نہیں کرتی، تم اپنا راستہ تلاش نہیں کرسکتے۔ اور جب تک یہ تمہاری ہر تمنا، ہر خیال کو سیراب نہیں کرتی، تمہاری ہر تمنا تمہارے خوابوں میں آگی بچھو بوٹی ہوگی، تمہارا ہر خیال تمہاری زندگی کے لئے نوحہ بن جائے گا۔
اِس لمحہ میرا دِل رباب ہے، مَیں چاہتا ہوں کہ کچھ گاؤں۔ زمورا، میرے یار، کہاں ہے تیرا رباب؟

زمورا : مُرشد، کیا مَیں اپنا رباب اُٹھا لاؤں؟

میرداد : ہاں، زمورا۔

نرونڈا : زمورا اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور رباب لینے کے لئے چل پڑا۔ باقی سب بُری طرح بوکھلائے ہُوئے ایک دُوسرے کی طرف دیکھتے ہُوئے خاموش بیٹھے رہے۔

میرداد :

چل اور تیر تُو میری 'کشتی'
'رَب'، تیرا کپتان
خواہ ہر زِندہ اور مُردہ پر
قہر ڈھائے طُوفان
یہ دھرتی تپ کر ہو جائے
پگھلے لوہ سمان
آسمان سے اُڑ مِٹ جائے
چاند سُورج تارا منڈل کا

جڑ سے نام نِشان
رب تیرا کپتان
چلتی جا تُو اے میری کشتی
تیرتی جا تُو اے میری کشتی
تیری کنیا س ہے پیار۔
طُوفان پر سوار،
اُتر، دکھشن، پُورب، پچھم
گھُوم گھُوم کر بانٹ
اپنی دَولت کے بھنڈار
مَلاحوں کے لئے اندھیرے میں
تُو نُور بکھیر
تیری کنیا س ہے پیار،
چلتی جا تُو اے میری کشتی!
تیرتی جا تُو اے میری کشتی!
تیرا لنگر ہے ایمان
بے شک بادل گرجیں
چاہے بجلیاں کڑکیں
اور پہاڑ پھٹ جائیں
اور غیبی نُور کو بھُلادے
کم ظرف اِنسان
تیرا لنگر ہے ایمان
چلتی جا تُو اے میری کشتی

نرونڈا : 'مُرشِد' نے گانا بند کیا اور رباب پر اِس طرح جُھک گیا جیسے محبّت میں بے خوُد کوئی ماں اپنے سینے سے چپکے بچّے پر جُھک جاتی ہے۔ اُس کے تار خواہ اب لرز نہیں رہے تھے، مگر ابھی بھی رباب سے 'ربّ تیرا کپتان'، 'تیرتی جا تُو اے میری کشتی' کی لَے سُنائی دے رہی تھی۔ 'مُرشد' کے ہونٹ بند ہونے کے باوجُود اُس کی آواز کچھ دیر تک تمام پہاڑی بستی میں گُونجتی رہی، اور چاروں طرف اُونچی نیچی چوٹیوں پر، نیچے پہاڑیوں اور وادیوں میں دُور بے چَین سمندر میں، سر پر نیلگوں آسمان میں لہروں کی شکل میں بہتی رہی۔

اُس کی آواز میں ستاروں کی پھُوہاریں اور اِندر دھنُش کے رنگ تھے، آہیں بھرتی ہُوئیں اور بُلبُلوں کی ترنُّم آمیز[1] صدا کے ساتھ زلزلے اور طُوفان تھے۔ نرم شبنم آلُود کُہر سے ڈھکے، اُٹھتے گرتے سمُندر تھے۔ یُوں لگتا تھا جیسے کہ کُل کائنات تشکُّر آمیز[2] مسرّت سے اُس کی آواز سُن رہی ہو۔

اور یُوں بھی محسُوس ہوتا تھا جیسے کہ 'دُودھیا' کوہساروں کا سلسلہ، جس کے درمیان میں 'پرستش چوٹی' واقع تھی، اچانک زمین سے الگ ہوگیا ہے اور آسمان میں معلّق ہے —— باوقار، مُقتدِر اور اپنی منزل کے بارے میں پُریقین۔

'مُرشِد' نے اِس کے بعد تین دِن تک کسی کے لئے کوئی بھی لفظ مُنہ سے نہیں نکالا۔

---

[1] گانے سے لبریز [2] شُکرانے سے لبریز

باب بارھواں

تخلیقی سکوت[1] بارے

مُنہ سے نکلی بات زیادہ سے زیادہ ایماندارانہ جھوٹ ہی ہوتی ہے

نروندا : جب تین دِن گزر گئے، 'ساتوں ساتھی' جیسے کہ انہیں کوئی ناقابلِ مزاحمت[2] حکم مِلا ہو، اپنے آپ اکٹھے ہو گئے اور پہاڑی مسکن کی جانب چل پڑے۔ آگے سے 'مُرشِد' ہمیں اِس طرح مِلا جیسے کہ اُس کو ہمارے آنے کا پورا اِنتظار تھا۔

میرداد : میرے پرند بچو، میں تمہیں ایک بار پھر اپنے گھونسلے میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرداد کو اپنے خیالات اور اپنی خواہشات صاف صاف بتاؤ۔

میکایون : ہمارا ایک ہی اِرادہ، ایک ہی آرزو ہے کہ ہم میرداد کے قریب رہیں تاکہ ہم اُس کی سچائی کو سُنیں اور محسوس کر سکیں۔ شاید ہم اُسی کی طرح جس قدر وہ ہے بے سایہ ہو جائیں۔ ایسا کیوں ہے کہ اس کی خاموشی ہمارے دِلوں میں خوف پیدا کر دیتی ہے کیا ہم نے اُس کو کسی بات پر خفا کر دیا ہے؟

میرداد : میں نے تین دِن کی خاموشی تمہیں اپنے آپ سے دُور کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ تمہیں اپنے اور زیادہ قریب لانے کے لئے اختیار کی تھی۔ جہاں تک مجھے ناراض

---

[1] خاموشی، چُپ۔ [2] جس کو ٹالا نہ جا سکے۔

کرنے کا تعلق ہے، جو بھی سکوت کے ناقابلِ تسخیر[1] 'سکون' سے واقف ہے، وہ نہ تو کبھی خود ناراض ہوتا ہے، نہ ہی کسی کو ناراض کرتا ہے۔

میکایون : کیا بولنے سے خاموش رہنا بہتر ہے؟

میرداد : منہ سے نکلی بات زیادہ سے زیادہ ایماندارانہ جھوٹ ہوتی ہے۔ جبکہ خاموشی بدترین حالت میں بھی عریاں حقیقت ہے۔

ابیمار : کیا ہم یہ سمجھیں کہ میرداد کے ارشادات بھی بے ریا ہونے کے باوجود جھوٹے ہیں؟

میرداد : ہاں میرداد کے الفاظ بھی اُن سب کے لئے جھوٹے ہیں جن کی 'مَیں'، میرداد جیسی 'مَیں'، نہیں ہے۔ جب تک تمہارے سبھی خیالات ایک کان (Quarry) میں سے کھود کر نکالے نہیں جاتے؛ اور تمنائیں ایک ہی کنوئیں میں سے کھینچ کر نکالی نہیں جاتیں تمہارے الفاظ خواہ بے ریا ہیں جھوٹے ہی رہیں گے۔

جب تمہاری 'مَیں'، اور میری 'مَیں'، ایک ہوں گی جیسے کہ میری 'مَیں'، اور خدا کی 'مَیں'، ایک ہے، ہم الفاظ کو ترک کر کے حقیقی خاموشی کے ذریعہ پوری طرح دل کی بات کہہ سکیں گے۔

کیونکہ تمہاری 'مَیں' اور میری 'مَیں'، ایک سی نہیں ہیں، اِس لئے مَیں تم سے الفاظ کی جنگ کرنے پر مجبور ہوں تاکہ مَیں تمہیں تمہارے ہی ہتھیاروں سے شکست دے سکوں اور تمہیں اپنی کان اور کنوئیں پر پہنچنے کے لئے راستہ دِکھا سکوں۔

اور صِرف تبھی تم دُنیا میں آگے بڑھنے اور اُس کو شکست دے کر اپنے قابو میں کرنے کے قابل بنو گے، اُسی طرح جیسے کہ مَیں تمہیں مات دے کر اپنے بس میں کروں گا۔ اور صِرف تبھی تم دُنیا کو 'اعلیٰ شعور' (Consciousness Supreme) کے سکوت 'کلمہ' کی کان (Quarry)

---

[1] ناقابلِ فتح

مُقدّس عرفان (Holy Understanding) کے کنوئیں پر پہنچنے کے لئے راستہ دِکھانے کے قابِل بن سکوگے۔

جب تک تم اِس طرح میرداد سے مغلوب نہیں ہوتے، تم سچ مُچ عظیم اور ناقابلِ تسخیر فاتح نہیں بن سکوگے، نہ دُنیا ہی تمہارے ہاتھوں مات کھائے بغیر اپنی لگاتار شکست کی ذِلّت کا داغ دھو سکے گی۔

اِس لئے جنگ کے لئے کمر باندھو۔ اپنی اپنی ڈھالیں اور زرّہ بکتر چمکاؤ۔ اور اپنی تلواروں اور نیزوں کو تیز کرو۔ خاموشی، نقارہ بجائے اور وہی جھنڈا اٹھائے۔

بنّون : یہ کِس طرح کی 'خاموشی' ہے، جو ایک ہی وقت میں نقّارچی بھی بھی بنے گی اور عَلَم بردار بھی ہوگی؟

میرداد : جس عالمِ سکوت میں تُمہیں مَیں لے چلوں گا وہ ایسی کبھی نہ ختم ہونے والی وُسعت ہے، جس میں نیستی، ہستی میں منتقل ہوجاتی ہے اور ہستی نیستی میں بدل جاتی ہے۔ یہ وہ دہشت ناک خلا (سُنّ) ہے جہاں ہر آواز پیدا ہوتی ہے اور خاموش کردی جاتی ہے اور ہر شکل پیکر میں ڈھالی جاتی ہے اور نابود کردی جاتی ہے۔ جہاں خُودی لِکھی اور اَن لِکھی جاتی ہے، جہاں سوائے 'اُس' (خُدا) کے اور کُچھ نہیں ہے۔

جب تک تُم اُس خلا اور اُس وسعت کو پُرسکوت مُراقبہ (سُن سمادھی) میں عبُور نہیں کرو گے، تُمہیں معلُوم نہیں ہوگا کہ تُمہاری ہستی کِتنی حقیقت ہے۔ اور نیستی کِتنی بے حقیقت۔ نہ ہی تُمہیں یہ پتہ چلے گا کہ تُمہاری حقیقت 'حقیقتِ کُل' سے کِس قدر مضبوطی سے بندھی ہُوئی ہے۔

مَیں چاہتا ہُوں کہ تُم اُس سُکوت میں گھُومو تاکہ تُمہاری پُرانی، تنگ چمڑی اُتر جائے اور تُم غیر پابند آزادانہ طوَر پر چل پھر سکو۔

مَیں چاہتا ہُوں کہ تُم اپنے خوف اور فِکر، اپنی خواہشات اور تمنّائیں، اپنے حسد اور ہوسیں وہاں لے جاؤ تاکہ تُم اُن کو ایک ایک کرکے غائب ہوتے دیکھ سکو، اور اِس طرح تمہارے

کانوں کو اُن کی مُتواتر چیخوں سے راحت مِلے اور تُمہارے پہلو اُن کی ایڑیوں کی تیکھی کیلوں کے عذاب سے بچ جائیں۔

مَیں چاہتا ہُوں کہ تُم وہاں پہنچ کر اِس دُنیا کے تیر و کمان پھینک پاؤ، جن سے تُم بُردباری اور خُوشی کا شِکار کرنے کی اُمید رکھتے ہو۔ مگر دراصل سوائے بے چینی اور غم کے کِسی اور چیز کا شِکار نہیں کر پاتے۔

مَیں چاہتا ہُوں کہ تُم وہاں اپنی ذات کے ظُلمات اور دَم گھونٹنے والے خول سے باہر نِکل کر 'اصل ذات' کی روشنی اور آزاد ہَواؤں میں قدم رکھو۔

مَیں تُمہیں ایسے حقیقی 'سکُوت' کی تلقین کرتا ہُوں، اور بول بول کر تھک چُکی تُمہاری زبانوں کو صِرف راحت پہُنچانے کی نہیں۔

مَیں تُم سے 'زمین' کی ثمر آور خاموشی کی سِفارش کرتا ہُوں، گُنہگاروں، بدمعاشوں کی ڈراؤنی چُپ کی نہیں۔

مَیں تُم سے انڈے سیتی ہُوئی مُرغی کی تحمّل آمیز خاموشی کی سفارش کرتا ہُوں، انڈے دیتے ہُوئے بے چینی سے کُڑکُڑاتی اُس کی ہم جِنس کی نہیں۔ اُن میں سے ایک اِکیس دِن انڈوں پر بَیٹھتی ہے، اور پُرسکُوت اِعتماد سے اِنتظار کرتی ہے کہ 'مخفی ہاتھ' اُس کے روئیں دار سینے اور پَروں کے نیچے کرامات دِکھائے گا۔ دُوسری اپنے ٹاپے سے لپک کر باہر آتی ہے اور پاگلوں کی طرح کُڑکُڑاتی ہُوئی اپنے انڈا دے آنے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے۔

میرے ساتھیو، کُڑکُڑاتی نیکی سے خبردار رہو جیسے تُم اپنی شرم کو پَردے میں رکھتے ہو، ویسے ہی اپنے وقار کو بھی ڈھک کر رکھو۔ کیونکہ کُڑکُڑاتا وقار خاموش بدنامی سے بدتر ہے، اور اپنا ڈھول پیٹتی نیکی گُونگی بدی سے بدتر ہے۔

زیادہ بولنے سے پرہیز کرو۔ ہو سکتا ہے کہ مُنہ سے نِکالے گئے ایک ہزار الفاظ میں سے اصل میں ایک ہی لفظ بولنے کی ضرُورت ہو باقی سب تو دماغ کو دُھندلاتے

ہیں، اور کانوں کو بہرہ کرتے ہیں، زبان کو اذیت پہنچاتے اور دِل کو اندھا کرتے ہیں۔
وہ لفظ جس کو اصل میں کہنے کی ضرورت ہے، بولنا کِتنا دُشوار ہے۔
ہوسکتا ہے کہ لکھے گئے ایک ہزار الفاظ میں سے، ایک، صِرف ایک ہی لفظ لکھنے کی ضرورت ہو۔ باقی سب روشنائی اور کاغذ کی بربادی ہیں، یا وہ لمحات ہیں جن کو روشنی کے پَروں کی بجائے سیسے کے پاؤں دیئے گئے ہوں۔
کِتنا دُشوار اُف، کِتنا دُشوار ہے اُس لفظ کا لکھنا، جس کو اصل میں لکھنے کی ضرورت ہے۔
بنّون : مُرشِد، میردّاد دُعا کے مُتعلّق تمہارا کیا خیال ہے؛ دُعا میں ہم سے ضرورت سے زیادہ الفاظ کہلوائے جاتے ہیں۔ اور ہم ضرورت سے زیادہ نعمتیں مانگتے ہیں۔ پھر بھی مانگی گئی چیزوں میں سے شاذ ہی کوئی چیز ہمیں نصیب ہوتی ہے۔

باب تیرھواں

دُعا بارے

میرداد : جب تُم اپنے آپ کو چھوڑ کر دیگر ملائک (دیوی دیوتاؤں) کی طرف رجوع کرتے ہو تو تمہاری دُعا رائیگاں جاتی ہے۔

کیونکہ تُم میں اپنی طرف مُتوجّہ کرنے کی طاقت اُسی طرح موجُود ہے جیسے کہ اپنے سے دُور ہٹانے کی۔

اور وہ چیزیں جن کو تُم اپنی طرف رجوع کرنا چاہتے ہو تمہارے اپنے اندر ہیں، اُسی طرح وہ چیزیں بھی تمہارے اندر ہیں جن کو تُم دُور ہٹانا چاہتے ہو۔

کیونکہ کسی چیز کے حصُول کے مُستحق ہونا اُس کی بخشش کرنے کے لائق ہونا بھی ہے۔

جہاں بھُوک ہے وہیں کھانا ہے۔ جہاں کھانا ہو وہاں بھُوک کا ہونا بھی لازمی ہے۔ بھُوک کے دُکھ کا شِکار ہو کر ہی تُم سیر ہونے کا حظ اُٹھا سکتے ہو۔

ہاں کسی چیز کا معدُوم[1] ہونا ہی اُس کی طلب میں اضافہ ہے۔

کیا چابی قُفل کے اِستعمال کا جواز[2] نہیں ہوتی؟ کیا قُفل چابی کے اِستعمال کا حق نہیں دیتا؟ کیا چابی اور قُفل دونوں دروازے کے اِستعمال کے لئے جواز نہیں ہوتے؟

---

[1] فنا کیا گیا، ناپید [2] اجازت

جب بھی تُم چابی گنوّا بیٹھو یا کسی بے ٹھکانے رکھ بیٹھو تو ہر بار لوہار کے پاس جاکر اِصرار کرنے کی جلدبازی نہ کرو۔ لوہار اپنا کام کرچکا ہے، اُس نے وہ کام بخُوبی انجام دِیا ہے۔ اُس سے وہی کام بار بار کرنے کی تاکید نہ کرو۔

تُم اپنا کام آپ انجام دو۔ لوہار کو پریشان نہ کرو، کیونکہ تُم سے فارغ ہوکر اُسے اور بھی کام کرنے ہَیں۔ اپنی یادداشت سے کُوڑا کرکٹ اور سڑاند نکال دوگے تو تُمہیں چابی ضرُور مِل جائے گی۔

جب لابیان ربّ نے تُمہیں تلفُّظ کِیا، اُس نے تُمہاری شکل میں اپنی ذات کا تلفُّظ کردیا۔ اِس طرح تُم خُود بھی لابیان ہو۔

ربّ نے تُمہیں اپنا کوئی جُزو عطا نہیں کِیا، کیونکہ اُس کے اجزا میں تقسیم کِیا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اُس نے تو اپنی تمام غیرمُنفک لابیان یزدانیت[1] تُم سب کو عطا کردی ہے۔ تُم اِس سے زیادہ کِس وِراثت کے مُتمنّی ہو؟ اور تُمہاری اپنی بُزدلی اور کورچشمی کے عِلاوہ کون، یا کیا تُمہیں یہ وراثت حاصِل کرنے سے روک سکتا ہے؟

پھر بھی کُچھ لوگ ——— اندھے، ناسپاس ——— اپنی وِراثت کے لئے ممنُون ہونے کی بجائے، اور اُس کو حاصِل کرنے کا راستہ تلاش کرنے کی بجائے، خُدا کو ایک طرح کا کُوڑا دان بنا لینا چاہتے ہَیں، جِس میں وہ اپنے دانتوں اور پیٹوں کے درد، اپنے بیوپار کے خسارے، اپنے جھگڑے، اپنے اِنتقام اور اپنی بے خوابی کی راتیں ڈھوکر پھینک سکیں۔

اور، کُچھ لوگ چاہتے ہیں کہ خُدا اُنہی کا مخصُوص خزانہ بن جائے، جہاں سے وہ دُنیا کی تمام چمک دمک والی بے وصف اشیاءیں سے، جب بھی، جو بھی چاہیں، حاصِل کرسکیں۔

---

[1] خُدائی

اُن کے علاوہ کچھ اور لوگ چاہتے ہیں کہ خُدا اُن کا ذاتی مُنیم ہو۔ وہ صِرف اُن کے لین دین کا ہی حِساب کتاب نہ رکھے، بلکہ اُن کے قرضے بھی وصُول کرے۔ اور ہمیشہ کوئی معقُول رقم اُن کے حق میں نکالے۔

ہاں، لوگ بے شُمار اور طرح طرح کے کام اُس کے ذِمّے لگا دیتے ہیں۔ پھر بھی یُوں لگتا ہے، بہت کم لوگ ایسے ہوں گے، جو سوچتے ہوں گے کہ اگر سچ مُچ ہی اِتنے کام خُدا کے کرنے کیلئے سونپے گئے ہیں تو کیا وہ اُن کاموں کو اکیلا ہی پُورا کر سکے گا؟ اور کیا اُس کو کِسی ایسے شخص کی ضرُورت نہیں ہو گی جو اُس کو اُن کاموں کی یاد دہانی کرائے اور اُن کی رفتار تیز کرنے کے لئے اُس کو انکس لگائے۔

کیا تُم خُدا کو سُورج کے طلُوع اور چاند کے غرُوب ہونے کے وقت کی یاد دلاتے ہو؟

کیا تُم اُس کو اُس طرف کھیت میں اُگ رہے اناج کے دانے کی یاد دِلاتے ہو؟

کیا تُم اُس دُور بیٹھی مکڑی کی ہُنرمندی سے کات کر بنائی گئی خِلوت گاہ کے بارے میں یاد دِلاتے ہو؟

کیا تُم اُس کو چِڑیا کے گھونسلے میں پل رہے بچّوں کی یاد دِلاتے؟

کیا تُم اُس کو اُن لاتعداد چیزوں کی، جِن سے یہ تمام کائینات بھری پڑی ہے، یاد دِلاتے ہو؟

تُم اُس کی یادداشت پر اپنی حقیر ذاتوں کے ساتھ ساتھ اپنی ادنیٰ ضرُوریات کا بوجھ کیوں لادتے ہو؟ کیا اُس کی نگاہ چڑیوں، اناج اور مکڑیوں کے مُقابلہ میں تُم پر کم مہربان ہے؟ تُم اُن کی طرح خُدا کی ذات قبُول کیوں نہیں کرتے اور بغیر شور مچائے، بغیر گھُٹنے ٹیکے، بغیر ہاتھ پھیلائے اور پریشان کُن مستقبل میں جھانکے بغیر اپنا اپنا کام کیوں نہیں کرتے؟

اور وہ خُدا ہے کہاں، جِس کے کانوں میں اپنے خبط اپنے بے بُنیاد تکبّر، اپنی

تحسین وستائش اور شکایتیں ڈالنے کے لئے تمہیں زور سے چلاّنا پڑے؟ کیا وہ تمہارے اندر اور تمہارے اردگرد موجود نہیں ہے؟ کیا اُس کا کان تمہارے مُنہ سے اُس سے بھی زیادہ قریب نہیں جتنی تمہاری زبان تمہارے حلق کے قریب ہے؟

ربّ کے لئے تو وہ ربّانیت ہی کافی ہے جس کا بیج تمہارے اندر ہے۔

اگر اپنی ربّانیت کا بیج تمہیں دینے کے بعد، تمہارے بجائے، تمہارے ربّ نے آپ ہی اُس بیج کی پرورش ہوتی تو تم میں کیا صلاحیت ہوتی اور پھر تمہاری زندگی میں تمہارے لائق کام ہی کیا رہ جاتا؟ اگر تمہارے کرنے کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا، اور جو کچھ کرنا تھا وہ خُدا ہی کو تمہاری خاطر کرنا تھا تو تمہاری زندگی کا مطلب ہی کیا ہوتا؟ تمہاری تمام دُعا سے کیا ہاتھ آتا؟

اپنی بے شمار اُمیدیں اور فکر خُدا کے سامنے نہ رکھو، جن دروازوں کی چابیاں اُس نے تمہارے سپرد کر رکھی ہیں، وہ دروازے کھولنے کے لئے اُس کی منّتیں نہ کرو، بلکہ تم اپنے دِلوں کی وُسعت میں اُس کی جستجو کرو، کیوں کہ دِل کی وُسعت میں ہر دروازے کی چابی مِل جاتی ہے۔ کیونکہ دِل کی وُسعت میں ہر وہ اچھّی یا بُری شئے موجود ہے، جس کی بھوک اور پیاس تمہیں محسوس ہوتی ہے۔

تمہارے ذرا سے اِشارے کی تعمیل کے لئے ایک وسیع لشکر تمہارے حکم کا منتظر ہے۔ اگر اُسے بخُوبی لیس کیا جائے، دانائی سے منضبط کیا جائے اور بے خوفی سے اِس کی کمان کی جائے تو اِس کے ذریعے منزل کے راستہ کی سبھی رُکاوٹیں دُور کرا کر ابدیتوں کو عبُور کیا جاسکتا ہے۔ اگر اِسے بخُوبی لیس نہ کیا جائے، یہ نظم وضبط میں نہ ہو، اور بُزدلی سے اِس کی کمان کی جائے تو یہ یا تو اِدھر اُدھر فضُول بھٹکتا رہتا ہے یا چھوٹی سے چھوٹی مُشکل کا سامنا نہ کر کے اُلٹے پاؤں لوٹ آتا ہے اور اِس کے پیچھے چلی آتی ہے وحشت ناک شکست۔

درویشو، وہ لشکر کوئی اور نہیں، وہ چھوٹے چھوٹے سُرخ خُون کے اجزا ہیں۔ جو اِس وقت چُپ چاپ تمہارے رگوں میں گردِش کر رہے ہیں۔ اُن میں ہر ایک قوّت کا

معجزہ ہے۔ ہر ایک تمہاری تمام زندگی اور 'زندگی' کی نہایت مکمل اور سچی تفصیل ہے۔
یہ لشکر دل میں جمع ہوتا ہے۔ دل ہی سے اس کو صف آرا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے دل کی اتنی شہرت اور وقعت ہے۔ اسی میں سے تمہارے غم اور خوشی کے آنسو تیزی سے نکلتے ہیں۔ اسی کے اندر تمہاری زندگی اور موت کے خوف تیزی سے داخل ہوتے ہیں۔
تمہاری خواہشات اور آرزوئیں اس لشکر کا ساز و سامان ہیں۔ تمہارا نفس اس کا حکمران ہے، تمہاری قوتِ ارادی اس کی کسرت کراتی ہے اور کمان سنبھالتی ہے۔
جب تم اپنے خون کو ایک 'اعلیٰ خواہش' سے لیس کرنے کے قابل بن جاؤ گے جو سبھی خواہشات کو خاموش کر دیتی ہے۔ اور اُن پر غالب آجاتی ہے اور نظم و نسق ایک 'اعلیٰ خیال' کے حوالے کر دو گے اور تربیت دینے اور کمان کی ذمہ داری 'اعلیٰ قوتِ ارادی' کے سپرد کر دو گے تو تم یقین کر سکو گے کہ تمہاری وہ خواہش پوری ہو جائے گی۔
کوئی بھی درویش اپنے خون کی رو کو ایسی ہر ایک خواہش اور خیال سے پاک کئے بغیر جو اُس کی درویشی کے غیر شایان ہو اور پھر اُس کو ایک غیر متزلزل قوتِ ارادی کے ذریعہ صحیح جہت دیئے بغیر سوائے درویشی کے کسی اور منزل کی جستجو نہ کرتے ہوئے، درویشی کا رتبہ کیسے حاصل کر سکتا ہے؟
میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہر درویشانہ خواہش، ہر درویشانہ خیال اور ہر درویشانہ ارادہ 'آدم' سے لے کر آج تک اُس انسان کی امداد کے لئے بے تاب ہوگا جس نے درویشی کا مرتبہ حاصل کرنے کا عزم کر لیا ہو۔ کیوں کہ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ پانی کہیں بھی ہوں، سمندر کی تلاش کرتے ہیں۔ جیسے روشنی کی کرنیں سورج کی جستجو کرتی ہیں۔
ایک قاتل اپنا منصوبہ کیسے سرانجام دیتا ہے۔ وہ اپنے خون میں اکساہٹ پیدا کر کے اُس میں قتل کے لئے وحشیانہ پیاس پیدا کرتا ہے۔ اور اِن (خون کے) اجزا، پر قتل پر آمادہ خیال کی چابک کی ضرب لگا کر، دوش بدوش ایک کے پیچھے ایک

درجہ بہ درجہ ترتیب دے کر انہیں صف آرا کرتا ہے اور پھر قوتِ ارادی کو بیدردی سے قاتلانہ وار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں کہ ہر قاتل، قابیل[1]، سے لیکر آج تک، بغیر بُلائے ہر اُس شخص کا بازُو تھامنے اور سہارا دینے کے لئے دَوڑے گا، جس پر اُسی کی طرح قتل کا جنُون سوار ہے۔ کیوں کہ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جہاں کہیں بھی ہوں کوّے کوّوں کا اور لکڑ بگھے لکڑ بگھّوں کا ساتھ دیتے آئے ہیں۔

اِس لئے دُعا کرنا، خُون میں ایک 'اعلیٰ خواہش'، ایک 'اعلیٰ خیال' ایک 'اعلیٰ قوتِ ارادی'، پھُونکنا ہے۔ یہ اپنی ذات کو اِس طرح ہم آہنگ کرنا ہے کہ وہ جس کے لئے تُم دُعا کرتے ہو تُم سے مُکمّل طور پر ہم آہنگ ہوجائے۔

اِس سیّارے کا کُرّۂ ہَوا، جس کی تصویر کمالِ تفصیل سے تُمہارے باطن میں موجُود ہے، اُن سب چیزوں کی آوارہ یادداشتوں سے پُر ہے جن کو یہ اپنی پیدائش کے وقت سے دیکھتا آیا ہے۔

کوئی قول یا فعل، کوئی خواہش یا آہ، کوئی وقتی خیال یا عارضی خواب، کِسی آدمی یا حیوان کا سانس، کوئی سایہ، کوئی چھلاوہ ایسا نہیں ہے جو اِس کُرّۂ ہَوا میں اپنے پُراسرار راستہ پر آج تک نہ چلتا آیا ہو۔ اور وہ 'زماں'، کے آخر تک اِسی طرح چلتا جائے گا۔ اُن میں سے کِسی بھی ایک کے ساتھ اپنے دِل کو ہم آہنگ کر لوگے تو وہ فوراً اُس کے تاروں کو چھیڑ دے گا۔

دُعا کے لئے تُمہیں کِسی ہونٹ یا زبان کی ضرُورت نہیں ہے۔ ہاں، اگر ضرُورت ہے تو ایک خاموش باخبر دِل کی، ایک 'اعلیٰ خواہش'، ایک 'اعلیٰ خیال'، کی، اور سب سے اہم ایک 'اعلیٰ قوتِ ارادی'، کی جو نہ تو شُبہات میں اُلجھتی ہے، نہ کہیں

---

[1] حضرت آدمؑ کا چھوٹا بیٹا جس نے اپنے بڑے بھائی ہابیل کو مار ڈالا تھا۔ (جینیس۔8)

ہچکچاتی ہے۔ کیونکہ الفاظ اگر اُن کے اِعراب میں دِل موجُود نہ ہو اور وہ دھڑک نہ رہا ہو، بے معنی ہوتے ہیں۔ اور جب دِل موجُود ہو اور دھڑک رہا ہو تو زبان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ بے فِکر ہو کر سو جائے یا مُہر بستہ لبوں کے پیچھے چھُپ جائے۔

دُعا کے لئے تُمہیں عِبادت گاہوں کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

جس کو اپنے دِل میں عِبادت گاہ نہیں مِلتی، اُس کو کِسی بھی عِبادت گاہ میں اپنا دِل حاضر نہیں مِلتا۔

میری یہ تعلیم صِرف تُمہارے لئے یا تُم جَیسے لوگوں کے لئے ہے، ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ تر لوگ ابھی تک لاوارِث ہیں۔ وہ دُعا کی ضرورت محسُوس تو کرتے ہیں مگر اُس کا طریقہ نہیں جانتے۔ وہ الفاظ کے بغیر دُعا کر ہی نہیں سکتے اور جب تک تُم خُود اُن کے مُنہ میں الفاظ نہ ڈالو اُنہیں الفاظ سُوجھتے ہی نہیں۔ اور جب اُن کو اپنے دِلوں کی وُسعتوں میں اُترنے کے لئے مجبُور کیا جائے تو وہ ڈر جاتے ہیں، راستہ بھُول جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے جَیسے لوگوں کے ہجُوم میں اور عِبادت گاہوں کی چار دیواری میں گھِرے رہیں تو وہ سکُون اور راحت محسُوس کرتے ہیں۔

اُنہیں اپنی عِبادت گاہیں تعمیر کرنے دو۔ اُنہیں اپنی ہی دُعا گانے دو۔

مگر مَیں تُمہیں اور دیگر ہر اِنسان کو 'عِرفان' کے لئے دُعا کرنے کی ہدایت کرتا ہُوں۔ شدید خواہش لے کر کِسی شئے کا تعاقُب کرنے کی نہیں، جو کبھی پُوری نہیں ہوتی۔

یاد رکھو کہ زِندگی کی چابی 'تخلیقی کلمہ' ہے۔ 'تخلیقی کلمہ' کی چابی محبّت ہے۔ 'محبّت' کی چابی 'عِرفان' ہے۔ اپنے دِلوں کو اِن سے بھر پُور کرو اور اپنی زبان کو کثرتِ الفاظ کی اذیّتوں سے بچاؤ — اپنے دماغوں کو زیادہ دُعاؤں کے بوجھ سے باز رکھو، اور اپنے دِلوں کو سبھی ملائک کی قید سے آزاد کرو، جو تُمہیں کوئی بخشش دے کر اپنا غُلام بنا لینا چاہتے ہیں۔ وہ تُمہیں ایک ہاتھ سے دُلار دیں گے، تاکہ دُوسرے ہاتھ سے تُم پر چوٹ کر سکیں۔ جب تُم اُن کی مدح سرائی کرتے ہو تو وہ

مہربان اور مُطمئن ہوجاتے ہیں۔ مگر جب اُن کی ملامت کرتے ہو تو وہ غضب ناک ہوجاتے ہیں، اور اِنتقام پر اُتر آتے ہیں۔ جو، جب تک اُنہیں پکارا نہ جائے، تُمہاری بات نہیں سُنتے، اور جب تک تُم اُن کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ، وہ تمہیں کچھ نہیں دیتے۔ اور تُمہیں دینے کے بعد اکثر اپنے عطیے پر پچھتانے لگتے ہیں۔ تُمہارے آنسو اُن کی عُود[1] ہیں تُمہاری شرمندگی اُن کا وقار ہے۔

ہاں، اپنے دِلوں کو اِن سب ملائکہ سے آزاد کرو تاکہ اِن میں واحد و لاشریک 'رب'، مِل جائے، جو تُمہیں اپنی 'ربّانیت'، سے بھر دینے کے بعد بھی چاہے گا کہ تُم ہمیشہ بھرے رہو۔

بنّون : کبھی تُو 'اِنسان'، کے متعلق ایسے بات کرتا ہے، جیسے وہ قادرِ مُطلق ہو، کبھی تُو اُسے لاوارث کہہ کر حقیر کر دیتا ہے۔ تُو نے تو ہمیں جیسے دُھند میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

---

[1] دھوپ، اگربتی

بابِ چودھواں

فرِشتوں اور جِنّات کے مابَین گُفتگُو

اِنسان کی لازماں پَیدائش پر

دو مُقرّب فرِشتوں اور دو مُقرّب جِنّات کے درمیان گُفتگُو

میرداد : اِنسان کی لازماں پَیدائش کے موقعہ پر دو مُقرّب فرِشتوں کے مابَین 'کائینات' کے بالائی قُطب پر مُندرجہ ذیل گُفتگُو ہُوئی۔

پہلے مُقرّب فرِشتے نے کہا :

'زمین' نے ایک حیرت انگیز بچّے کو جنم دِیا ہے، اور 'زمین' روشنی سے جگمگا رہی ہے۔

دُوسرے مُقرّب فرِشتے نے کہا :

'آسمان' نے ایک جلیلُ القدر بادشاہ کو جنم دِیا ہے، اور آسمان کا دِل خوشی سے دھڑک رہا ہے۔

پہلا : وہ 'آسمان' اور 'زمین' کے اِختلاط کا ثمر ہے۔

دُوسرا : وہ ازلی وِصال ہے ——— باپ، ماں اور بچّہ۔

پہلا : اُس نے 'زمین' کو سرفراز کیا ہے۔

دُوسرا : اُسی کے دم سے 'آسمان' قائم ہے۔

پہلا : اُس کی آنکھوں میں دِن خوابیدہ ہے۔
دُوسرا : اُس کے دِل میں رات بیدار ہے۔
پہلا : اُس کا سینہ طُوفان کا نشیمن ہے۔
دُوسرا : اُس گلا نغمہ کا ترازُو ہے۔
پہلا : اُس کے بازوؤں نے کوہساروں کو آغوش میں لے رکھا ہے۔
دُوسرا : اُس کی اُنگلیاں ستارے چُنتی ہیں۔
پہلا : اُس کی ہڈّیوں میں سمُندر گرج رہے ہیں۔
دُوسرا : اُس کی رگوں میں سُورج گردِش کر رہے ہیں۔
پہلا : اُس کا مُنہّ لوہار کی بھٹّی ہے اور سانچہ بھی۔
دُوسرا : اُس کی زبان ہتھوڑا ہے اور اہرن بھی۔
پہلا : اُس کے پیروں کے گرد آنے والے کل کی زنجیریں ہیں۔
دُوسرا : اُس کے دِل میں زنجیروں کی چابی ہے۔
پہلا : تاہم اُس بچّے کا گہوارہ مٹّی میں ہے۔
دُوسرا : مگر اُس کو جُگوں کے پوتڑوں میں لپیٹا گیا ہے۔
پہلا : 'ربّ' کی مانِند اُس کو ہِندسوں کا ہر راز معلُوم ہے۔ ربّ کی طرح وہ لفظوں کے راز سے واقِف ہے۔
دُوسرا : سِوائے مُقدّس 'واحد' کے جو اوّل و آخر ہے، وہ تمام ہِندسے جانتا ہے۔ سِوائے ایک 'تخلیقی کلمہ' کے جو آغاز اور انجام ہے، وہ تمام الفاظ سے واقِف ہے۔
پہلا : مگر اُس کو اُس 'واحِد' اور 'کلمہ' کا علم ہو جائے گا۔
دُوسرا : مگر اُتنا عرصہ نہیں، جب تک کہ وہ 'مکاں' کے بے راہ ویرانوں میں اپنا سفر ختم نہیں کر لیتا۔ اُتنا عرصہ نہیں، جب تک کہ 'زماں' کے

ویران تہہ خانوں کو دیکھتے ہُوئے اُس کی آنکھیں تھک نہ جائیں۔

پہلا : واہ، 'زمین' کا یہ بچّہ کتنا عجیب ہے، بے حد عجیب۔

دُوسرا : واہ، 'آسمان' کا یہ بادشاہ کتنا جلیلُ القدر ہے، بے حد جلیلُ القدر۔

پہلا : 'بے نام' نے اِس کو 'اِنسان' کہہ کر پُکارا تھا۔

دُوسرا : اور اُس نے 'بے نام' کو 'ربّ' کے نام سے خطاب کیا ہے۔

پہلا : 'اِنسان'، 'ربّ' کا کلمہ ہے۔

دُوسرا : 'ربّ'، 'اِنسان' کا کلمہ ہے۔

پہلا : جِس کا کلمہ 'اِنسان' ہے، اُس پر آفریں ہے۔

دُوسرا : جِس کا کلمہ 'ربّ' ہے، اُس پر بھی آفریں ہے۔

پہلا : اب اور ہمیشہ کے لئے۔

دُوسرا : یہاں اور ہر جگہ۔

اُس وقت 'کائینات' کے بالائی قُطب پر 'اِنسان' کی لازماں پیدائش پر دو مُقرب فرِشتوں کے مابین اِس قِسم کی گُفتگو ہُوئی۔

اُسی وقت 'کائینات' کے نچلے قُطب میں دو مُقرّب جِنّات مندرجہ ذیل گُفتگو کر رہے ہیں۔

پہلے مُقرّب جِن نے کہا :

ایک بہادر 'جنگ جُو' ہماری صَفوں میں آشامِل ہُوا ہے۔ اُس کی مدد سے ہم فتح حاصِل کرلیں گے۔

دُوسرے مُقرّب جِن نے کہا :

نہیں، بلکہ تو اُس کو گِریہ و زاری کرنے والا، آنسُو بہانے والا، بُزدِل کہہ۔ اُس کی جبیں غدّاری کا مسکن ہے۔ اُس کی غدّاری اور بُزدِلی کے باوجُود اُس سے ڈر لگتا ہے۔

پہلا : اُس کی آنکھ میں بے خوفی اور وحشت ہے۔

دُوسرا : اُس کا دِل آنسوؤں سے لبریز اور پست ہمت ہے۔ پھر بھی اُس کی پست ہمتی اور آنسوؤں سے خوف آتا ہے۔

پہلا : اُس کا دماغ تیز اور سرکش ہے۔

دُوسرا : اُس کے کان کاہل اور کُند ہیں۔ مگر کاہل اور کُند صفت ہونے کے باوجود وہ خطرناک ہے۔

پہلا : اُس کا ہاتھ مُستعد[1] اور صحیح ہے۔

دُوسرا : اُس کا پاؤں ڈگمگاتا ہُوا اور سُست رفتار ہے۔ پھر بھی اُس کی سُست رفتاری ہیبت ناک ہے۔ اور اُس کی ہچکچاہٹ سے خوف آتا ہے۔

پہلا : ہماری روٹی اُس کی رگوں میں فولاد بھر دے گی، ہماری شراب اُس کے خون کے حق میں آگ ہوگی۔

دُوسرا : ہماری روٹی کے ڈبّے وہ ہمیں پر اُٹھا اُٹھا کے دے مارے گا۔ ہماری شراب کے مٹکے وہ ہمارے ہی سروں پر توڑے گا۔

پہلا : ہماری روٹی کے لئے اُس کی ہوس اور ہماری شراب کے لئے اُس کی پیاس جنگ میں اُس کا رتھ بن جائیں گے۔

دُوسرا : اَمِٹ بھوک اور اَن بجھی پیاس سے وہ ناقابلِ تسخیر ہو جائے گا۔ اور ہمارے خیمے میں علمِ بغاوت بُلند کر دے گا۔

پہلا : مگر 'موت'، اُس کی رتھ بان ہوگی۔

دُوسرا : 'موت'، کو سارتھی بنا کر وہ لافانی ہو جائے گا۔

پہلا : کیا 'موت'، اُس کو 'موت'، کے علاوہ کہیں اور لے جائے گی؟

---

[1] چُست، چالاک

دُوسرا : ہاں، 'مَوت' اُس کی مُسلسل گریہ وزاری سے اِس قدر دِق ہو جائیگی کہ وہ اُس کو بالآخر 'زِندگی' کے خیمے میں لے جائے گی۔

پہلا : کیا 'مَوت'، 'مَوت' سے غدّاری کرے گی؟

دُوسرا : نہیں، 'زِندگی'، 'زِندگی' کی وفادار ہو گی۔

پہلا : ہم نادِر اور لذیذ پھلوں سے اُس کے حلق میں اُکساہٹ پیدا کریں گے۔

دُوسرا : پھر بھی وہ اُن پھلوں کو ترسے گا جو 'کائینات' کے اِس قُطب میں اُگائے نہیں جاتے۔

پہلا : ہم اُس کی آنکھوں اور ناک کو خُوش رنگ اور خُوشبُودار پھلوں سے لُبھائیں گے۔

دُوسرا : ہاں، مگر اُس کی آنکھ کبھی دُوسرے پھلوں کی مُشتاق ہو گی اور اُس کی ناک کسی اور خُوشبُو کی جُستجُو میں ہو گی۔

پہلا : اور ہم اُس کو لگاتار مُترنّم مگر دُور سے آنے والی نغموں کی لَے سُنائیں گے۔

دُوسرا : پھر بھی اُس کا کان کسی اور گانے والوں کی جماعت کی طرف لگا ہو گا۔

پہلا : خَوف اُس کو ہمارا غلام بنا دے گا۔

دُوسرا : اُمید، اُس کو خوف سے بچائے گی۔

پہلا : درد اُس کو ہمارے مطیع کر دے گا۔

دُوسرا : یقین اُس کو درد سے چُھٹکارا دِلائے گا۔

پہلا : ہم اُلجھانے والے خوابوں سے اُس کی نیند کو محصُور کر دیں گے، اور اُس کی بے خوابی میں مُبہم سائے بکھیر دیں گے۔

دُوسرا : اُس کا دِماغ، اُلجھنیں سُلجھا دے گا اور سایوں کو غائب کر دے گا۔

پہلا : اِن سب کے باوجُود ہم اُس کو اپنے میں سے ایک شُمار کر سکتے ہیں۔

دُوسرا : اگر تم چاہو، اُس کو اپنے میں شُمار کر لو، مگر اُس کا شُمار اپنے حریفوں میں بھی کرو

پہلا : کیا وہ ایک ہی وقت میں ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور ہمارے خلاف بھی؟

دُوسرا : وہ میدانِ جنگ میں اکیلا جنگجو ہے۔ اُس کا تنہا دُشمن اُس کا اپنا ہی سایہ ہے۔ جُوں جُوں سایہ بدلتا ہے، جنگ بھی رنگ بدلتی ہے۔ جب اُس کا سایہ اُس کے آگے ہوگا وہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب اُس کا سایہ اُس کے عقب میں ہوگا وہ ہمارے خِلاف ہوگا۔

پہلا : تو پھر کیا ہم اُس کو اِس طرح نہ رکھیں کہ اُس کی پیٹھ ہمیشہ سُورج کی طرف ہی رہے۔

دُوسرا : مگر سُورج کو ہمیشہ اُس کی پیٹھ کے پیچھے کون رکھے گا؟

پہلا : یہ جنگجُو تو ایک پہیلی ہے۔

دُوسرا : اِس کا سایہ بھی تو ایک پہیلی ہے۔

پہلا : تنہا بہادر کو سلام۔

دُوسرا : اکیلے سائے کو آفریں۔

پہلا : خُوش آمدید اُس کو جب وہ ہمارے ساتھ ہوگا۔

دُوسرا : مَرحبا اُس کو جب وہ ہمارے خِلاف ہوگا۔

پہلا : اب اور ہمیشہ کے لئے۔

دُوسرا : یہاں اور ہر جگہ۔

دو مُقرّب جِنّات کے درمیان 'کائینات' کے نچلے قُطب میں 'اِنسان' کی لازماں پَیدائش کے مَوقعہ پر اِس طرح کی بات چیت ہُوئی۔

باب پندرھواں

شمادم کی میرداد کو کشتی سے باہر نکالنے کی کوشش

شمادم میرداد کو کشتی سے باہر نکالنے کی کوشش کرتا ہے
مُرشد بے عزّتی کرنے اور بے عزّت ہونے پر دُنیا کو مقدّس
فہم (عرفان) کے اندر رہنے کی بات کرتا ہے۔

نرونّدا : 'مُرشد' نے ابھی اپنی بات ختم کی ہی تھی کہ 'سردار' کا قوی بھاری بھر کم جِسم 'پہاڑی مسکن' کے دروازے پر نمودار ہُوا اور ایسا لگا، جیسے کہ اُس نے اندر آتی ہُوئی ہَوا اور روشنی کا راستہ بند کر دیا ہو۔ اور ایک لمحہ کے لئے میرے دِل میں یہ خیال کوندا کہ دروازے پر دِکھائی دینے والا شخص کوئی اور نہ ہو کر اُن دو جنّات میں سے کوئی ایک ہے۔ جن کا 'مُرشِد' نے ابھی ابھی ہم سے ذِکر کیا تھا۔

جَیسے ہی 'سردار' 'مُرشد' کی طرف آگے بڑھا۔ اُس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں اور اُس کی داڑھی کے بال اکڑے ہُوئے سیدھے کھڑے تھے۔ اُس نے آتے ہی اُس کو بازُو سے پکڑ لیا اور ظاہر تھا کہ وہ اُس کو باہر نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

شمادم : مَیں نے ابھی ابھی تیرے گھٹیا ذہن کو نہایت خوفناک صُورت میں قے کرتے ہُوئے سُنا ہے۔ تیرا مُنہ زہر کا پرنالہ ہے۔ تیری موجُودگی مُصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ اِس 'کشتی' کے 'سردار' کی حیثیت سے مَیں تُجھے اِسی وقت یہاں سے

نکل جانے کا حکم دیتا ہوں۔

نرونڈا : 'مرشد'، خواہ جسم کا اکہرا ہی تھا، بڑے آرام سے اپنی جگہ پر اِس طرح قائم رہا جیسے کہ وہ اپنے آپ میں کوئی دیو ہو اور شمادم محض ایک بچہ۔ اُس کا تحمّل حیرت انگیز تھا جب اُس نے شمادم کی طرف دیکھ کر کہا:

میرداد : باہر نکلنے کا حکم صرف وہی دے سکتا ہے، جس کو اندر آنے کا حکم دینے کا حق حاصل ہو۔ شمادم کیا مجھے اندر آنے کا حکم تُو نے دیا تھا؟

شمادم : وہ تیری خستہ حالی تھی جس نے میرا دِل رحم سے پگھلا دیا تھا اور مَیں نے تجھے اندر آنے کی اجازت دے دی تھی۔

میرداد : شمادم، وہ تیری بدحالی تھی جس نے میری محبت کو جھنجھوڑ دیا تھا اور دیکھ! مَیں یہاں ہُوں، اور میرے ساتھ ہے میری محبت۔ مگر افسوس! تُو نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ صرف تیرا سایہ ہی اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہے اور مَیں تمام سائے اکٹھے کر کے آفتاب میں جلانے کے لئے آیا ہُوں۔

شمادم : مَیں اُس وقت سے اِس 'کشتی' کا 'سردار' ہُوں جس وقت تیری سانس نے بھی ابھی اِس کو ناپاک نہیں کیا تھا۔ تیری کمینی زبان یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ مَیں یہاں نہیں ہُوں۔

میرداد : مَیں اِن کوہساروں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی تھا اور اِن کے ریزہ ریزہ ہو کر خاک میں مل جانے کے بہت دیر بعد تک بھی یہیں ہُوں گا۔

مَیں ہی 'کشتی' ہُوں، مَیں ہی پرستش گاہ ہُوں، اور مَیں ہی آگ ہُوں۔ اگر تم لوگوں نے مجھ میں پناہ نہ لی، تم طُوفان کا شکار ہوتے رہو گے اور جب تک تم میرے سامنے اپنے آپ کو قربان نہیں کر دو گے، تم 'موت' کے بے شمار قصابوں[1] کی دائمی تیز دھار

---

[1] بُوچڑوں

جھڑیوں سے نجات نہیں پاسکوگے۔ اور جب تک تم میری شفیق[1] آگ کی نذر نہیں ہوگے تم 'دوزخ' کی ظالم آگ کا ایندھن بنتے رہوگے۔

شمادم : کیا تم سب نے سنا؟ کیا تم نے سنا نہیں؟ ساتھیو، میرا ساتھ دو۔ آؤ ہم کُفر کا کلمہ کہنے والے اِس مکّار کو نیچے کھائی میں پھینک دیں۔

نرونڈا : شمادم پھر 'مُرشد' کی طرف تیزی سے بڑھا اور اُسے بازو سے پکڑ لیا۔ وہ اُسے گھسیٹ کر باہر نکالنا چاہتا تھا۔ لیکن 'مُرشد' نہ تو خوف سے سمٹا اور نہ ہی اپنی جگہ سے ہلا، نہ ہی کوئی ساتھی حرکت میں آیا۔ ایک تکلیف دہ وقفے کے بعد شمادم کا سر اُس کے سینے پر لٹک گیا۔ اور وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا 'پہاڑی مسکن' سے باہر چلا گیا، "میں 'کشتی' کا 'سردار' ہوں۔ میں خدا کے عطا کردہ حقوق کا استعمال کروں گا۔"

'مُرشد' بہت دیر تک خیالوں میں ڈوبا رہا، اور مُنہ سے کچھ نہ بولا۔ لیکن زمورا چُپ نہ رہ سکا۔

زمورا : شمادم نے ہمارے مُرشد کی توہین کی ہے۔ 'مُرشد' تُم کیا چاہتے ہو، ہم اُس کے ساتھ کیسا سلوک کریں؟ ہمیں حکم دو، اور ہم اُس سے ٹکرا جائیں۔

میرداد : میرے ساتھیو، شمادم کے لئے دُعا کرو، میں تُمہاری طرف سے اُس کے ساتھ بس یہی سلوک کیا جانا پسند کروں گا۔ دُعا کرو کہ اُس کی آنکھوں سے پردہ اُتر جائے اور اُس کا سایہ ہٹ جائے۔

نیکی کو متوجّہ کرنا اُتنا ہی آسان ہے جتنا کہ بدی کو۔ 'محبّت' سے ہم آہنگ ہونا اُتنا ہی آسان ہے جتنا کہ 'نفرت' سے۔

---

[1] مہربان، ہمدردی

لا محدود 'مکاں'، سے اپنے دِلوں کی گہرائی سے دُنیا کو دُعائیں دو۔ کیونکہ ہر وہ شے جو دُنیا کے لئے نعمت ہے۔ تمہارے حق میں بھی نعمت ہوگی۔

تمام مخلوق کی بھلائی کے لئے دُعا کرو۔ کیونکہ مخلوق کی ہر بہتری میں تمہاری اپنی بہتری ہے۔ اِسی طرح ہر مخلوق کی ابتری[1] میں تمہاری ابتری ہے۔

کیا تُم سب 'ہستی' کی بے پایاں سیڑھی کے حرکت کرتے ہُوئے ڈنڈوں کی طرح نہیں ہو؟ وہ جو مُقدّس 'نجات' کے کُرّہ تک اُوپر چڑھنا چاہتے ہوں، اُنہوں نے لازمی طور پر دُوسروں کے کندھوں پر چڑھ کر جانا ہوتا ہے۔ اور اُن کو اپنی باری میں، دُوسروں کے چڑھنے کے لئے اپنے کندھوں کو ڈنڈے بنا لینا چاہیئے۔

شمادم کیا ہے، تمہاری 'ہستی' کی سیڑھی میں محض ایک ڈنڈا! کیا تُم نہیں چاہو گے کہ تمہاری سیڑھی اور زیادہ محفُوظ ہو؟ اِس لئے ہر ایک ڈنڈے کی طرف توجہ دو اور اُسے بے خطر اور مضبُوط بنائے رکھو۔

شمادم کیا ہے، تمہاری زِندگی کی بُنیاد میں صِرف ایک پتھر! اور تُم کیا ہو، فقط اُس کی اور مخلُوق کی زِندگی کی عِمارت میں محض ایک پتھر؟ اگر تُم چاہتے ہو کہ تمہاری عِمارت نقص سے بالکل مُبرّا ہو تو شمادم کو بلا نقص پتھر بنانے کی کوشش کرو۔ تُم اپنے آپ میں بِلا نقص رہو تا کہ وہ لوگ جن کی زِندگی میں تُم نے چُنا جانا ہے، اپنی عمارت کو بِلا نقص بنا سکیں۔

تُمہارا کیا خیال ہے، کیا تُمہیں دو سے زیادہ آنکھیں عطا نہیں کی گئیں؟ مَیں تُمہیں بتاتا ہُوں کہ ہر ایک دیدہ ور آنکھ، چاہے 'زمین' پر ہو یا اُس سے اُوپر یا اُس سے نیچے، تُمہاری ہی آنکھ کی توسیع ہے۔ تُمہارے ہمسایہ کی نظر جس حد تک صاف ہوگی، اُسی حد تک تُمہاری اپنی نظر بھی صاف ہوگی۔ تُمہارے ہمسایہ کی نظر جس حد تک دُھندلی

---

[1] بدحالی

ہوگی اُسی حد تک تُمہاری اپنی نظر بھی دُھندلی ہو جائے گی۔

ہر اندھے اِنسان میں تُم آنکھوں کی ایک جوڑی سے، جِن آنکھوں نے کسی صُورت تُمہاری اپنی آنکھوں کی طاقت بننا تھا، محرُوم رہ جاتے ہو۔ اپنے ہمسایے کی آنکھوں کی حِفاظت کرو تاکہ تُم زیادہ صاف دیکھ سکو۔ اپنی آنکھوں کی حِفاظت کرو، تاکہ تُمہارا ہمسایہ ٹھوکر نہ کھائے۔ اور تُمہارے دروازے کے لئے رُکاوٹ نہ بنے۔

زمورا کے خیال میں شمادم نے میری توہین کی ہے۔ شمادم کی جہالت میرے عِلم کو کیسے برہم کر سکتی ہے؟

ایک گدلا نالا بڑی آسانی سے دُوسرے نالے کو گدلا کر سکتا ہے، لیکن کیا کوئی گدلا نالا سمُندر کو بھی گدلا کر سکتا ہے؟ سمندر کیچڑ کو بڑی آسانی سے قبُول کر لے گا۔ اور اُس کو اپنی تہہ میں بِچھا دے گا۔ اور بدلے میں اُس نالے کو صاف پانی دے گا۔

تُم 'زمین' کے ایک مُربّع فٹ، شاید ایک مُربّع میل کو گندگی یا جراثیم سے پاک کر سکتے ہو۔ 'کُرّۂ خاک' کو کون گندگی یا جراثیم سے پاک کر سکتا ہے؟ زمین اِنسانوں یا حیوانوں کی تمام تر گندگی اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور بدلے میں کثرت سے اُن کو میٹھے پھل دیتی ہے۔ خُوشبُودار پھُول، اناج اور گھاس دیتی ہے۔

ایک تلوار، خواہ اُس کی دھار کِتنی ہی تیز کیوں نہ ہو اور اُس کو چلانے والا بازُو کِتنا ہی طاقت ور، وہ بِلا شک جِسم کو زخمی کر سکتی ہے، مگر کیا وہ ہَوا کو بھی زخمی کر سکتی ہے؟

وہ کِسی کمینی اور تنگ نظر خُودی، اندھی اور پُرہَوس جہالت سے پیدا ہُوا تکبّر ہے جو بے عزّتی کر سکتا ہے اور بے عزّت ہو سکتا ہے، اور وہ بے عزّتی کا بدلہ بے عزّتی لینا اور گندگی کو گندگی سے دھونا چاہتا ہے۔

تکبّر کے گھوڑے پر سوار اور خُودی کے نشے میں چُور یہ دُنیا تُم پر ڈھیروں سِتم ڈھائے گی۔ یہ اپنے بوسیدہ ہو چُکے قانُون کے خُون سے پیاسے کُتّوں، بوسیدہ مذہبی

عقیدوں اور پھپھوندی لگے وقار کو تمہارے پیچھے لگا دے گی۔ وہ یہ مشتہر کر دیگی کہ تم امن کے دشمن، افراتفری اور بربادی کے گماشتے ہو۔ وہ تمہاری راہوں میں جال بچھا دے گی اور تمہارے بستر بچھو بوٹی سے آراستہ کر دے گی۔ وہ تمہارے کانوں میں ملامتیں بو دے گی اور تمہارے چہروں پر حقارت تھوکے گی۔

اپنے دلوں کو کمزور نہ ہونے دو، بلکہ سمندر کی طرح وسیع اور گہرے بن جاؤ۔ اور اگر تمہیں کوئی بددعا دے تو بھی اس کا بھلا مانگو۔

اور زمین کی طرح سخی اور پرسکون رہو، اور انسانوں کے دلوں کی کدورتوں کو سچی صحت اور خوب صورتی میں بدل دو۔

اور ہوا کی طرح آزاد اور لچکدار بنو۔ جو تلوار تمہیں زخم دینا چاہے گی، بالآخر اپنی آب کھو دے گی اور زنگ آلود ہو جائے گی۔ جو بازو تمہیں نقصان پہنچانا چاہے گا وہ آخر کار تھک کر بے حس ہو جائے گا۔

کیونکہ دنیا تمہیں نہیں جانتی، وہ تمہیں خود میں شامل نہیں کر سکتی۔ اس لئے وہ تمہیں غراتے ہوئے اپنائے گی۔ چونکہ تم دنیا کو جانتے ہو، تم اس کو اپنے میں شامل کر سکتے ہو۔ اس لئے تم اس کے غصے کو رحمدلی سے ٹھنڈا کرو اور اس کی بدگوئی کو محبت سے لبریز عرفان میں غرق کر دو۔ بالآخر فتح 'عرفان' ہی کی ہوگی۔

یہ تعلیم میں نے نوح کو دی تھی۔
یہی تعلیم میں تمہیں دیتا ہوں۔

نرونڈا: یہ سن کر ساتوں ساتھی، چپ چاپ اپنی راہ ہو لئے۔ کیونکہ ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ 'مرشد'، جب بھی "یہ تعلیم میں نے نوح کو دی تھی" کے الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہے تو اشارہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ اور کہنا نہیں چاہتا۔

باب سولھواں

ساہوکاروں اور قرضداروں بارے

دَولت کیا ہے؟
رستیدیُون کی کشتی کے قرض سے نجات

نروندا: ایک دِن جب 'سات ساتھی' اور 'مُرشِد' 'پہاڑی مسکن' سے 'کشتی' کو واپس آ رہے تھے تو اُنہوں نے دیکھا کہ شماآدم دروازے پر اپنے پاؤں پر لیٹے ہُوئے ایک شخص پر کاغذ کا ایک ٹکڑا ہلا رہا ہے اور اُس کو غضب ناک لہجہ میں کہتے ہُوئے سُنا: "تیری کوتاہی نے میرا صبر ختم کر دِیا ہے۔ مَیں اور زیادہ نرمی نہیں دِکھا سکتا۔ قرض ابھی چُکا، یا قیدمیں سڑ۔"

ہم نے اُس شخص کو پہچان لیا تھا، وہ رستیدیون تھا۔ 'کشتی' کے مزارعوں میں سے ایک، جو کچھ رقم کے لئے 'کشتی' کا قرضدار تھا۔ اُس کے چیتھڑوں نے جو اُس نے پہن رکھے تھے، اُس کو اُتنا ہی سرنگوں کر دِیا تھا، جتنا کہ عُمر کے برسوں نے۔ اُس نے سُود ادا کرنے کے لئے 'سردار' سے مُہلت کے لئے منّت کی۔ وہ کہہ رہا تھا، اِن دِنوں میرا اِکلوتا بیٹا چل بسا، اِسی ہفتہ میری گائے مر گئی اور اُس کے صدمے سے میری عُمر رسیدہ بیوی پر فالج گرا اور وہ چارپائی سے لگ گئی۔ مگر شماآدم کا دِل نہ پگھلا۔

'مُرشِد'، چلتا ہُوا رستیدیُون کے پاس گیا اور آہستہ سے اُس کا بازو پکڑ کر کہا:

میرداد : اُٹھ میرے رستیدیُون ۔ تُو بھی 'خُدا' کی صوُرت ہے اور 'خدا' کی صُورت کو کسی سائے کے آگے جُھکنے کے لئے مجبُور نہیں کرنا چاہیئے۔ (پھر شمادم کی طرف مُڑتے ہُوئے بولا)

مجھے قرض کی تحریر دِکھا۔"

نرونڈا : شمادم نے جو ایک لمحہ پہلے بہت غضب ناک ہو رہا تھا اب میمنے کی طرح مسکین بن کر سبھی کو حیرت میں ڈال دیا۔ اُس نے نہایت عاجزی سے کاغذ 'مُرشِد' کو سونپ دیا۔ جِس کا 'مُرشِد' بڑی دیر تک بغور مُطالعہ کرتا رہا، جبکہ شمادم کچھ کہے بغیر مُنہ پھاڑے یُوں دیکھ رہا تھا، جیسے کہ اُس پر کوئی منتر پھُونک دِیا گیا ہو۔

میرداد : اِس 'کشتی' کی بُنیاد کسی ساہوکار نے نہیں رکھی تھی۔ کیا وہ اپنی دَولت اِس لئے چھوڑ گیا تھا کہ تُم اُس کو قرض میں دے کر ناجائز سُود کھاؤ؟ کیا وہ اپنا مال و متاع اِس لئے چھوڑ گیا تھا کہ تُم اُن کے پیسے بٹورو، یا زمینیں اِس غرض سے دے گیا تھا کہ تُم اُن کو پٹے پر اُٹھا کر جِنس کی ذخیرہ اندوزی کرو؟ کیا وہ تُمہارے لئے تُمہارے بھائیوں کا خُون اور پسینہ بطوُر میراث چھوڑ گیا تھا۔ اور ساتھ ہی قید خانے وِراثت میں دے گیا تھا، اُن کو قید کرنے کے لئے جِن کا سارا پسینہ تُم نے بہا دیا ہے' جِن کے خُون کا آخری قطرہ تک تُم نے چُوس لیا ہے؟

وہ تُمہارے لئے ایک 'کشتی'، 'ایک پرستش گاہ' اور ایک چراغ بطور میراث چھوڑ گیا تھا، اِس سے زیادہ کچُھ نہیں۔ 'کشتی' جو اُس کا زِندہ جِسم ہے۔ پرستِش گاہ جو اُس کا بے خوف دِل ہے۔ چراغ جو اُس کا روشن عقیدہ ہے۔ اور اُس کا حُکم تھا کہ تُم اُن کو جُوں کا تُوں سالم اور پاکیزہ رکھو گے، خواہ تُمہارے اِرد گِرد ساری دنیا بے یقینی کے باعث 'موت' کی بانسریوں کی لَے پر ناچتی رہے، اور بے اِنصافی کے دلدل میں کروٹیں بدلتی رہے۔

اور تاکہ تُمہاری جِسمانی ضرُوریات تُمہیں پراگندہ نہ کر دیں، تُمہیں عقیدتمندوں

کی زکوٰۃ پر گزر کرنے کی اِجازت دی گئی تھی اور جب سے کشتی وُجُود میں آئی ہے، زکوٰۃ میں کبھی کوئی کمی نہیں آئی۔

مگر دیکھو، تم نے اُس زکوٰۃ کو اپنے لئے اور زکوٰۃ دینے والوں کے لئے ایک لعنت میں بدل دِیا ہے۔ کیونکہ تم سخیوں کو اُن سے عطیئے لے کر اُنہیں بھی اپنا غلام بنا لیتے ہو۔ تم اُن کے ذریعے کات کر دیئے گئے دھاگوں سے کوڑے بنا کر اُنہیں کو پیٹتے ہو۔ جو کپڑا وہ تمہیں بنا کر دیتے ہیں، تم اُسی سے اُن کو ننگا کر دیتے ہو۔ جو روٹی وہ تمہیں پکا کر دیتے ہیں، تم اُسی سے اُن کو بھُوکوں مارتے ہو۔ جو پتھر وہ تمہارے لئے کاٹتے ہیں اور تراشتے ہیں، تم اُنہیں سے اُن کے لئے قیدخانے تعمیر کر لیتے ہو۔ جو لکڑی وہ تمہاری گرمائش کے لئے تمہیں مُہیّا کرتے ہیں، تم اُسی سے اُن کے لئے جُوا اور تابُوت بنا لیتے ہو۔ اُن کا پسینہ اور خُون ہی پلٹ کر اُنہیں ناجائز بیاج پر اُدھار دے دیتے ہو۔

دَولت اور کیا ہے؟ لوگوں کا خُون اور پسینہ، جس کو فریب کاروں نے چھوٹے چھوٹے سِکّوں میں ڈھال لِیا ہے تاکہ اُن سِکّوں کی مدد سے اُن لوگوں کو قیدی بنایا جا سکے۔ مال و زر اور کیا چیز ہے؟ لوگوں کا خُون اور پسینہ، اُن کے ذریعے جمع کیا گیا، جو سب سے کم خُون اور پسینہ بہاتے ہیں، تاکہ اُس کی مدد سے اُنہی لوگوں کی ہڈّیاں پِیسی جا سکیں جو سب سے زیادہ خُون اور پسینہ بہاتے ہیں۔

لعنت، بارہا لعنت ہے اُن پر جو مال و دَولت کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے دِلوں اور ذہنوں کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ اور اُن کو دِن رات تلوار کی دھار پر رکھ دیتے ہیں، کیونکہ اُن کو معلُوم نہیں کہ وہ کِس چیز کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں۔

طوائفوں، قاتلوں اور چوروں کا پسینہ، تپ دِق، کوڑھ اور فالج کے ماروں کا پسینہ، اندھے، لُولے لنگڑوں کا پسینہ، کِسانوں اور اُن کے بیلوں کا پسینہ، گڈریوں اور اُن کی بھیڑوں، فصل کاٹنے والوں اور بالیاں چُننے والوں سمیت ——— یہ سب اور دِیگر کتنے ہی پسینے، مال و دَولت کے ذخیرہ اندوز اپنے گوداموں میں بھر لیتے ہیں۔

یتیموں اور بدمعاشوں کا خُون، جابروں اور شہیدوں کا خُون، بدکاروں اور ایمانداروں کا خُون، لُٹیروں اور لُٹنے والوں کا خُون، جلّادوں اور اُن کے ہاتھوں پھانسی دیئے جانے والوں کا خُون، جونکوں اور ٹھگوں اور اُن کے ذریعے چُوسے اور ٹھگے جانے والوں کا خُون ——— دَولت کے ذخیرہ اندوز، اِن سب کے خُون اور دیگر خُون کے ذخیرے جمع کر لیتے ہیں۔

ہاں، تُف[1] ہے، بار بار تُف ہے اُن پر، جن کے مال و دَولت اور بیوپار کا ذخیرہ انسانوں کا خُون اور پسینہ ہے۔ کیونکہ انجام کار خُون اور پسینہ اپنی قیمت وصُول کرے گا اور وہ قیمت نہایت خوفناک ہوگی۔ اور اُس کی وصُولی نہایت بے رحمانہ ہوگی۔

قرض دینا اور محض سُود ہی کی غرض سے قرض دینا دراصل احسان فراموشی ہے۔ اِتنی شرمناک کہ جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

تمہارے پاس قرض دینے کے لئے ہے ہی کیا؟ کیا تُمہاری اپنی زِندگی بھی ایک عطیہ نہیں ہے؟ اگر 'ربّ'، اُس کے بخشش کردہ عطیوں[2] میں سب سے معمُولی عطیہ کا سُود وصُول کرنا چاہے تو تُم وہ کس چیز سے ادا کرو گے؟

کیا یہ دُنیا ایک مُشترکہ خزانہ نہیں ہے، جس میں ہر انسان، ہر چیز، سب کی پرورش کے لئے اپنا سب کچھ جمع کرا دیتی ہے۔

کیا بُلبل اپنا نغمہ اور چشمہ اپنا شفّاف پانی تمہیں قرض دیتے ہیں؟
کیا برگد اپنا سایہ اور کھجُور کا درخت اپنی شہد آمیز کھجُور قرض دیتے ہیں؟
کیا بھیڑ اپنی اُون اور گائے اپنا دُودھ تمہیں سُود کے عوض دیتی ہیں؟
کیا بادل اپنا مینہ اور 'سُورج'، اپنی حرارت اور روشنی تمہیں قیمتاً دیتے ہیں؟

---

[1] دھتکار [2] بخششوں

اِن اشیاء اور دیگر لاتعداد اشیاء کے بغیر تُمہاری زِندگی، کیا زِندگی ہوگی؟ اور تُم میں سے کون یہ بتا سکتا ہے کہ دُنیا کے خزانے میں کِس اِنسان نے کِس چیز نے سب سے زیادہ اور کِس نے سب سے کم جمع کرایا ہے؟

شمادم کیا تُو رستیدیُون کے 'کشتی' میں ڈالے گئے حِصّے کا حِساب لگا سکتا ہے؟ اور پھر اُسی کا حِصّہ ـــــ شاید اُسی کے حِصّے کا ایک کثیر حِصّہ ـــــ اُسی کو قرض دے کر اُس کا سُود بھی وصُول کرے گا۔ اِس پر بھی کیا تُو اُس کو قید خانے میں بھیجے گا تاکہ وہ وہاں پڑا سڑ جائے۔

تو رستیدیُون سے کیسا سُود مانگتا ہے؟ کیا تُو دیکھ نہیں سکتا کہ تیرا یہ قرض اُس کے حق میں کِتنا سُودمند رہا ہے۔ اُس کے مُردہ بیٹے، اُس کی مُردہ گائے اور اُس کی فالج زدہ بیوی سے زیادہ ادائیگی کے عِلاوہ تُو آخر چاہتا کیا ہے؟ ایک خمیدہ کمر اِتنے سارے پھپھوندی لگے چیتھڑے اُٹھائے پھرتی ہے۔ اِس سے بڑا سُود تُو اور کیا وصُول کرسکتا ہے؟

افسوس شمادم اپنی آنکھیں مَل۔ جاگ، اِس سے پہلے کہ تُجھ سے بھی اپنے قرضے مع سُود ادا کرنے کو کہا جائے۔ اور عدم ادائیگی کی صُورت میں تُجھے قید خانے کے اندر گھسیٹ کر لایا جائے۔ اور وہاں سڑنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

ساتھیو، یہی بات مَیں تُم سب کو کہتا ہُوں، اپنی آنکھیں مَلو اور اپنی نیند سے جاگو۔

تُم جب بھی اور جتنا بھی دے سکو، سب کُچھ دے دو۔ لیکن قرض کبھی نہ دو، مبادا جو کُچھ تُمہارے پاس ہے بشمُول تُمہاری زِندگی کے، سب قرض بن جائے۔ اور وہ قرض تُمہیں فوراً ادا کرنا پڑے۔ اور جس کو ادا نہ کر پانے کی صُورت میں تُمہیں دیوالیہ قرار دے کر قید خانے میں سڑنے کے لئے دھکیل دیا جائے۔

نرونڈا: پھر مُرشد نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے کاغذ کو دیکھا اور دانستاً اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور وہ ٹکڑے ہَوا میں اُڑا دیئے۔ اُس کے بعد 'کشتی' کے خزانچی ہِمبال کی طرف مُڑ کر کہا۔

میرداد : رستیدیُون کو اِتنی رقم دے دو جس سے وہ دو گائے خرید سکے اور اُس کا اور اُس کی بیوی کا زندگی کے آخری دِنوں تک گزر بسر ہو سکے۔

اور رستیدیُون اب تو آرام کر۔ تُو قرض سے آزاد ہے۔ خیال رہے کہ تُو خُود کبھی ساہُوکار نہ بن جانا۔ کیونکہ قرض خواہ کا قرض مقرُوض کے قرض سے کہیں زیادہ اور بھاری ہوتا ہے۔

باب ستارہواں

شمادم رِشوت کا سہارا لیتا ہے

شمادم میرداد کے خِلاف اپنی لڑائی میں رِشوت کا سہارا لیتا ہے۔

نرونڈا : 'کشتی' میں کتنے ہی دِنوں تک رستیدیوُن کا معاملہ بحث کا اہم موضوع بنا رہا۔ میکایوُن، میکاستر اور زموار نے 'مرشِد' کی پُر زور تعریف کی۔ زموار نے کہا، اُس کو تو پیسے کو دیکھنے اور چھوُنے تک سے نفرت ہے۔ بنّون اور ابیمار نے دبی زبان میں تائید بھی کی اور تردید بھی۔ جب کہ ہمبال نے کھُل کر اُس کی مخالفت کرتے ہوُئے کہا، دَولت کے بغیر دُنیا کا کوئی بھی کام نہیں چل سکتا۔ اور امیری خُدا کی جانب سے کِفایت شِعاری اور محنت کے عوض عطا کردہ جائز معاوضہ ہے، جس طرح مُفلسی سُستی اور فضُول خرچی خُدا کی واضح سزا ہے اور انسانوں میں ساہُوکار اور قرض دار زمانے کے آخر تک رہیں گے۔

اُس دَوران شمادم سردار کے طور پر اپنے ظاہری اِقتدار کے تحفّظ میں مصرُوف تھا۔ ایک بار اُس نے مجھے اپنے پاس بُلایا اور اپنی کوٹھڑی کی خِلوت میں مُجھ سے یوُں کہا، " تُو اِس 'کشتی' کا مُحرّر اور تاریخ داں ہے، تُو ایک غریب آدمی کا بیٹا ہے۔ تیرے باپ کے پاس کوئی زمین نہیں ہے۔ اِس پر اُس کو اپنی بیوی اور سات بچّوں کی بُنیادی ضروریات پوُری کرنے کے لئے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ تُو اِس منحُوس واقعہ کا ایک

بھی لفظ اپنی تحریریں نہ لانا۔ مبادا ہمارے بعد آنے والے شمادم کو تضحیک[1] کا موضوع بنالیں۔ اگر تو اِس مردُود میرداد کا ساتھ چھوڑ دے تو مَیں تیرے باپ کو زمین کا مالک بنا دُوں گا۔ اُس کے ذخیرے اناج سے بھر دُوں گا۔ اور اُسے رُوپے پیسے سے مالامال کر دُوں گا۔

مَیں نے اُس کے جواب میں کہا، شمادم، خُدا میرے باپ اور اُس کے کُنبہ کا ایسا خیال رکھے گا، جَیسا کہ تُو بھی نہیں رکھ سکتا۔ جہاں تک میرداد کا تعلُّق ہے، مَیں اُس کو اپنا 'مُرشِد' اور نجات دہندہ تسلیم کر چُکا ہوں۔ اُس کو چھوڑنے سے پہلے مَیں اپنی جان دے دُوں گا۔ جہاں تک 'کشتی' کی تاریخ کی تحریر کا سوال ہے، مَیں اپنی سمجھ اور قابلیت کے مُطابق اُس کے تئیں وفاداری نبھاؤں گا۔

بعد ازاں مجھے پتہ چلا کہ شمادم نے میری جَیسی پیش کش[1] ایک اور ساتھی کو بھی کی تھی۔ میں یہ جان نہ سکا کہ وہ کتنی کامیاب رہی۔ ہاں اِتنا ضرُور محسُوس ہوتا تھا کہ 'پہاڑی مسکن' میں ہمساں کی حاضری پہلے کی طرح باقاعدہ نہیں رہی تھی۔

---

[1] ہنسی، مذاق

باب اٹھارہواں

ہمبال کے باپ کا اِنتقال

میرداد ہمبال کے باپ کی موت اور اُس کے حالات کے
بارے میں پیشین گوئی کرتا ہے
وہ موت کی بات کرتا ہے
زماں سب سے بڑا مداری ہے
زماں کا پہیہ اُس کا محیط اور محور ہے

نرونڈا : 'پہاڑی مسکن' میں سوائے ہمبال کے باقی 'ساتھیوں' کے ایک بار پھر 'مرشد' کے گرد جمع ہونے تک کتنا ہی پانی پہاڑوں سے نیچے کود کر سمندر میں بہہ چکا تھا۔

'مرشد' 'رضائے کُل' سے متعلق وعظ کر رہا تھا۔ مگر وہ اچانک رُکا اور اُس نے کہا۔

میرداد : ہمبال مصیبت میں ہے۔ اور مدد کے لئے ہمارے پاس آنا چاہتا ہے۔ مگر اُس کے قدم شرم سے ہماری طرف اُٹھ نہیں رہے۔ ابیمار تو جا اور اُس کی مدد کر۔

نرونڈا : ابیمار باہر نکلا اور جلدی ہی ہمبال کو اپنے ساتھ لے کر واپس آگیا۔ ہمبال کا جسم سسکیوں سے کانپ رہا تھا اور اُس کا چہرہ بے حد اُداس تھا۔

میرداد : ہمبال، میرے پاس آ!
افسوس، ہمبال، ہمبال، کیوں کہ تیرا باپ انتقال کر گیا ہے، تُو نے غم کو اپنا دِل گھلا ڈالنے اور اپنے دِل کا خُون آنسوؤں میں بدل دینے کی چھوٹ دے دی ہے۔ جب تیرے سارے کُنبہ کا انتقال ہوگا۔ تب تُو کیا کرے گا؟ جب اِس دُنیا کے تمام باپ اور مائیں اور تمام بہنیں اور بھائی تُمہاری پہُنچ سے باہر اور تُمہاری آنکھوں سے دُور چلے جائیں گے تب تُو کیا کرے گا؟

ہمبال : ہاں، 'مُرشد' میرے باپ کی غیر قُدرتی مَوت ہو گئی۔ جو بچھڑا اُس نے پچھلے سال خریدا تھا، کل شام کو اُس نے اُس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اُس کی کھوپڑی توڑ دی۔ پیامبر نے ابھی ابھی مجھے اِس کے بارے میں بتایا ہے۔ مَیں بہت دُکھی ہُوں آہ، مَیں بے حد دُکھی ہُوں۔

میرداد : ایسا لگتا ہے کہ وہ اُس وقت مرا جب اُس کو دُنیا کی مُرادیں ملنے والی تھیں۔

ہمبال : ایسی ہی بات ہے، 'مُرشد' بالکُل ایسے ہی ہُوا۔

میرداد : اور اُس کی مَوت تُجھے اِس لئے زیادہ چُبھتی ہے، کیونکہ بچھڑا اُن پیسوں سے خریدا گیا تھا جو تُو نے اُسے بھیجے تھے۔

ہمبال : یہی بات ہے، 'مُرشد' بالکُل ایسے ہی ہُوا۔ ایسا لگتا ہے، کہ تُو سب کُچھ جانتا ہے۔

میرداد : جو پیسے میرداد کے تئیں تیری محبت کی قیمت تھے۔

نرونڈا : ہمبال اور کُچھ نہ کہہ سکا، کیونکہ روتے روتے اُس کا گلا رُندھ گیا تھا۔

میرداد : ہمبال، تیرا باپ مَرا نہیں۔ نہ ہی اُس کی صُورت اور پرچھائیاں مَری ہیں، مگر اصل میں تیرے باپ کی بَدلی ہُوئی صُورت اور پرچھائیوں کے لئے

تیرے حواسِ خمسہ مر گئے ہیں۔ کیونکہ صورتیں اِتنی لطیف اور اُس کی پرچھائیاں اِتنی خفیف ہوتی ہیں کہ اِنسان کی معمولی آنکھ اُن کو دیکھ نہیں سکتی۔

جنگل میں کھڑے دیودار کے درخت کی پرچھائیں ویسی نہیں ہوتی جیسی پرچھائیں اُسی دیودار کی کسی جہاز میں مستول، یا کسی عبادت گاہ میں ستون، یا پھانسی کا تختہ بن جانے پر ہوتی ہے۔ نہ ہی دھوپ میں اُس دیودار کی پرچھائیں ویسی ہوتی ہے جیسی کہ چاند یا ستاروں کی روشنی میں یا طلوعِ صبح کے ارغوانی دُھندلکے میں ہوتی ہے۔

لیکن وہ دیودار کا درخت، جس کو جنگل میں کھڑے دیودار کے درخت پہلے کی طرح اگرچہ اپنا بھائی تسلیم نہیں کرتے، چاہے اُسے کسی بھی صورت میں کیوں نہ بدل دیا جائے، دیودار کے طور پر زندہ رہتا ہے۔

کیا کوئی پتے پر بیٹھا ریشم کا کیڑا ابریشم کے کوئے میں پیوپا (Pupa) کی شکل میں پرورش پا رہے کیڑے کو اپنے بھائی کے طور پر پہچان سکتا ہے؟ یا پیؤپا کو اُڑتے پھرتے ریشم کے کیڑے میں اپنا بھائی دِکھائی دے سکتا ہے۔

کیا زمین میں دبے گندم کے دانے کو زمین کی سطح پر گندم کے تنے سے اپنے رشتے کی سمجھ آ سکتی ہے؟

کیا ہوا میں اُڑتے ہوئے بخارات یا سمندر کے پانی یہ تسلیم کر لیں گے کہ کوہسار کی دراڑ میں لٹکتی ہوئی برف کی قلمیں اُن کی بہنیں ہیں؟

کیا زمین، 'خلا' کی گہرائیوں میں سے اُس کی طرف پھینکے گئے ٹوٹے ہوئے ستارے میں اپنے بھائی کو پہچان سکتی ہے؟

کیا کوئی برگد کا درخت اپنے بیج میں اپنے آپ کو دیکھ سکتا ہے؟

کیونکہ تیرا باپ اب ایسی روشنی میں ہے، تیری آنکھ جس کی عادی نہیں ہے اور وہ ایسی صورت میں ہے جس کو تو پہچان نہیں سکتا، اِس لئے تو نے کہہ دیا، تیرا باپ زندہ نہیں ہے۔ مگر 'اِنسان' کی مادّی خودی، جب تک کہ وہ 'بنی آدم'

کی 'خُدائی ذات' کے نُور میں مُکمّل طور پر تحلیل نہیں ہو جاتی، خواہ اُس کو کہیں بھی پہنچا دیا جائے، کیسی ہی صُورت کیوں نہ بدل دیا جائے، اپنا سایہ ضرور ڈالتی ہے۔

لکڑی کا ایک ٹکڑا، خواہ آج وہ کِسی درخت کی ہری شاخ ہے اور کل کو دیوار میں گاڑی گئی کھونٹی، جب تک کہ اُس کو اُس کے اندر کی پوشیدہ آگ جلا نہیں ڈالتی وہ لکڑی ہی رہتا ہے اور اپنی شکل اور سایہ بدلتا رہتا ہے۔ اِسی طرح 'اِنسان' چاہے زِندہ ہے چاہے مرا ہُوا، جب تک کہ اُس کے اندر کا 'خُدا' اُسکو اپنے اندر جذب نہیں کر لیتا، جِس کا مطلب ہے کہ جب تک اُس کو اُس ذاتِ واحد، سے اپنی وحدانیت کا عِلم نہیں ہو جاتا، اِنسان ہی رہے گا۔ لیکن یہ عِلم اُس کو آنکھ کے جھپکتے ہی حاصِل نہیں ہو جاتا، جِس کو لوگ ایک عُمر کا نام دے کر خُوش ہو جاتے ہیں۔

میرے ساتھیو، سارا 'وقت' ہی زِندگی کا وقت ہے۔

'زماں' (Time) میں کوئی شُروعات یا ٹھہراؤ نہیں ہیں۔ نہ ہی اِس میں کارواں سرائیں ہیں، جہاں مُسافِر ناشتہ اور آرام کے لئے رُک سکیں۔

'زماں' ایک تسلسل[1] ہے جو اپنے آپ کو بَل دیتا رہتا ہے۔ اِس کا اگلا سِرا اِس کے پچھلے سِرے سے جُڑا ہُوا ہے۔ 'زماں' میں کُچھ بھی ختم کر کے چھوڑ نہیں دِیا جاتا، اور کُچھ بھی شُروع کر کے ختم نہیں کِیا جاتا۔

'زماں حواس کا پَیدا کردہ ایک پہیّہ ہے۔ اور اُس کو حواس نے ہی 'مکاں' (Space) کی وُسعتوں میں گُھما رکھا ہے۔

تُم موسموں میں حَیران کُن تبدیلی دیکھتے ہو، اور اِس لئے تُم یقین کر لیتے ہو کہ سب کُچھ تغیّر کی گرفت میں ہے۔ مگر اِس کے ساتھ ہی تُم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہو

---

[1] سِلسلے وار

کہ موسموں کو سمیٹنے اور کھولنے والی طاقت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک اور وہی رہتی ہے۔

تُم چیزوں کو اُگتے اور سڑتے ہُوئے دیکھتے ہو اور شکستہ دِل سے اعلان کر دیتے ہو کہ سڑنا ہی اُگنے والی چیزوں کا انجام ہے۔ مگر تُم مان لیتے ہو کہ وہ طاقت جو اُگانے اور سڑنے کو عمل میں لاتی ہے، آپ نہ تو اُگتی ہے نہ ہی سڑتی ہے۔

تُم نسیم[1] کے تعلق سے ہَوا[2] کی رفتار محسوس کر کے کہہ دیتے ہو کہ دونوں میں سے ہَوا زیادہ تیز رفتار ہے۔ مگر اِس کے باوجُود تُم مانتے ہو کہ ہَوا اور نسیم کا مُحرِک[3] ایک وہی تو ہے، اور وہ نہ تو ہَوا کے ساتھ بے تحاشہ دَوڑتا ہے اور نہ نسیم کے ہمراہ خراماں خراماں چلتا ہے۔

کِتنے بھولے ہو تُم! کِتنی آسانی سے ہر اُس فریب میں آجاتے ہو، جو تُمہارے حَواسِ خمسہ تُمہیں دیتے ہیں۔ تُمہارا خیال کِدھر ہے؟ کیونکہ صِرف اُن کے ذریعہ ہی تُم دیکھ سکتے ہو کہ وہ سب تبدیلیاں جو تُمہیں مُتحیّر کرتی ہَیں، محض ہاتھ کی صفائی ہے۔

ہَوا نسیم سے تیز رفتار کیسے ہو سکتی ہے؟ کیا نسیم ہی ہَوا کو جنم نہیں دیتی؟ کیا ہَوا ہی نسیم کو ساتھ ساتھ لئے نہیں پھرتی؟

تُم، 'زمین' پر چلنے والے، طے کیا گیا فاصلہ قدموں اور کوسوں میں کیسے ناپتے ہو؟ تُم خواہ ٹہلتے ہُوئے چلو، خواہ سرپٹ دَوڑو، کیا تُمہیں 'زمین' کی رفتار اُن مقامات اور خطوں میں اپنے ساتھ ساتھ لئے نہیں پھرتی، جن میں 'زمین' خود گھستی جاتی ہے؟ اِس لئے کیا تُمہاری رفتار وہی نہیں، جو رفتار 'زمین' کی

---

[1] (Breeze) بادِ صبا، بھینی بھینی ہَوا۔ [2] (Wind) ریح۔ باد یعنی تیز ہَوا
[3] حرکت دینے والا (Mover)

ہے ؟ کیا زمین ، اپنی باری میں دُوسرے سیّاروں کے ساتھ ساتھ گھسیٹی نہیں جاتی اور اُس کی رفتار اُن کے برابر نہیں کر دی جاتی ؟

ہاں ، سُست رَو ، تیز رَو کی ماں ہے ۔ تیز رَو سُست رَو کو اُٹھا لے جاتی ہے ۔ تیز رَو اور سُست رَو ' زماں ' اور ' مکاں ' کے ہر نُقطہ پر لازم و ملزوم ہیں ۔

تُم یہ کیسے کہتے ہو کہ اُگنا ، اُگنا ہے اور سڑنا ، سڑنا ہے اور وہ ایک دُوسرے کے مُتضاد ہیں ؟ کیا کبھی کوئی چیز کسی چیز کے سڑے بغیر اُس میں سے اُگی ہے ؟ کیا کبھی کوئی چیز کسی چیز میں سے اُگے بغیر سڑی ہے ؟

کیا تُم مُسلسل سڑ کر اُگ نہیں رہے ؟ کیا تُم لگا تار اُگ اُگ کر سڑ نہیں رہے ؟

کیا مَرے ہُوئے لوگ زِندوں کے لئے زمین کی نِچلی تہہ نہیں ہَیں اور جینے والے مَرے ہُوؤں کے اَناج کے گودام نہیں ہَیں ؟

اگر پَیدائش فرسُودگی کی اَولاد ہو اور فرسُودگی پَیدائش کی اَولاد ، اگر ' زِندگی ' ' مَوت ' کی ماں ہو اور ' مَوت ' ، زِندگی کی ماں ، تو یقیناً وہ ' زماں ' اور ' مکاں ' کے ہر نُقطے پر ایک ہوں گی اور تُمہارا جینے اور بڑھنے پر خُوش ہونا واقعی اُتنی ہی بے وقُوفی ہو گی ، جِتنی کہ مرنے اور زوال پذیر ہونے پر ماتم مَنانا ۔

تُم یہ کیسے کہتے ہو کہ ' خزاں ' ہی انگُور کا مَوسم ہوتا ہے ؟ مَیں کہتا ہُوں کہ ' انگُور ' ' سردی ' میں بھی پکا ہوتا ہے ۔ جب کہ وہ انگُور کی بیل میں اُونگھتا ، محسُوس نہ ہونے والی کروٹیں بدلتا اور مِیٹھے خواب لیتا ہُوا رَس ہوتا ہے ۔ وہ ' بہار ' میں بھی پکا ہوتا ہے ۔ جب وہ زمّرد کے چھوٹے چھوٹے منکوں جیسا نرم گُچھّوں میں نمُودار ہوتا ہے ۔ اور وہ موسمِ گرما میں بھی پکا ہوتا ہے ، جب گُچھّے پھیل جاتے ہیں اور منکے پھُول جاتے ہیں اور اُن کے رُخسار دُھوپ کے سونے میں رنگے جاتے ہیں ۔

اگر ہر موسم اپنے اندر دُوسرے تینوں مَوسم جذب کئے ہوتا ہے تو حقیقتاً 'زماں' اور 'مکاں' کے ہر نُقطے پر سبھی مَوسم یکساں ہوتے ہیں۔

ہاں، 'زماں' سب سے بڑا مداری ہے۔ اور اِنسان سب سے زیادہ دھوکے کا شِکار۔

بہت کُچھ پہیئے میں گھُسی گلہری کی طرح ہی ہے۔ 'اِنسان'، جِس نے 'زماں' کے پہیئے کو گھُما رکھا ہے، اُس کی حرکت نے اُسے ایسا گرویدہ کر لیا ہے، اِس طرح اپنی رفتار میں بہا لیا ہے کہ اب وہ یقین نہیں کر سکتا کہ اِس کا محرّک وہ خُود آپ ہے۔ نہ ہی اُس کے پاس زمانہ کی حرکت کو روکنے کی فُرصت ہے۔

اور بہت کُچھ اُس بِلّی کی مانند ہے، جو یہ یقین کرتے ہُوئے کہ جو خُون وہ چاٹ رہی ہے، وہ پتھر میں سے رِس رہا ہے، سان کو چاٹ کر اپنی جیبھ گھِسا لیتی ہے۔ 'اِنسان' 'زماں' کے مُحیط پر بہہ رہے اپنے ہی خُون کو چاٹے جاتا ہے۔ 'زماں' کے آرے سے چِری گئی اپنی چمڑی کو چبائے جاتا ہے، یہ یقین کرتے ہُوئے کہ وہ 'زماں' کا خُون اور گوشت ہے۔

'زماں' (Time) کا پہیہ 'مکاں' (Space) کی خَلا میں گھُومتا ہے۔ وہ سبھی چیزیں جو حَواسِ خمسہ محسُوس کر سکتے ہیں، 'زماں' کے مُحیط پر ہیں۔ اور حَواسِ خمسہ ایسی کِسی بھی چیز کو محسُوس کرنے کے ناقابِل ہیں جو 'زماں' اور 'مکاں' کے اندر نہ ہو۔ پس چیزیں ظاہر اور معدُوم ہوتی رہتی ہیں۔ جو کِسی ایک کے لئے 'زماں' اور 'مکاں' کے کِسی مخصُوص نُقطہ پر معدُوم ہو جاتا ہے، دُوسرے کیلئے کِسی دُوسرے نُقطہ پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو ایک کے لئے فراز ہے، دُوسرے کے لئے نشیب ہوتا ہے۔ جو ایک کے لئے دِن ہے، دُوسرے کے لئے رات ہوتا ہے۔ جِس کا دار و مدار دیکھنے والوں کے 'کب' اور 'کہاں' پر ہوتا ہے۔

درویشو، 'زماں' کے پہیئے کے مُحیط پر 'ہستی' اور 'نیستی' کی سڑک

ایک ہی ہے۔ کیونکہ چکرّ کی حرکت کبھی کسی خاتمہ پر نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو استعمال کر کے ختم کر سکتی ہے۔ اور دُنیا میں ہر ایک حرکت ایک چکرّ میں گھومتی ہُوئی حرکت ہے۔

کیا پھر انسان، اپنے آپ کو 'زماں' کے بے ہُودہ چکرّ سے کبھی آزاد نہیں کر سکیگا؟

'اِنسان' آزاد ہوجائے گا۔ کیونکہ اِنسان 'رَبّ' کی پاک 'نجات' کا وارِث ہے۔

'زماں' کا پہیّہ گھومتا رہتا ہے۔ مگر اس کا محوَر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔

'ربّ'، 'زماں' کے پہیئے کا محوَر ہے۔ خواہ 'زماں' اور 'مکاں' میں سب چیزیں اُس کے گرد گھومتی ہیں۔ تاہم وہ آپ ہمیشہ لازماں و لامکاں وغیر متحرک رہتا ہے۔ خواہ سب چیزیں اُس کے 'کلمہ' سے پیدا ہوتی ہیں۔ اُس کا 'کلمہ' بھی اُسی کی طرح لازماں اور لامکاں ہے۔

محوَر کے اندر سکوُن ہی سکوُن ہے، محیط پر ہنگامہ ہی ہنگامہ ہے۔ تم کون سی جگہ رہنا پسند کروگے؟

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں، تُم 'زماں' کے محیط سے سرک کر محوَر پر آجاؤ اور اپنے آپ کو حرکت کے چکرّ سے بچالو۔ تُم 'زماں' کو اپنے گرد چکرّ کاٹنے دو، تُم 'زماں' کے ساتھ چکرّ نہ کاٹو۔

بابِ اُنیسواں

دلیل اور یقین

نفس کو نفی کرنا، خُود کو اُجاگر کرنا ہے
زماں کے پہیئے کو کیسے ٹھہرایا جائے
رونا اور ہنسا

بنُّون : مُجھے مُعاف کرنا مُرشد۔ مگر تُمہاری دلیل کی غیر معقُولیت نے مُجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔

میرداد : اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں بنُّون، "تُجھے مُنصِف" کہہ کر پُکارا جاتا ہے۔ کِسی مُعاملے کا فیصلہ کرنے سے پہلے تُو دلیل پر زور دیتا ہے۔ تُو اِتنے عرصہ سے مُنصِف چلا آرہا ہے، کیا تُجھے ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ 'دلیل' کا ایک ہی فائدہ 'اِنسان' کو 'منطق[1]' سے چھُٹکارا دِلانا اور 'یقین' کی منزِل تک اُس کی رہنُمائی کرنا ہے۔

'دلیل' ناپُختگی ہے، جو 'علم' کے دریائی گھوڑے کو پھانسنے کے مقصد سے اپنے باریک جال بُنتی رہتی ہے۔ جب دلیل جوان ہوتی ہے، تو پھر اپنے ہی پھندوں میں اپنا گلا گھونٹ لیتی ہے۔ اور 'یقین' کی شکل میں بدل جاتی ہے، جو عمیق ترین

---

[1] وہ علم جو عقلی دلائل سے سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکے۔

علم ہے۔

'دلیل' اپاہجوں کی بیساکھی ہے، مگر تیز گام کے لئے بوجھ اور پروں والوں کے لئے اور بھی زیادہ بوجھ ہے۔

'منطق' سٹھیا چکا 'یقین' ہے۔ یقین، بالغ ہو چکا 'منطق' ہے۔ بنّون جب تیرا منطق جوان ہوگا، اور یہ جلدی ہی جوان ہو جائے گا، تو پھر تو 'دلیل' کا ذکر نہیں کریگا۔

بنّون : 'زماں' کے محیط سے سرک کر محور پر جانے کے لئے ہمیں اپنی خودی کو نفی کرنا ضروری ہوگا۔ کیا انسان اپنی ہستی سے انکار کرسکتا ہے؟

میرداد : بے شک، اس صورت میں تمہیں اُس خودی کو نفی کرنا ہوگا، جو 'زماں' کے ہاتھوں میں کھلونا ہے اور اُسی طرح اس 'خودی' کو اُجاگر کرنا ہوگا جو 'زماں' کی شعبدہ[1] بازی سے محفوظ ہے۔

بنّون : کیا ایک خودی کی تردید اور دوسری خودی کی تائید ہو سکتی ہے؟

میرداد : ہاں، نفس کو نفی کرنا (حقیقی) 'خودی' کو اُجاگر کرنا ہے۔ جب کوئی تبدیلی کے لئے مرجاتا ہے تو غیر متبدّل[2] میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ مرنے کے لئے جیتے ہیں۔ خوش نصیب وہ ہیں جو جینے کے لئے مرتے ہیں۔

بنّون : اِس کے باوجود انسان کو انسان سے اپنی پہچان زیادہ عزیز ہے۔ یہ کیسے ہوگا کہ وہ خدا میں جذب بھی ہو جائے اور اپنی الگ پہچان سے بھی باخبر رہے۔

میرداد : کیا یہ نالے کے لئے نقصان دہ ہے کہ وہ سمندر میں گم ہو جائے۔ اور اس طرح اپنے آپ سے 'سمندر' کے طور پر آگاہ ہو جائے؟ 'انسان' کا 'خدا' میں اپنی ہستی کو فنا کر دینا، اپنے سائے کو کھو دینا اور اپنی ہستی کا بے سایہ جوہر پالینا ہے۔

میکاستر : 'انسان' جو 'زماں' کی تخلیق ہے، 'زماں' کے پنجے سے

---

[1] جادوگری (Jugglery)۔ [2] جو تبدیل نہ ہو، پائیدار

کیسے آزاد ہو سکتا ہے؟

میرداد : جیسے 'موت'، تمہیں 'موت' سے نجات دِلائے گی، 'زِندگی' تمہیں 'زِندگی' سے آزاد کرائے گی۔ ویسے ہی 'زماں' تمہیں 'زماں' سے نجات دِلائے گا۔

اِنسان زِندگی سے اِس قدر اُکتا جائے گا کہ اُس کے اندر کا سب کچھ اُس کے لئے، جو تبدیلی سے کہیں زیادہ قوی ہے، تڑپے گا اور کبھی کم نہ ہونے والی شِدّت سے تڑپتا رہے گا۔ اور وہ چیز یقیناً اُس کو اپنے اندر مِل جائے گی۔

خُوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تڑپتے ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی نجات کی دہلیز پر پہنچ چکے ہیں۔ مجھے اُنہی کی تلاش ہے۔ اور میری تعلیم اُنہی کے لئے مخصوص ہے۔ کیا مَیں نے تمہیں اِس لئے نہیں چُنا کہ مَیں نے تمہاری تڑپ سُن لی تھی؟

مگر لعنت ہے اُن پر، جو 'زماں' کے چکّروں کو حرکت دیتے ہیں، اور اِس میں اپنی آزادی اور اپنی راحت ڈھونڈتے ہَیں۔ جُوں ہی وہ پَیدائش کے لئے مُسکراتے ہَیں، اُنہیں موت کے لئے رونا پڑجاتا ہے۔ جُوں ہی وہ بھرپُور کئے جاتے ہَیں، اُنہیں خالی کر دِیا جاتا ہے۔ جُوں ہی وہ امن کی فاختہ کو اپنے جال میں پھانستے ہَیں، وہ اُن کے ہاتھوں میں جنگ و جدَل کے گِدھ کی شکل اِختیار کر لیتی ہے۔ وہ جِتنا زیادہ سوچتے ہَیں کہ وہ جانتے ہَیں، اصل میں اُن کو اُتنا ہی کم عِلم ہوتا ہے۔ وہ جِتنا زیادہ آگے بڑھتے ہَیں اُتنا ہی زیادہ پیچھے ہٹ جاتے ہَیں۔ وہ جِتنی زیادہ بُلندی پر چڑھتے ہیں، اُتنی ہی زیادہ پستی میں گِر جاتے ہیں۔

اُن کے لئے میرے یہ الفاظ مُبہم اور پریشان کرنے والی پھُسپھُساہٹ ہوں گے۔ وہ پاگل خانے میں کی گئی دُعا کی طرح ہوں گے۔ اندھے کے آگے روشن کی گئی مشعل کی مانِند ہوں گے۔ جب تک وہ بھی 'خُود نجات' کے لئے تڑپنا شرُوع نہیں کریں گے وہ میرے الفاظ پر کان نہیں دھریں گے۔

رہمبال : (روتے ہُوئے) 'مُرشد'، تُو نے صِرف میرے کان ہی نہیں

کھولے، بلکہ میرا دِل بھی پاک کر دِیا ہے۔ کل والے اَندھے اور بہرے ہمبال کو مُعاف کر دے۔

میرداد : ہمبال اپنے آنسوؤں کو روک۔ آنسو 'زماں' اور 'مکاں' کی حدُود کے پار دیکھنے والی مُتلاشی آنکھ کو زیب نہیں دیتے۔

جو لوگ 'زماں' کی عیّار اُنگلیوں کی گُدگُدی پر ہنستے ہیں۔ اُن کو زماں کے ناخُونوں کے ذریعہ چیتھڑے چیتھڑے کی گئی اپنی کھال پر رونے دو۔

جو لوگ 'جوانی' کی چمک دمک کو دیکھ گاتے اور ناچتے ہیں اُن کو 'بڑھاپے' کی جُھرّیوں پڑ لڑکھڑانے اور سسکنے دو۔

'زماں' کے میلوں میں رنگ رَلیاں مَنانے والوں کو اپنے سرماتموں کی خاک سے بھرنے دو۔

مگر تُم خُود پُرسکُون رہو۔ تغیّر کی عکس بِیْن[1] کے آلے میں صِرف غیر مُتبدّل کو تلاش کرو۔

'زماں' میں ایسا کُچھ بھی نہیں ہے جس کے لئے اشک باری کی جائے۔ ایسا کُچھ بھی بیش قیمت نہیں ہے کہ اُس کے لئے مُسکرایا جائے۔ ہنستا ہُوا چہرہ اور روتا ہُوا چہرہ ایک ہی طرح کے ناگوار اور مسخ شُدہ ہوتے ہیں۔

کیا تم آنسوؤں کے کھارے پن سے بچنا چاہو گے؟ تو پھر ہنسی کی اینٹھن سے بچو۔ آنسو جب بُخارات بن کر اُڑتا ہے تو دَبی ہُوئی ہنسی بن جاتا ہے۔ جب دَبی ہُوئی ہنسی سمٹتی ہے تو آنسو بن جاتی ہے۔

نہ خُوشی میں بُخارات بن کر اُڑو، نہ غم میں سمٹو۔ بلکہ دونوں حالتوں میں یکساں پُرسکُون رہو۔

---

[1] (Kaleidoscope) ایک آلہ جس میں رنگ برنگے نظارے دیکھے جاسکتے ہیں۔

باب بیسواں

ہم مر کر کہاں جاتے ہیں؟

'توبہ' بارے

میکاستر : 'مرشد' ہم مر کر کہاں جاتے ہیں؟

میرداد : میکاستر، اب تُو کہاں ہے؟

میکاستر : 'پہاڑی مسکن' میں۔

میرداد : تیرا کیا خیال ہے کہ یہ 'پہاڑی مسکن' تیرے لئے کافی بڑا ہے؟ کیا تُو سمجھتا ہے کہ یہ 'زمین' ہی اِنسان کا واحد مسکن ہے؟

تمہارے جسم چاہے 'زماں' اور 'مکاں' کے گھیرے میں ہیں، 'زماں' و 'مکاں' کی ہر شئے سے بنائے گئے ہیں۔ تمہارے جسم کا وہ جزو جو 'سورج' میں سے لیا گیا ہے 'سورج' میں زِندہ ہے اور جو کچھ زمین میں سے لیا گیا ہے، وہ 'زمین' میں زِندہ ہے۔ اور یہی بات دیگر سیّاروں اور اُن کے درمیان بے راہ خلاؤں کی ہے۔

صِرف جاہل ہی ایسا سوچنا پسند کریں گے کہ 'اِنسان' کا قیام ایک ہی 'زمین' پر ہے اور جو کروڑہا اجرام[1] 'مکاں' میں تیرتے رہتے ہیں وہ 'اِنسان' کی قیام گاہ کے لئے باعثِ زینت اور اُس کی آنکھوں کی تفریح کا سبب ہیں۔

---

[1] لطیف اجسام

زُہرہ[1]، کہکشاں[2]، ثُریّا[3] 'اِنسان' کے لئے اِس 'زمین' سے کسی قدر کمتر مُمکن نہیں ہیں۔ وہ جتنی بار اُس کی آنکھ میں روشنی پھینکتے ہیں، اُس کو اپنی طرف اُٹھا لیتے ہیں۔ وہ جتنی بار اُن کے نیچے سے ہو گزرتا ہے اُنہیں اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔

سبھی چیزیں 'اِنسان' میں شامل ہیں اور انسان اُسی طرح اُن میں مدغم ہے۔ ساری کائینات ایک جسم ہے۔ اُس کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّے سے دِل کی بات کرتے ہُوئے تم ساری کائینات سے مخاطِب ہو۔

اور جیسے تُم جیتے ہُوئے مُسلسل مرتے رہتے ہو، ویسے ہی جب مرتے ہو، لگاتار زندہ رہتے ہو۔ اگر اِس قالِب میں نہیں تو کسی اور شکل کے وجُود میں۔ یگر خُدا میں جذب ہو جانے تک تُم کسی نہ کسی قالِب میں زِندہ رہتے ہو۔ کہنے سے مُراد یہ ہے کہ جب تک تُم ساری کی ساری تبدیلی طے نہیں کر لیتے، جینا جاری رہتا ہے۔

میکاستر: کیا ہم ایک تبدیلی سے دُوسری تبدیلی کی جانب سفر کرتے ہُوئے اِس زمین پر لوٹ آتے ہیں؟

میرداد: دُہرانا 'زماں' کا قانُون ہے۔ 'زماں' میں جو کُچھ ایک بار واقع ہوتا ہے اُس کا بار بار واقع ہونا ضرُوری ہے۔ اِنسان کے معاملے میں یہ وقفے طویل یا مُختصر ہو سکتے ہیں اور یہ ہر ایک اِنسان کی خواہش اور رضا کے دُہراؤ کی شدّت پر مُنحصر ہے۔

جب تُم اُس چکّر میں سے، جسے زِندگی کہا جاتا ہے، نکل کر اُس چکّر میں جو موت کے نام سے جانا جاتا ہے داخل ہو جاتے ہو اور 'زمین' کی اَن بُجھی پیاس اور اس کی خواہشات کی اَمِٹ بھُوک اپنے ساتھ لے جاتے ہو، تو تُمہیں 'زمین' کا مقناطیس پھر سے اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اور 'زمین' تُمہیں اپنا دُودھ پلائے گی۔ اور 'زماں' تُمہارا دُودھ چُھڑائے گا اور یہ سِلسلہ حیات تا حیات اور مَوت تا مَوت جاری رہے گا، جب تک کہ تُم اپنی مرضی اور

---

[1] صبح کا تارا [2] آکاش گنگا [3] سپت رِشی

قوّتِ ارادی سے 'زمین' کے دُودھ کا لگاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ نہیں دیتے۔

ابیمار : کیا ہماری 'زمین' کا زور تُم پر بھی چلتا ہے؟ کیونکہ تُم بھی ہماری طرح ہی دکھائی دیتے ہو؟

میرداد : مَیں اپنی رضا سے آتا ہُوں اور اپنی رضا سے چلا جاتا ہُوں۔ مَیں اِس 'کُرّۂ خاک' کے باشِندوں کو اِس 'زمین' کے قید و بند سے آزاد کرانے کے لئے آتا ہوں۔

میکایون : مَیں 'زمین' سے ہمیشہ کے لئے رِشتہ توڑنا چاہتا ہُوں۔ مُرشِد مَیں یہ کِس طرح کر سکتا ہُوں؟

میرداد : 'زمین' اور اُس کے سب بچّوں سے محبّت کر کے۔ جب 'زمین' سے تیرے حِساب میں صِرف محبّت ہی باقی رہ جائے گی تو 'زمین' تُجھے اپنے قرض سے آزاد کر دے گی۔

میکایون : مگر محبّت تو وابستگی ہے اور وابستگی ایک بندھن ہے۔

میرداد : نہیں، محبّت ہی تو بندھن سے چھٹکارے کا واحِد ذریعہ ہے جب تُم ہر چیز سے محبّت کرتے ہو تو تُم کِسی چیز سے بندھے نہیں ہوتے۔

زمورا : کیا کوئی 'محبّت' کے ذریعے اپنے محبّت کے خِلاف کئے گئے گُناہوں کو دُہرانے سے بچ سکتا ہے اور ایسا کر کے 'وقت' کے چکّر کو روک سکتا ہے؟

میرداد : یہ تُم 'توبہ' کے ذریعے کر سکتے ہو، تُمہاری زبان سے نکلی ہُوئی بددُعا کوئی اور ٹھکانہ تلاش کرے گی، جب وہ واپس آ کر دیکھے گی کہ تُمہاری زبان محبّت آمیز دُعاؤں سے آراستہ ہے۔ اِس طرح محبّت، اُس بددُعا کے دُہراؤ کا راستہ روک دے گی۔

شہوت آلُود نظر کِسی پُرشہوت آنکھ کو ڈُھونڈے گی، جب وہ لَوٹ کر دیکھے گی کہ ماں۔ آنکھ محبّت آلُود نظروں سے لبریز ہے۔ اِس طرح محبّت، اُس شہوت آلُود نظر کے دُہراؤ کو روک دے گی۔

گُنہ گار دِل سے پَیدا ہُوئی گُنہ آلُود خواہش کِسی اور آشیانے کی جُستجو کریگی، جب وہ لوٹ کر دیکھے گی کہ باپ۔ دِل نیک خواہشات سے بھرپُور ہے۔ اِس طرح 'محبّت' اُس گُنہ آلُود خواہش کو پھر سے پَیدا نہیں ہونے دیگی۔

یہی 'توبہ' ہے۔

جب تُمہاری محبّت ہی صِرف تُمہارا بقایا رہ جائے گی، تو پھر 'زماں' تُمہارے لیئے 'محبّت کے سِوا اور کُچھ نہیں دُہرا سکتا۔ جب ہر جگہ اور ہر وقت صِرف ایک ہی چیز دُہرائی جائے تو وہ سارے 'زماں' اور 'مکاں' کو معمُور کر دینے والا مُستقِل عمل بن جاتی ہے۔ اور اس طرح اُن دونوں کو فنا کر دیتی ہے۔

'مُرشِد' ایک بات اور میرے دِل کو کچوٹے اور میری سمجھ کو دُھندلائے جاتی ہے۔ میرا باپ کِسی دُوسری مَوت کی بجائے ایسی مَوت کیوں مرا؟

باب اکیسواں

مُقدّس رضائے کُل

جو کچھ جیسے اور جب واقع ہوتا ہے
کیوں واقع ہوتا ہے

میرداد : کتنی عجیب بات ہے کہ تم 'زماں'، و 'مکاں'، کے بچّوں کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ 'زماں' لوحِ 'مکاں'، پر منقوش[1] کائنات گیر یادداشت ہے۔

اگر تم حواسِ خمسہ کے ذریعے محدود شدہ ہونے کے باوجود اپنی زندگی اور موت کے درمیانی عرصہ کی کچھ مخصوص چیزوں کو یاد رکھ سکتے ہو، تو 'زماں'، جو تمہاری پیدائش سے پہلے بھی تھا اور تمہاری موت کے بعد بھی غیر مُعیّن عرصے تک قائم رہے گا، کتنی زیادہ چیزوں کو اپنی یادداشت میں محفوظ رکھ سکتا ہوگا؟

مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ 'زماں' ہر ایک چیز کو یاد رکھتا ہے، صرف اُن کو ہی نہیں، جو تمہیں واضح طور پر یاد ہوں، بلکہ اُن کو بھی جن سے تم بالکل بے خبر ہو۔

کیونکہ 'زماں'، کچھ بھی نہیں بھولتا۔ نہ معمولی سے معمولی عمل نہ چھوٹے سے چھوٹا سانس، نہ خفیف سے خفیف دِل کی ترنگ۔ وہ سب کچھ جو 'زماں' کی یادداشت میں محفوظ ہو جاتا ہے، 'مکاں' کے اندر کی چیزوں پر گہرا منقوش کر دیا

---

[1] نقش کیا گیا، کھدا ہوا، کندہ کیا گیا۔

جاتا ہے۔

اگر تم میں پڑھنے کی طاقت اور معنوں کو سمجھنے کا اِشتیاق ہو تو وہ زمین جس پر تم چلتے ہو، وہ ہَوا جس میں تم سانس لیتے ہو اور وہ مکان جس میں تم بستے ہو، تمہارے ماضی، حال اور آنے والی زِندگیوں کی تحریریں لائی گئی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بڑی آسانی سے تم پر ظاہر کر سکتے ہیں۔

جیسے موت میں ویسے ہی زندگی میں، جیسے زمین کی حد سے پرے ویسے ہی زمین پر، تم کبھی تنہا نہیں ہوتے۔ بلکہ لگاتار اُن چیزوں اور ہستیوں کے ساتھ ساتھ رہتے ہو جن کا تمہاری زِندگی اور موت میں حصّہ ہے۔ جس طرح وہ تم سے کچھ لیتی ہیں اُسی طرح تم اُن سے کچھ لیتے ہو۔ اور جس طرح تم اُنہیں ڈھونڈتے ہو، اُسی طرح وہ تمہیں ڈھونڈتی ہیں۔

ہر چیز میں 'اِنسان' کی رضا شامل ہے اور 'اِنسان' میں ہر چیز کی رضا شامل ہے۔ یہ آپسی اَدل بدل بے روک جاری رہتا ہے۔ لیکن 'اِنسان' کی بھلکڑ یادداشت پرلے درجے کی نالائق مُحاسِب[1] ہے۔ مگر 'زماں' کی اچوک یادداشت ایسی نہیں ہے۔ یہ 'اِنسان' کے اُس کے ساتھی اِنسانوں اور 'مخلوقات' کی دیگر ہستیوں سے تعلقات کا بالکل صحیح حساب رکھتی ہے۔ اور اُس ایک زِندگی کے بعد دُوسری زِندگی میں، ایک موت کے بعد دُوسری موت میں، پلک کی ہر ایک جھپک پر اپنے حِساب کے بُھگتان کی تعمیل کراتی رہتی ہے۔

اگر مکان اِس کو اپنی طرف نہ کھینچے تو بجلی کبھی مکان پر نہ گرے، مکان اپنی بربادی کے لئے اُتنا ہی ذِمّہ دار ہے جتنی کہ بجلی۔

جب تک اِنسان خُود ہی بَیل کو سینگ مارنے کی دعوت نہ دے، بَیل اِنسان کو

---

[1] حساب داں، اکاؤنٹنٹ

کبھی سینگ نہیں مارتا۔ دراصل انسان اپنی ہلاکت کے لئے بیل سے زیادہ ذمّہ دار ہوتا ہے۔
مقتول ہی قاتل کے خنجر کو تیز کرتا ہے، اور قاتلانہ وار وہ دونوں مل کر کرتے ہیں۔
لٹنے والا لٹیروں کی حرکتوں کو رُخ دیتا ہے اور ڈاکہ وہ دونوں مل کر مارتے ہیں۔

ہاں، انسان اپنی مصیبتوں کو آپ دعوت دیتا ہے۔ اور بعد ازاں اپنے ناگوار مہمانوں کے خلاف گلہ کرتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اُس نے دعوت نامے کیسے، کب اور کہاں لکھے اور بھیجے تھے۔ مگر زماں، کبھی فراموش نہیں کرتا اور 'زماں' ہر دعوت نامہ عین وقت پر صحیح پتے پر پہنچا دیتا ہے اور ہر مہمان کی میزبان کے گھر تک راہنمائی کرتا ہے۔

میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کسی مہمان پر ناراضی کا اظہار نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ مناسب وقفہ سے زیادہ دیر ٹھہر کر یا وہ بار بار آکر اپنی خودداری پر لگی خفیف سی چوٹ کا بدلہ لینے پر آمادہ ہو جائے۔

خواہ اُن کا رنگ رُوپ اور رویّہ کیسا بھی ہو، اپنے سبھی مہمانوں کے تئیں مہربان اور مہمان نواز رہو کیونکہ اصل میں وہ تمہارے قرض خواہ ہیں۔ بلکہ بیہودہ مہمانوں کی تو خاص کر اُن کے استحقاق سے زیادہ مہمان نوازی کرو تاکہ رخصت ہوتے ہُوئے وہ مطمئن اور تمہارے شکر گزار ہو کر جائیں۔ اور اگر وہ دوبارہ تمہارے گھر آبھی جائیں تو قرض خواہ کے طور پر نہیں، دوست بن کر آئیں گے۔

ہر مہمان سے ایسا سلوک کرو جیسے کہ وہ مہمانِ خصوصی ہو تاکہ تم اُس کا اعتماد حاصل کر سکو اور اُس کی آمد کے پوشیدہ مقصد کو جان سکو۔

کسی مصیبت کو ایسے قبول کرو جیسے کہ وہ رحمت بن کر آئی ہو۔ کیونکہ ایک بار صحیح معنوں میں قبول کی گئی مصیبت فوراً رحمت میں بدل جاتی ہے۔ جب کہ غلط ڈھنگ سے قبول شدہ رحمت جلد ہی مصیبت بن جاتی ہے۔

اپنی ازلی یادداشت کے باوجود جو کہ واضح طور پر پیچیدوں اور رخنوں[1] والے مکرو فریب کا جال ہے۔ تُم اپنی زندگی اور موت، اُن کا وقت اور مقام، یہاں تک کہ اُن کے طریقہ کا اِنتخاب بھی خُود ہی کرتے ہو۔

دانا بننے کی کوشش کرنے والے لوگ اعلان کرتے ہیں کہ اِنسانوں کا اپنی زندگی اور موت میں کوئی حِصّہ نہیں ہوتا۔ کامل لوگ جو اپنی آنکھوں کی تنگ درزوں میں سے 'زماں'، و 'مکاں'، کو کج نظرئی[2] سے تکتے ہیں۔ 'زماں'، و 'مکاں'، میں واقع ہُوئے بہت سے حادثوں کو محض حادثے مان کر فراموش کر دیتے ہیں۔ میرے ساتھیو، اُن کی خُود سری اور دغا بازی سے خبردار رہو۔

'زماں'، اور 'مکاں'، میں کوئی حادثے نہیں ہوتے۔ مگر سبھی اشیاء 'رضائے کُل'، کے حُکم سے وجُود میں آتی ہیں۔ جو نہ کِسی شئے میں غلطی کرتی ہے، نہ ہی کسی شئے کو نظر انداز کرتی ہے۔

جس طرح بارش کے قطرے اپنے آپ کو چشموں میں جمع کر لیتے ہیں اور چشمے بہہ کر نالوں اور ندیوں میں مل جاتے ہیں۔ ندیاں اور نالے اپنے آپ کو دریاؤں کے سپُرد کر دیتے ہیں اور دریا اُن پانیوں کو لا کر سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔ اور سمندر 'بحرِ اعظم'، میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ اُسی طرح ہر جاندار اور بے جان شئے کی رضا مُعاون کے طور پر اپنے آپ کو 'رضائے کُل'، میں تحلیل کر دیتی ہے۔

مَیں تُمہیں بتاتا ہُوں کہ ہر شئے کی اپنی رضا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ پتھر کی بھی جو بظاہر اِتنا بہرہ، گُونگا اور بے جان ہے، اپنی رضا کے بغیر نہیں ہے۔ ورنہ وہ وجُود میں ہی نہیں آتا۔ نہ کِسی شئے پر اثر ڈالتا، اور نہ کِسی شئے کا اثر قبُول کرتا۔ اپنی رضا اور وجُود سے مُتعلّق اُس کا شعُور مِقدار میں اِنسان سے الگ ہو سکتا ہے، اصل مادّہ کے طور پر نہیں۔

---

[1] دراڑ [2] تنگ نظری

کسی ایک دن کی کتنی زندگی کے متعلق تم پورے دعوے سے کہہ سکتے ہو کہ تم اُس سے باخبر ہو؟ دراصل ایک خفیف سے حصّے کے متعلق۔

جب تم دماغوں اور یادداشتوں سے لیس ہوتے ہوئے اور ولولوں اور خیالوں کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے جی چکے ایک دن کے بڑے حصّے سے بے خبر ہو، تو پھر اس میں حیرانی کی کون سی بات ہے کہ ایک پتھر اپنی رضا اور زندگی سے بے خبر ہے؟

اور جس طرح تم زندگی اور اُس کی نقل و حرکت سے بے خبر ہوتے ہوئے بھی اتنا کچھ جی لیتے اور چل پھر لیتے ہو، ویسے ہی تم اپنی رضا سے بے خبر ہوتے ہوئے اُس کا اتنا ہی استعمال کر لیتے ہو۔ مگر 'رضائے کُل'، تمہاری بے خبری اور 'کائنات میں ہر جاندار کی بے خبری سے پوری طرح آگاہ ہے۔ 'رضائے کُل' اپنے دستور کے مطابق 'زماں' کے ہر لمحہ اور 'مکاں' کے ہر نقطہ پر اپنے آپ کو بار بار تقسیم کرتی ہے۔ اور ایسا کرتے ہوئے وہ ہر انسان اور ہر شئے کو، جس کے لیے اُس نے شعوری یا لاشعوری طور پر اپنی خواہش ظاہر کی ہو، پھر سے جو ہر تقسیم کرتی ہے، نہ اُس سے زیادہ نہ ہی کم۔ مگر اس امر سے غافل 'انسان'، جو کچھ 'رضائے کُل' کی تمام نعمتوں سے بھرپور ہتھیلی میں سے اُن کے حصّے میں آتا ہے۔ اُس کو دیکھ کر اکثر اوقات مایوس ہو جاتے ہیں۔ وہ شکستہ دل سے شکوے و شکایتیں کرتے ہیں۔ اور اپنی مایوسی کے لیے بے وفا مقدّر کو الزام دیتے ہیں۔

درویشو، مقدّر بے وفا نہیں ہے۔ کیونکہ 'مقدّر' تو رضائے کُل کا دوسرا نام ہے۔ 'انسان' کی اپنی رضا ہی اب تک نہایت تغیر پذیر، نہایت بے قاعدہ اور اپنی طرح کی نہایت غیر یقینی ہے۔ آج یہ مشرق کی طرف تیز گام ہے تو کل مغرب کی سمت۔ یہاں ایک شئے کو اچھائی مان کر اُسے سرفراز کرتی ہے تو دوسری جگہ اُسی شئے کو بُرا کہہ کر اُس کی مذمت کر دیتی ہے۔ ابھی یہ کسی شخص کو دوست کے طور پر قبول کرتی ہے تو بعدازاں اُسی سے دشمن کے طور پر ٹکرا جاتی ہے۔

میرے ساتھیو، تُمھیں مُتلوّن[1] مزاج نہیں ہونا چاہیئے۔ تُمھیں معلُوم ہونا چاہیئے کہ سبھی انسانوں اور چیزوں سے تمہارے رِشتوں کا فیصلہ اِس بات پر ہوتا ہے کہ تُم اُن سے کیا چاہتے ہو اور وہ تُم سے کیا چاہتے ہیں۔ اور تُم اِنسانوں اور چیزوں سے کیا چاہتے ہو اِس سے اِس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ تُم سے کیا چاہیں گے۔

اِس لئے مَیں نے تُمھیں پہلے بھی مُطلّع کیا تھا اور اب پھر آگاہ کرتا ہُوں کہ تُم اِس امر سے مُحتاط رہو کہ تُم کیسے سانس لیتے ہو، کِس طرح بولتے ہو، کیا چاہتے ہو، کیا سوچتے ہو، کیا کرتے ہو۔ کیونکہ تُمہاری رضا ہر سانس، ہر لفظ، ہر خواہش، ہر خیال اور ہر فعل میں پوشیدہ ہے۔ اور جو کُچھ تُم سے پوشیدہ ہو رضائے کُل پر ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے۔

کِسی شخص سے ایسی خُوشی کی طلب نہ کرو جو اُس کو دُکھی کرتی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تُمہاری خُوشی تمہیں دُکھ سے بھی زیادہ دُکھی کر دے۔

نہ ہی کِسی چیز سے ایسی نیکی کی خواہش کرو، جو اُس کے لئے بدی بن جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تُم اپنے لئے بدی کے مُتمنّی ہو جاؤ۔

لیکن سب اِنسانوں اور سب چیزوں سے اُن کی محبت کی خواہش کرو، کیونکہ اُس سے تُمہارے حجابات[2] دُور ہوں گے، اور تُمہارے دِل میں عِرفان آشکار ہوگا۔ اور اِس طرح اپنی رضا کو 'رضائے کُل' کے حیرت انگیز اَسرار کی تعلیم دو۔

جب تک تُم سب کی طرف سے آگاہ نہیں ہوتے تُم اپنے اندر اُن کی رضا اور اُن کے اندر اپنی رضا سے باخبر نہیں ہوسکتے۔

جب تک تُم سب چیزوں میں اپنی رضا اور اپنے اندر اُن کی رضا سے رُوشناس نہیں ہوجاتے، تُم 'رضائے کُل' کے اَسرار سے واقف نہیں ہوسکتے۔

اور جب تک تُمہیں 'رضائے کُل' کے اَسرار کا عِلم نہ ہو، تُم اپنی رضا کو 'رضائے کُل'

---

[1] جس کا مزاج گھڑی گھڑی بدلتا رہے۔ [2] پردے

کے خِلاف کمربستہ نہ کرو، کیونکہ اُس حالت میں تمہاری شکست یقینی ہے۔ تم ہر مُقابلہ میں زخمی ہوکر کڑواہٹ سے بھرے ہُوئے لَوٹو گے۔ اور تم بدلے کیلئے بیتاب ہو جاؤ گے، جس کے نتیجہ کے طور پر تمہارے پُرانے زخموں میں نئے زخم شامل ہو جائیں گے اور تمہاری کڑواہٹ کا پیالہ چھلک اُٹھے گا۔

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں کہ اگر تم شِکست کو فتح میں بدلنا چاہتے ہو تو 'رضائے کُل' کو قبُول کرو۔ اُن سب چیزوں کو بِلا شکوہ و شکایت قبُول کرو، جو اُس کی پُر اسرار تھیلی میں سے تمہارے لئے نکلتی ہیں۔ اور اُن کو شُکراً اور اِس اِعتماد کے ساتھ کہ وہ 'رضائے کُل' میں تمہارا جائز اور مُناسِب حِصّہ ہیں، قبُول کرو۔ اُن کو اُن کی قیمت اور معنی سمجھنے کی نیّت سے قبُول کرو۔

اور اگر ایک بار تمہیں تمہاری اپنی رضا کے مخفی طور طریقے کی سمجھ آجائے گی تو تم 'رضائے کُل' کو سمجھنے لگو گے۔

جِس کو تم نہیں جانتے، اُس کو قبُول کرو تاکہ وہ تمہیں اُس کے بارے میں جاننے میں مدد دے۔ تم اُس کے خِلاف برہمی کا اظہار کرو گے تو وہ تمہارے لئے دِل کو دُکھانے والا معمّہ بنا رہے گا۔

اپنی رضا کو 'رضائے کُل' کے تابع کرو۔ پھر جب عِرفان آشکار ہوگا تو 'رضائے کُل' یُوں تمہاری رضا کے پیچھے پیچھے چلے گی جیسے کہ وہ تمہارے تابع ہو۔

یہ تعلیم مَیں نے نوُح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تمہیں دیتا ہوں

باب بائیسواں

زمورا کو اُس کے راز سے سُرخرُو کرنا

میرداد زمورا کو اُس کے راز سے سُرخرو کرتا ہے اور مَردوں عورتوں، شادی، ضبطِ نفس اور خُود کو مغلُوب کرنے کی بات کرتا ہے

میرداد : نرونڈا! میری معتمد[1] یادداشت، یہ سوسن کے پھُول تجھے کیا کہہ رہے ہیں؟

نرونڈا : مجھے تو وہ کچھ بھی کہتے سُنائی نہیں دیتے، میرے مرشد۔

میرداد : مَیں اُن کی گفتگو سُنتا ہوں، 'ہم نرونڈا سے محبت کرتے ہیں اور اپنی محبت کے ثبوت میں اپنی مہکتی ہوئی رُوحیں اُس کی نذر کرتے ہیں۔ نرونڈا، میری جان! تجھے اِس تالاب کے پانی کیا کہتے ہیں؟

نرونڈا : مجھے اُن کی بات سُنائی نہیں دیتی۔ میرے مرشد'

میرداد : مجھے وہ یہ کہتے سُنائی دیتے ہیں، 'ہم نرونڈا سے محبت کرتے کرتے ہیں۔ اِس لئے ہم اُس کی اور اُس کے محبُوب سوسن کے پھولوں کی پیاس بُجھاتے ہیں'۔

نرونڈا : میری ہمیشہ بیدار آنکھ، آج کا یہ دِن، اُن سب چیزوں سمیت، جن کو وہ اپنے دھوپ میں نہائے ہوئے بازوؤں میں محبت سے جھولا جھلا رہا ہے، تجھے

---

[1] قابلِ یقین

کیا کہتا ہے؟'

نرونڈا : مجھے تو اُس کی کوئی بھی بات سُنائی نہیں دے رہی، میرے مُرشد،

میرداد : میں اُسے کہتے ہُوئے سُنتا ہُوں، مجھے نرونڈا سے محبت ہے، اِس لئے میں اُس کو اپنے باقی محبُوب خاندان سمیت اپنے دُھوپ میں نہائے ہُوئے بازوُوں میں پیار سے جھُولا جھُلا رہا ہوں۔

جب کہ سب چیزیں اُس کی محبت کے قابل ہیں۔ اور اُس سے محبت کرتی ہیں، تو کیا نرونڈا کی زندگی اِس درجہ بھرپُور نہیں کہ اُس میں کِسی قسم کے بے ہُودہ خواب اور خیال گھونسلے نہ بنا سکیں، اور انڈے نہ سے سکیں۔

حقیقتاً 'اِنسان'، 'کائینات' کا منظُورِ نظر ہے۔ سب چیزیں اُس کی ناز برداری کرکے خُوش ہوتی ہیں۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کو یہ ناز برداری بگاڑ نہ دے۔ اور ایسے لوگ تو اور بھی کم ہیں جو ناز برداری کرنے والے ہاتھوں کو کاٹ نہ کھائیں۔

جو لوگ بگڑے ہُوئے نہیں، اُن کے لئے سانپ کا ڈنک بھی ایک محبت آمیز بوسہ ہوتا ہے۔ لیکن بگڑے ہُوؤں کے لئے محبت آمیز بوسہ بھی سانپ کا ڈنک ہے۔ کیوں زموّرا، ایسے ہی ہے کیا؟

نرونڈا : مُرشد نے یہ بات اُس وقت کہی جب زموّرا اور مَیں، ایک ڈھلتی ہُوئی روشن دوپہر کو 'کشتی'، کے باغیچہ میں پھُولوں کی کیاریاں سینچ رہے تھے۔ زموّرا جو اِس دَوران کافی پریشان، بجھا بجھا اور افسُردہ خاطر رہا تھا 'مُرشد' کا سوال سُن کر جیسے نیند سے جاگ اُٹھا اور حیران رہ گیا۔

زموّرا : جو کچھ مُرشد کہتا ہے سچ ہے، وہ ضرور سچ ہی ہوگا۔

میرداد : کیا تیری بابت یہ سچ نہیں ہے، زموّرا۔ کیا محبت آمیز بوسوں کی کثرت نے تجھے زہر آلود نہیں کر دیا؟ کیا اب تُو اپنی زہر آلود محبت کی یاد سے پشیمان نہیں ہے؟

زموّرا : (آنکھوں سے زار زار آنسُو بہاتے ہُوئے مُرشد، کے قدموں

پر گر کر) آہ مُرشِد ! تیری نظر سے اپنے دِل کی سب سے اندرُونی تہوں میں اپنا راز چھُپانا میرے لئے تو کیا ، کسی دُوسرے کے لئے بھی ایک بچکانہ اور بے معنی حرکت ہے۔

میرداد : (زمورا کو اُٹھا کر سینے سے لگاتے ہُوئے) اُس راز کو اِن سوسن کے پھُولوں سے بھی چھُپائے رکھنا بچکانہ اور بے معنی ہے۔

زمورا : مجھے معلُوم ہے ، ابھی میرا دِل صاف نہیں ہے۔ کیوں کہ میری گزشتہ رات کے خواب ناپاک تھے۔

آج مَیں اپنے دِل کی آلائش دھو ڈالوں گا۔ میرے مُرشِد ، مَیں آج اِس کو تیرے رُو برُو ، نرونڈا کے رُو برُو اِن سوسن کے پھُولوں کے سامنے اور اِن کیچوؤں کے آگے جو پودوں کی جڑوں میں رینگتے پھرتے ہیں ، بالکُل بے نقاب کر دُوں گا مَیں اپنی رُوح سے اُس راز کا بوجھ ، جو مجھے رَوند رہا ہے ، اُتار پھینکوں گا۔ آج اِس بادِ صبا کو ، میرے اِس راز کو اُڑا کر دُنیا کے ہر ذی حیات ، ہر شَے تک لے جانے دو۔

مَیں نے اپنی جوانی میں ایک معصُوم لڑکی سے محبّت کی تھی۔ وہ صُبح کے تارے سے بھی زیادہ حسین تھی۔ میری آنکھوں کے پپوٹوں کو وہ نیند کی طرح شیریں لگتی تھی۔ میری زبان کو اُس کا نام اِس سے بھی زیادہ شیریں لگتا تھا۔ جب تُو نے ہمیں دُعا اور خُون کی روانی کے مُتعلّق تعلیم دی تھی ، تو مَیں سمجھتا ہُوں کہ تیرے الفاظ کا شفا بخش جوہر سب سے پہلے مَیں نے نوش کیا تھا۔ کیونکہ میرا خُون حُجلہ ——— اُس لڑکی کا یہی نام تھا ——— کی محبّت کی کمان میں تھا۔ اور مَیں جانتا تھا کہ مُستحکم کمان کے زیرِ اثر خُون کیا کچھ کر سکتا ہے۔

حُجلہ کی محبّت کا صدمہ ابدیت[1] میری مِلکیت میں تھی۔ مَیں اُسے شادی کی انگوٹھی کی طرح پہنتا تھا۔ اور مَیں نے خُود ' مَوت ' کو زرہ بکتر کی طرح اپنے تن پر سجا

---

[1] ہمیشگی (Eternity)

رکھا تھا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے مَیں گزشتہ مُدّت سے عُمر میں بڑا ہو گیا ہُوں۔ اور آنے والے آخری کل سے چھوٹا رہ گیا ہُوں۔

میرے بازوؤں نے آسمان کو تھام رکھا تھا اور میرے پاؤں زمین کو دھکیل کر چلاتے تھے۔ جب کہ میرے دِل میں بے شُمار سُورج جگمگا رہے تھے۔

لیکن مُجلہ مر گئی، اور زموّرا جوشیلہ شیمرغ[1]، راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گیا۔ اُس بے جان ڈھیر کے اندر سے کوئی نیا سیمرغ نمُودار نہ ہُوا۔ زموّرا بے خوف شیر ببر، ایک سہما ہُوا اُخرگوش بن کر رہ گیا۔ زمورا جو آسمان کا ستُون ہُوا کرتا تھا، اب گدلے تالاب میں پڑا اُس مسمار ستُون کا ایک منحوس کھنڈر تھا۔

زموّرا کا جتنا حصّہ بچایا جا سکتا تھا مَیں اُسے سمیٹ کر اِس 'کشتی' میں اِس اُمید سے چلا آیا کہ مَیں اپنے آپ کو 'پانی کے طُوفان' سے وابستہ قدیم یادداشتوں اور پرچھائیوں میں زِندہ دفن کر دُوں گا۔ خوش قسمتی سے مَیں یہاں اُس وقت پہنچا جب کہ ایک ساتھی نے دُنیا سے ابھی کُوچ کیا ہی تھا، اور مجھے اُس کی جگہ مِل گئی۔

پندرہ برس تک اُس کے ساتھی اِس 'کشتی' میں زموّرا کو دیکھتے اور سُنتے رہے ہیں، مگر زموّرا کا راز نہ اُنہوں نے سُنا اور نہ جانا۔ ہو سکتا ہے، 'کشتی' کی قدیم دیواریں اور دُھندلی گلیاں اِس سے انجان نہ ہوں۔ شاید اِس باغیچہ کے درختوں، پھُولوں اور پرندوں کو اِس کا کچھ علم ہو۔ مگر، 'مُرشِد'، تجھے میرے رباب کے تار میری مُجلہ کے بارے میں مجھ سے بھی زیادہ بتا سکتے ہیں۔

پھر جب تیرے الفاظ زموّرا کی راکھ کو گرمانے اور اُس میں حرکت پیدا کرنے ہی لگے تھے اور مجھے نئے زموّرا کے وجُود میں آنے کا قریب قریب یقین ہو ہی چلا تھا تبھی مُجلہ نے میرے خوابوں میں آ کر میرے خُون کو اُبال دِیا، اور مجھے آج کے دِن کی سچائی کے اُداس

---

[1] عنقا، ققنس، جس کو ہندی میں راج ہنس بھی کہتے ہیں۔ ایک خیالی پرندہ ہے۔

ٹیلوں پر ایک جل بجھی مشعل، مُردہ سرگزار اور بے جان راکھ کے انبار کی صُورت میں پٹک دیا۔

ہائے مجلہ! ہائے مجلہ!

مجھے مُعاف کرنا مُرشِد، مَیں اپنے آنسُوؤں کو روک نہیں سکتا۔ اِنسانی فِطرت تو جیسی ہے ویسی ہی رہے گی۔ میری کمزوری پر رحم کر۔ زموّرا پر ترس کھا۔

میرداد: رحم کو خُود رحم کی ضرُورت ہے۔ میرداد کے پاس رحم نہیں ہے۔ ہاں، میرداد کے پاس محبت کی بہتات ہے۔ اور وہ سب چیزوں کے لئے ہے۔ اِنسانی کمزوری کے لئے بھی۔ اور رُوح کے لئے تو اور بھی زیادہ ہے، جو جسم کی مکرُوہ صُورت اِختیار کر لیتی ہے، تاکہ اُس کو اپنی بے صُورتی میں ڈھال سکے۔ اور میرداد کی محبت زموّرا کو اُس کی راکھ میں سے اُبھار کر خُود پر فاتح کی صُورت میں بدل دے گی۔

مَیں خُود پر فتح مند ہونے کی ہدایت کرتا ہُوں ——— ایک کامل اِنسان بننے کے لئے جو خُود کا مالِک ہو۔

عوَرت کی محبت کا اسِیر مَرد، اور مَرد کی محبت میں گرفتار عوَرت دونوں ہی نجات کے انمول تاج کے یکساں ناقابِل ہیں۔ ہاں، اگر محبت، مرد اور عوَرت کو غیر مُنفک[1]، بے اِمتیاز[2] کر دے تو وہ صحیح معنوں میں اِس انعام کے حقدار بن جاتے ہیں۔

وہ محبت 'محبت' نہیں جو محبُوب کو اپنا غُلام بنا لیتی ہے۔

وہ محبت 'محبت' نہیں جو خُون اور گوشت پر پرورِش پاتی ہے۔

وہ محبت 'محبت' نہیں جو عوَرت کو مَرد کی طرف اِس غرض سے کھینچتی ہے تاکہ مزید مرد اور عوَرتیں پَیدا کی جاسکیں۔ اور اِس طرح اُن کو مُستقِل طور پر شہوت کا غُلام بنا دِیا جائے۔

مَیں خُود پر غالِب ہونے کی ہدایت کرتا ہُوں، اُس سیمرغ انسان کے لئے جو

---

[1] جو جُدا نہ ہو سکے۔ [2] فرق مٹ جانا

اِس قدر آزاد ہے کہ وہ مَرد نہیں ہوسکتا اور اِتنا پاکیزہ ہے کہ اُس کا عَورت ہونا مُمکن نہیں۔
جیسے 'زندگی' کے کثیف ترکرّوں میں نَر اور مادہ ایک ہوتے ہیں۔ ویسے ہی وہ 'زِندگی' کے لطیف ترکرّوں میں بھی ایک ہوتے ہیں۔ اُن کے دَرمیان کا وقفہ ابدیت کا ایک حِصّہ ہوتا ہے جو 'دُوئی' کے بھرم سے مغلُوب رہتا ہے۔ وہ لوگ جو نہ آگے دیکھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے، اِس ابدیت کے حِصّے کو ہی 'ابدیت' مان لیتے ہیں۔ یہ نہ جانتے ہُوئے کہ 'وحدت' ہی 'زِندگی' کا اصُول ہے۔ وہ 'دُوئی' کے بھرم سے یُوں چپکے رہتے ہیں، جیسے وہی زِندگی کی رُوح اور اصل ہو۔

'دُوئی'، 'زماں' کے درمیان میں ایک منزل ہے۔ جَیسے ہی یہ 'وحدت' سے شرُوع ہوتی ہے، وَیسے ہی یہ 'وحدت' تک پہنچاتی ہے۔ جِتنی جلدی تُم اِس منزل کو عبُور کرلوگے اُتنی ہی جلدی تُم 'نجات' سے ہم کنار ہوسکوگے۔

اور مَرد اور عَورت کیا ہیں۔ محض ایک اکہرا 'اِنسان' جو اپنے اکہرے پن سے بے خبر ہے، اور جس کو اپنے جوڑے کی شکل میں دو پھاڑ 'دُوئی' کا کڑوا گھُونٹ پینے کے لئے مجبُور کیا گیا تاکہ وہ 'وحدت' کے آبِ حیات کے لئے تڑپتا رہے، اور تڑپتے ہُوئے مضبُوط اِرادے سے اُس کی تلاش کرے اور تلاش کرتے ہُوئے اُس کو پاجائے، اور اُس کی بے مِثل آزادی سے آگاہ ہوکر اُس کو اپنے قبضہ میں کرلے۔

نَر گھوڑے کو گھوڑی پر ہنہنانے دو، اور ہرنی کو کالے ہرن کو بُلانے دو۔ اِس کے لئے قُدرت اُن سے خُود تقاضہ کرتی ہے، اور دُعا دیتی ہے اور اُن کے فعل کی سراہنا کرتی ہے۔ کیونکہ اُن کو ابھی تک اپنی نسل پیدا کرنے سے اعلیٰ تر تقدیر کی خبر ہی نہیں ہے۔

جو مَرد اور عَورتیں ابھی تک نَر گھوڑے اور گھوڑی اور ہرنی اور کالے ہرن سے آگے نہیں بڑھے اُنہیں نفسانیت کی اندھیری تنہائیوں میں ایک دُوسرے کو تلاش کرنے دو۔ اُنہیں خواب گاہ کی عیّاشی میں ازدواجی زِندگی کی آزادی کی آمیزش کرنے دو۔

اُنہیں اپنی کمروں کی قوتِ تولید اور اپنی کوکھوں کی زرخیزی کے لئے نازاں ہونے دو۔ اُنہیں اپنی نسل بڑھانے دو۔ قُدرت خُود اُن کی سرپرست اور دائی بننے پر خُوش ہے۔ قُدرت خُود اُن کے لئے پھُولوں کے بچھونے آراستہ کرتی ہے۔ خواہ وہ اُن پھُولوں میں کانٹے مِلانے سے نہیں چُوکتی۔

مگر مُشتاق مَردوں وعَورتوں کو اپنے گوشت پوست کے جِسموں میں رہتے ہُوئے بھی اپنے ایک ہونے کا احساس ہونا ضرُوری ہے۔ جِسموں کے مِلاپ کے ذریعے نہیں۔ بلکہ اُن نفسانی خواہشات سے 'آزادی' حاصِل کرنے کے مضبُوط اِرادے کے ذریعے جو 'مُکمّل وحدت' اور 'مُقدّس عِرفان' کی راہ میں رُکاوٹیں پَیدا کرتی ہیں۔

تُم لوگوں کو اکثر اِنسانی فِطرت کے مُتعلّق یُوں بات کرتے ہُوئے سُنتے ہو، جَیسے وہ کوئی سخت عنصر ہو، بخُوبی نپی تُلی پُوری طرح جامع طور سے تحقیق شُدہ اور ہر طرف سے پکے طور پر محدُود، جس کو وہ 'جِنسی خواہش' کہتے ہیں۔

شدید جِنسی خواہشات کی تسکین کرنا اِنسانی فِطرت ہے۔ مگر اُن کے طُوفانی بہاؤ کو روکنا اور نفسانیت کو مغلُوب کرنے کے لئے اُن کا وسیلے کے طور پر استعمال کرنا بِلاشُبہ اِنسانی فِطرت کی مزاحمت اور انجام کار دُکھ اُٹھانا ہے۔ وہ لوگ ایسا ہی کہتے ہَیں۔ اُن کی فضُول گوئی پر توجہ نہ دو۔

'اِنسان' بہت بے پایاں ہے اور اُس کی فِطرت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اُس کی صلاحیّت بِسیار پہلُو ہے اور اُس کی طاقت لازوال ہے۔ اُن لوگوں سے خبردار رہو جو اُس کی حدیں مُقرّر کرنے کی کوشِش کرتے ہیں۔

یقینی ہے کہ شہوت کے عِوض اِنسان کو بہت زیادہ خراج چُکانا پڑتا ہے۔ مگر یہ کچھ عرصہ کے لئے ہی ادا کرتا ہے۔ تُم میں سے کون ہمیشہ کے لئے کسی کا باجگُزار بننا

---

[1] چھان بین کرنا

چاہے گا؟ کون باجگزار اپنے حکمران کا طوق اُتار پھینکنے اور خراج کی ادائیگی سے سُبکدوش ہونے کا خواب نہیں دیکھتا؟

اِنسان کِسی کا باجگزار بننے کے لئے پَیدا نہیں ہُوا، یہاں تک کہ اپنی مردانگی کا بھی نہیں۔ 'اِنسان'، ہمیشہ ہر طرح کی باجگزاری سے آزادی حاصِل کرنے کے لئے بے قرار رہتا ہے اور آزادی اُسے ہر حال میں مِل جائے گی۔

جو کوئی اپنے آپ پر قابُو پانے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے، اُس کے لئے خُون کے رِشتوں کے کیا معنی؟ یہ ایک زنجیر ہے جِس کو مضبُوط اِرادے سے توڑنا ضرُوری ہے۔

اپنے آپ پر قابُو پا چکا اِنسان یہ محسُوس کرتا ہے کہ اُس کے خُون کا ہر ایک خُون سے رِشتہ ہے۔ اِس لئے وہ کِسی بھی خُون سے بندھا ہُوا نہیں ہے۔

جو مُشتاق نہیں ہیں، اُنہیں اپنی نسل میں اِضافہ کرنے دو ــــــ مُشتاقوں نے اپنے آپ پر قابُو پانے والی ایک اور نسل پَیدا کرنی ہے۔

اپنے آپ پر قابُو پانے والوں کی نسل کمر اور کوکھ سے پَیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تو پرہیزگاروں کے قلب سے نمُودار ہوتی ہے، جِن کے دِل کا خُون فتح حاصِل کرنے کے قوی اِرادے کے زیرِ کمان ہوتا ہے۔

مَیں جانتا ہُوں کہ تُم نے اور دُنیا میں تُمہاری طرح اور بھی بہت سے لوگوں نے پرہیزگاری کا عہد لے رکھا ہے، مگر جَیسے کہ زموّرا کا گزشتہ رات کا خواب اِس امر کی شہادت ہے، تُم پرہیزگاری سے بہت دُور ہو۔

پرہیزگار وہ نہیں جو درویشوں کا چوغہ پہن کر اپنے آپ کو کشادہ دیواروں اور بھاری آہنی دروازوں کے اندر بند کر لیتے ہیں۔ بہت سے راہب اور راہبائیں نہایت عیّاش لوگوں سے بھی زیادہ عیّاش ہیں۔ خواہ اُن کے جِسم قسم اُٹھا سکتے ہَیں ــــــ اور بالکل سچّی قسم ــــــ کہ اُنہوں نے کِسی دُوسرے جِسم سے مِلاپ نہیں کیا۔ ہاں، وہ یقیناً

پرہیزگار ہیں جن کے دِل و دماغ پاکیزہ ہیں۔ وہ چاہے خانقاہوں میں ہوں یا کھلے عام بازاروں میں۔

میرے ساتھیو، 'عورت' کی عزّت کرو، اور اُس کی پاکیزگی قبول کرو۔ اپنی اولاد کی ماں کے طور پر نہیں، نہ ہی بیوی اور محبُوبہ کی حیثیت سے، بلکہ مَرد کی ہمسفر کے طور پر، بلکہ مُشترک زِندگی کی طویل مُشقّت اور سزائیں اُس کی برابر کی حِصّہ دار اور شریک کے طور پر۔ کیونکہ بغیر اُس کے مَرد 'دُوئی' کا خِطّہ عبُور نہیں کرسکتا۔ عورت میں مَرد کو اپنی وحدانیت اور مَرد میں عورت کو 'دُوئی' سے نجات مِلے گی۔ اور زمانے کی سطح پر یہ جوڑے مل کر ایک ہو جائیں گے۔ حتّیٰ کہ اپنے آپ پر فتح حاصِل کرنے والا بھی، جو نہ مَرد ہے نہ عورت، جو صرف کامِل اِنسان ہے۔

مَیں اپنے آپ پر فتح مند ہونے کی ہدایت کرتا ہُوں ـــــ اُس 'اِنسان' کے لئے جو اپنے آپ میں کامِل اور خُود کا مالِک ہے۔ اور اِس سے پہلے کہ میرداد تُمہارے بیچ سے خُود کو اُٹھالے تُم سب اپنے آپ پر فتح حاصِل کرلو گے۔

زمورا : تیرے مُنہ سے ہمیں چھوڑ جانے کی بات سُن کر میرا دِل دُکھی ہوتا ہے۔ اگر وہ دِن کبھی آہی گیا، جب کہ ہم تُجھے تلاش کریں گے اور تُو نہیں مِلے گا۔ تو زمورا بلاشک اپنی زِندگی کا خاتمہ کر دے گا۔

میرداد : زمورا تو بہت سی چیزیں اپنی رضا سے کرسکتا ہے ۔ تُو سبھی چیزوں کے مُتعلّق اپنی مرضی کرسکتا ہے۔ مگر ایک بات میں تیری مرضی نہیں چلے گی۔ وہ ہے اپنی رضا کا خاتمہ کرنا[1]۔ جو رضا کہ 'زِندگی' کی رضا ہے۔ جو 'رضائے کُل' ہے۔ کیونکہ 'زندگی' جو 'ہستی' ہے کبھی اپنی رضا سے اُسکو 'نیستی' میں نہیں بدل سکتی۔ نہ ہی 'نیستی' کی کوئی رضا ہوسکتی ہے۔ نہیں، یہاں تک کہ خُدا بھی زمورا کو ختم نہیں کرسکتا۔

---

[1] یعنی تُو اپنی مرضی سے اپنی رُوح کو ختم نہیں کرسکتا۔

جہاں تک میرا تمہیں چھوڑ جانے کا سوال ہے، وہ دِن ضرور آئے گا، جب تم مجھے جسمانی صورت میں ڈھونڈو گے اور مَیں تمہیں نہیں مِلوں گا۔ کیونکہ مجھے اِس زمین کے علاوہ کسی اور جگہ بھی کام سرانجام دینا ہے۔ مگر مَیں کہیں بھی کوئی کام ادھورا چھوڑ کر نہیں جاتا۔ اِس لئے ہمیشہ خوش رہو۔ میرداد تم سے جُدا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تمہیں اپنے آپ کا فاتح نہ بنا دے ——— ایک صورت اور مکمل صورت میں اپنے آپ کا مالک۔

جب تم اپنے آپ کے مالک بن جاؤ گے اور وحدانیت حاصل کر لو گے، تب میرداد تمہیں لگاتار اپنے دِلوں میں بستا ہُوا مِلے گا۔ اور اُس کا نام تمہاری یادداشت میں کبھی نہیں دُھندلائے گا۔

یہ تعلیم مَیں نے نُوح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تمہیں دیتا ہُوں

باب تیئیسواں

سِم سِم کا مرض رفع کرنا

میرداد سِم سِم کا مَرض دُور کرتا ہے اور بڑھاپے کی بات کرتا ہے

نرونڈا : 'کشتی' کے اصطبلوں میں سب سے بوڑھی گائے، سِم سِم پانچ دِنوں سے بیمار چلی آرہی تھی اور پانی اور چارہ کو مُنہ تک نہیں لگاتی تھی۔ جب کہ شمادم نے ایک قصّاب کو بُلوا بھیجا تھا، یہ کہتے ہُوئے کہ بجائے اِس کے کہ اُس کو مَرجانے دیں اور وہ کسی کام کی نہ رہے اُس کو ذبح کر کے اُس کے گوشت اور کھال کی قیمت مُنافع میں حاصل کرنا زیادہ سمجھداری ہو گی۔

جب مُرشد نے یہ بات سُنی تو وہ بہت گہری سوچ میں ڈُوب گیا اور اُنہیں قدموں سے سیدھا اصطبل اور سِم سِم کی کھُرلی پر چلا گیا۔ اُس کے سات ساتھی' بھی اُس کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے۔

سِم سِم اُداس اور لگ بھگ بے حِس و حرکت کھڑی تھی۔ اُس کا سر بالکل لٹکا ہُوا تھا، آنکھیں آدھی بند تھیں، اور اُس کے بال سیدھے کھڑے تھے، اور اُن کی چمک غائب تھی۔ وہ کبھی کبھی کسی گُستاخ مکھّی کو اُڑانے کے لئے اپنا کان ذرا سا ہِلا دیتی تھی۔ اُس کا بھاری لیوا بے جان اور خالی خالی سا اُس کی رانوں کے درمیان لٹک رہا تھا کیونکہ سِم سِم کو اپنی لمبی عُمر اور زِندگی کے آخری وقت میں مادریت کی میٹھی

دِل آزاری سے محرُوم کر دیا گیا تھا۔ اُس کے کُولھوں کی ہڈّیاں اُداس اور ہیبت ناک قبر کے دو پتھروں کی طرح باہر کو اُبھری ہُوئی تھیں۔ اُس کی پسلیاں اور ریڑھ کی ہڈّی کے جوڑ بڑی آسانی سے گِنے جا سکتے تھے۔ اُس کی لمبی اور پتلی پُونچھ، جس کے سرے پر بالوں کا بھاری گُچھا تھا، سیدھی اکڑی ہُوئی لٹک رہی تھی۔

'مُرشد' بیمار جانور کے پاس گیا۔ اور اُس کی آنکھوں اور سینگوں کے درمیان اور ٹھوڑی کے نیچے سہلانا شرُوع کر دِیا۔ کبھی کبھی اُس کی پیٹھ اور پیٹ پر بھی ہاتھ پھیر دیتا۔ اور اُس کے ساتھ تمام وقت یُوں باتیں کر رہا تھا۔ جیسے کہ وہ کوئی اِنسان ہو۔

میرداد : تیری جُگالی کہاں ہے، میری فیّاض سِم سِم؟ سِم سِم اِتنا کُچھ دے چُکی ہے کہ وہ اپنے پاس جُگالی کرنے کے لئے ذرا سا رکھنا بھی بھُول گئی۔ اور سِم سِم نے ابھی بھی بہت کُچھ دینا ہے۔ اُس کا برف کی مانند سفید دُودھ آج تک ہماری رگوں میں گہرے سُرخ رنگ کی شکل میں بہہ رہا ہے۔ اُس کے طاقت ور بچھڑے ہمارے کھیتوں میں وزنی ہل چلا رہے ہیں اور اَن گِنت بھُوکے مُونہوں میں خُوراک پہنچانے میں ہماری مدد کر رہے ہیں۔ اُس کی خُوب صُورت بچھڑیاں اپنے بچھڑوں کے ساتھ ہماری چراگاہوں کی رونق ہیں۔ یہاں تک کہ اُس کا گوبر بھی ہماری رسیلی سبزیوں اور باغ کے رسیلے پھلوں کی شکل میں ہمارے باورچی خانوں کی برکت بنا ہُوا ہے۔

ہمارے نالے ابھی بھی پیاری سِم سِم کے بھرپُور رَمبھانے کی گُونج اور پلٹ کر آنے والی صدا سے گُونج رہے ہیں۔ ہمارے چشمے ابھی بھی اُس کے شفیق چہرے کو منعکس کر رہے ہیں۔ ہماری زمین اُس کے کھُروں کی اَمِٹ چھاپ کو نہایت احترام سے دیکھتی اور خوشی سے اُن کی حفاظت کرتی ہے۔

ہمارے گھاس پات سِم سِم کا چارہ بن کر نہایت خُوش ہوتے ہیں۔ ہماری دھوپ اُس کو سہلا کر بے حد راحت محسُوس کرتی ہے۔ ہماری بادِ صبا اُس کے بدن کے نرم اور چمکدار روؤں پر پھسل کر بہت خُوش ہے۔ اُس کو بڑھاپے کا ریگستان عبُور کرنے اور مزید

سُورجوں اور نسیموں کی زمین کی چراگاہوں میں اُس کے رہنما بننے کے لئے میرداد اَزحد شُکرگزار ہے۔

سم سم نے بہت کچھ دیا ہے اور بہت کچھ لیا ہے۔ مگر سم سم نے ابھی اور بھی بہت کچھ دینا اور لینا ہے۔

میکاستر : تُو سم سم سے اِس طرح ہم کلام ہے جیسے وہ اِنسانی عقل کی مالک ہو۔ کیا وہ تیرے الفاظ کے معنی سمجھ سکتی ہے؟

میرداد : نیک میکاستر اہمیت الفاظ کی نہیں، بلکہ اُس چیز کی ہوتی ہے جو اُن کے اندر دھڑکتی ہے اور جانوروں پر بھی اِس کا اثر ہوتا ہے۔ اُس کے عِلاوہ مجھے تو مِسکین سم سم کی آنکھوں میں ایک عورت میری طرف جھانکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

میکاستر : بُوڑھی اور مَر رہی سم سم کے ساتھ اِس طرح کی باتیں کرنے سے کیا فائدہ؟ کیا تجھے اُمید ہے کہ ایسا کرکے تُو اُس تباہی کو روک دے گا جو بُڑھاپا برپا کرتا ہے اور سم سم کی عُمر دراز کر دے گا؟

میرداد : 'بُڑھاپا'، اِنسان اور حیوان دونوں کے لئے بارِ گراں ہے۔ اور اِنسانوں نے اِس کو اپنی غفلت شِعار بے رحمی سے اور بھی زیادہ کرب ناک[1] بنا دیا ہے۔ وہ نوزائیدہ بچّے پر اپنی زیادہ سے زیادہ توجّہ اور محبّت نِثار کرتے ہیں۔ مگر بُڑھاپے کے بوجھ سے دبے ہُوئے اِنسان کے لئے وہ اپنی دیکھ بھال سے زیادہ بے پروائی، اور ہمدردی سے زیادہ بیزاری مخصُوص رکھتے ہیں۔ جس طرح وہ کسی شِیر خوار بچّے کے سِنِّ بلوغ تک پہنچنے کے لئے بے چین رہتے ہیں، ٹھیک اُسی طرح وہ بوڑھے اِنسان کے قبر میں جانے کے لئے بے تابی سے مُنتظِر رہتے ہیں۔

کمسِن اور عُمر رسِیدہ لوگ ایک جیسے لاچار ہوتے ہیں۔ مگر بچّے کی لاچاری سب

---

[1] دُکھدائی

کو محبّت اور بے لاگ امداد کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ جب کہ عُمر رسیدہ لوگوں کی لاچاری چند لوگوں کی بے دِلی سے کی گئی اِمداد پلنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ دراصل عُمر رسیدہ لوگ بچوں سے زیادہ ہمدردی کے مُستحق ہوتے ہیں۔

جب لفظ کو اُس کان میں داخل ہونے کے لئے دیر تک زور سے دستک دینی پڑے، جو کبھی خفیف سے خفیف پھُسپھُساہٹ کے لئے مُتوجہ اور چوکنا رہا ہو۔
جب وہ آنکھ جو کبھی نہایت شفّاف تھی، پرلے درجے کے ہیبت ناک دھبّوں اور پرچھائیوں کے رقص کا میدان بن جائے۔

جب وہ پاؤں جس کو کبھی وقت پر لگے ہُوئے تھے، سیسے کا ڈھیلا بن جائے اور وہ ہاتھ جو زِندگی کو سانچے میں ڈھالتا تھا خُود ٹُوٹا ہُوا سانچہ بن جائے۔
جب گھٹنے کا جوڑ ہِل جائے اور سر گردن پر کٹھ پُتلی بن کر لٹک جائے۔
جب چکّی کے پاٹ گھِس جائیں اور گھراٹ ایک وِیران غار سے زیادہ کچُھ نہ رہے۔
جب اُٹھتے اُٹھتے گر جانے کے ڈر سے پسینے چھُوٹتے ہوں اور بیٹھتے وقت تکلیف دِہ شُبہ ہو کہ شاید اب کبھی دوبارہ اُٹھا نہیں جائے گا۔

جب کھاتے اور پیتے ہُوئے کھانے اور پینے کے بعد کے اثرات کے خیال سے ڈرتے رہیں۔ اور کچُھ نہ کھانے اور پینے کی حالت میں گھناونی موت، شکار کے لئے آتی ہُوئی دِکھائی دے۔

ہاں، جب 'بڑھاپا' اِنسان کو دبوچ لے تو میرے ساتھیو، تب وہ وقت ہوتا ہے جب اُسے کان اور آنکھیں دی جائیں، اُس کو ہاتھ اور پاؤں دیئے جائیں اُس کی ختم ہو رہی طاقت کو محبّت کا سہارا دیا جائے تاکہ وہ محسُوس کر سکے کہ وہ جتنا اپنے بڑھتے پھُولتے بچپن اور جوانی میں زندگی کو عزیز تھا اپنی عُمر کے آخری برسوں میں بھی کہیں کم عزیز نہیں ہے۔

ابدیت میں چار کوڑی[1] سال بیشک پلک کی ایک جھپک سے زیادہ نہ ہوں، مگر وہ شخص جو چار کوڑی سال تک اپنے آپ کو بوتا رہا ہو، پلک کی ایک جھپک سے کہیں زیادہ ہوتا ہے وہ اُن سب کی خوراک کا سامان ہوتا ہے جو اُس کی زندگی کی فصل اکٹھی کرتے ہیں۔ اور وہ کون سی زندگی ہے جس کی فصل کو سب مل کر کاٹتے اور اکٹھا نہیں کرتے؟

کیا تم اِس لمحہ بھی اُس عورت اور مرد کی زندگی کی فصل نہیں کاٹ رہے جو کسی وقت اِس 'زمین' پر چلتے پھرتے رہے ہیں؟ تمہاری گفتگو فقط اُن کی گفتگو کی فصل ہی تو ہے۔ تمہارے خیالات اُن کے خیالات کی خوشہ چینی سے زیادہ کچھ بھی تو نہیں ہیں۔ کیا یہ تمہارے کپڑے اور مکان، تمہاری خوراک، تمہارے اوزار، تمہارے آئین، تمہاری روائتیں اور رسمیں اُن لوگوں کے کپڑے، مکان خوراک، اوزار، آئین، روائتیں اور رسمیں نہیں ہیں جو تم سے قبل ہو گزرے ہیں؟

تم ایک ہی وقت میں ایک ہی فصل کاٹ کر گھر نہیں لاتے، بلکہ سبھی چیزیں لاتے ہو اور ہر وقت لاتے رہتے ہو۔ تم خود ہی بونے والے ہو، فصل بھی خود ہو، کاٹنے والے بھی خود اور گاہنے کا فرش بھی خود ہی ہو۔ اگر تمہاری فصل کمزور ہے تو اُس بیج کو دیکھو جو تم نے دوسروں میں بویا ہے اور اُس بیج کو بھی دیکھو جسے تم نے انہیں اپنے اندر بونے کی اجازت دی تھی۔ فصل کاٹنے والے، اُس کی درانتی، کھیت اور پھٹکنے کے فرش پر بھی نظر ڈالو۔

وہ بوڑھا انسان جس کی زندگی کی فصل کاٹ کر تم نے اپنے غلّے کی کوٹھی میں بھر لی ہے بلاشک تمہاری تمام تر توجّہ کا مستحق ہے۔ اگر تم اُس کے اُن برسوں میں، جو کاٹی جانے والی چیزوں سے ابھی بھی مالال ہے، اپنی لاپروائی سے زہر گھول دوگے تو جو کچھ تم نے اُس کی

---

[1] مراد اسّی سال

فصل کاٹ کر اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اور جو کچھ ابھی تم نے آگے کے لئے محفوظ کرنا ہے، یقیناً تمہارے منہ میں تلخی بھر دے گا۔ یہی امر زندگی کی بازی ہار رہے حیوان پر صادق آتا ہے۔

یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ فصل سے فائدہ اُٹھا کر بعد میں فصل کے بونے والے اور کھیت کو کوسا جائے۔

میرے ساتھیو، ہر نسل اور ہر مُلک کے افراد کے تئیں مہربان رہو۔ راہِ خُدا میں وہ تمہاری غذا ہونگے۔ مگر عمر رسیدہ لوگوں کے لئے خاص کر مہربان رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے رحمی کے باعث تمہاری قوّت زائل ہو جائے۔ اور تم کبھی اپنی منزل پر نہ پہنچ سکو۔
ہر قسم اور ہر عُمر کے جانور کے تئیں مہربان رہو۔ تمہارے سفر کی لمبی اور دُشوار تیاریوں میں وہ تمہارے گُونگے مگر نہایت وفادار خِدمت گار ہیں۔ مگر بُوڑھے جانوروں کے حق میں زیادہ مہربان رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری سنگدِلی کے سبب اُن کی وفاداری بے وفائی میں بدل جائے۔ اور اُن کی مدد ایک رُکاوٹ بن جائے۔

سِم سِم کے دُودھ پر پرورِش پانا اور جب اُس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ بچے تو اُس کی گردن پر قصّاب کی چھُری رکھ دینا، اِنتہا درجے کی احسان فراموشی ہے۔
'مُرشِد' کی بات ابھی بمُشکل پُوری ہُوئی تھی جب کہ شمادم قصّاب کے ساتھ اندر داخل ہُوا۔ قصّاب سِیدھا سِم سِم کے پاس گیا۔ جیسے ہی اُس نے گائے کو دیکھا ہم نے اُس کو خُوشی سے بُلند آواز میں ہنسی اُڑاتے ہُوئے اور یہ کہتے ہوئے سُنا، "تم یہ کیسے کہتے ہو کہ گائے بیمار ہے اور مر رہی ہے۔ یہ مُجھ سے زیادہ صحت ور ہے۔ سِوائے اِس کے کہ یہ غریب جانور بھُوک سے مر رہا ہے، جب کہ مَیں نہیں۔ اِس کو کھانے کے لئے دو۔"
اور، سچ مُچ ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ سِم سِم جُگالی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ شمادم کا دِل بھی پسیج گیا۔ اور اُس نے حُکم دِیا کہ سِم سِم کے کھانے کے لئے ایک گائے کے مطلب کی خاص نعمتیں دی جائیں۔ اور سِم سِم نے بڑے مزے سے کھایا۔

باب چوبیسواں

کیا کھانے کے لئے مارنا جائز ہے

جب شمادم اور قصاب چلے گئے تو میکایون نے مُرشد سے پُوچھا:

میکایون : مُرشد کیا کھانے کے لئے مارنا جائز نہیں ہے ؟

میرداد : مَوت سے پیٹ بھرنا 'مَوت' کی خُوراک بننا ہے۔ دُوسروں کی تکلیف پر جینا عذاب کا شکار ہونا ہے۔ یہی 'رضائے کُل' ہے۔ میکایون اِس کو پہچان اور اپنی راہ کا اِنتخاب کر۔

میکایون : اگر مَیں اِنتخاب کرنے کی حالت میں ہوتا تو سیمُرغ کی طرح چیزوں کا گوشت کھانے کی بجائے اُن کی خُوشبُو کے سہارے جینا پسند کرتا۔

میرداد : تیرا اِنتخاب واقعی بہت اعلیٰ ہے۔ یقین کر میکایون وہ دِن بھی قریب ہے جب لوگ چیزوں کی خُوشبُو کو جو اُن کا جوہر ہے، اپنی زِندگی کا سہارا بنائیں گے، اُن کے خُون اور گوشت کو نہیں۔ اور وہ دِن مُشتاقوں کے لئے بہُت دُور نہیں ہے۔

کیونکہ مُشتاق جانتے ہیں کہ مُجسّم زِندگی غیر مُجسّم رُوح تک پہنچنے کے لئے ایک پُل ہے۔

اور مُشتاق جانتے ہیں کہ مکرُوہ اور نامُکمّل حواسِ خمسہ نہایت لطیف اور مُکمّل دُنیا کی جانب کُھلنے والے محض جھروکے ہیں۔

اور مُشتاق جانتے ہیں کہ ہر اُس جسم کی، جس کی وہ چیر پھاڑ کرتے ہیں مرمّت یقیناً اُن کو دیر سویر اپنے ہی گوشت کرنی پڑے گی، اور جو بھی ہڈّی وہ توڑتے اور کچلتے ہیں، اُنہیں وہ اپنی ہی ہڈّی سے نئے سرے سے بنانی پڑے گی۔ اور خُون کا جو بھی قطرہ وہ بہاتے ہیں، اُس کو اُنہیں اپنے ہی خُون سے پُورا کرنا پڑے گا۔ کیوں کہ جسموں کا یہی قانُون ہے۔

اور مُشتاق اِس قانُون کی گرفت سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ اِس لئے وہ اپنی جسمانی ضرُوریات کو ن کے برابر[1] کر لیتے ہیں۔ اِس طرح اُن کے جسم کے تئیں قرض کم ہو جاتا ہے، جو اصل میں 'عذاب' اور 'موت' کے تئیں قرض ہے۔

مُشتاق کی اپنی رضا اور اِشتیاق ہی ممانعت کر دیتے ہیں۔ جب کہ غیر مُشتاق اِس اِنتظار میں ہوتا ہے کہ دُوسرے اُسے منع کریں۔ بہت سی چیزیں جسے غیر مُشتاق اپنے لئے جائز قرار دیتا ہے، مُشتاق اپنے لئے ناجائز سمجھتا ہے۔

جب کہ غیر مُشتاق اپنی جیب اور پیٹ میں ڈالنے کے لئے زیادہ سے زیادہ چیزوں پر جھپٹتا ہے، مُشتاق کے وقتِ رُخصت اُس کی کوئی جیب نہیں ہوتی اور اُس کا پیٹ کسی بھی جاندار کے خُون اور اینٹھن سے پاک ہوتا ہے۔

جو کچھ غیر مُشتاق مِقدار میں حاصِل کرتا ہے، یا سمجھتا ہے کہ وہ حاصِل کر رہا ہے، مُشتاق رُوح کی پاکیزگی اور اِحساس کی حلاوت میں حاصِل کر لیتا ہے۔

جب کوئی دو آدمی کسی ہرے بھرے کھیت پر نگاہ ڈالتے ہیں، ایک اُس کی پیداوار کا اندازہ مَنوں میں لگاتا ہے اور مَنوں کی قیمت کا چاندی، سونے میں حساب لگاتا ہے، جب کہ دُوسرا اپنی نگاہ سے ہریالی کا جوہر نوش کرتا ہے۔ اپنے تصوّر میں ہر پتّی کو چُومتا ہے اور اپنی رُوح سے ہر ایک چھوٹی جڑ ہر کنکر اور مِٹّی کی ڈلی سے

---

[1] نہایت کم کر لینا

اخوت قائم کرتا ہے۔

مَیں تجھے بتاتا ہوں کہ دُوسرا شخص اُس کھیت کا جائز مالک ہے، خواہ کاغذات میں مِلکیت پہلے شخص کی ہی ہو۔

ایک مکان میں بیٹھے ہُوئے دو اشخاص میں سے ایک اُس کا مالک ہے، دُوسرا محض مہمان۔ مالک مکان کی تعمیر اور اُس کے رکھ رکھاؤ کے خرچ اور پردوں، غالیچوں اور دیگر سازوسامان کی قیمت کا مُفصّل ذِکر کرتا ہے۔ جب کہ مہمان اپنے دِل ہی دِل میں اُن ہاتھوں کو دُعا دیتا ہے، جنہوں نے پتھر کان سے کھود کر نکالے، تراشے اور چُنے، جن ہاتھوں نے چادروں اور پردوں کو تانا اور بُنا، جن ہاتھوں نے جنگل کاٹ کر اُس کو کھڑکیوں، دروازوں اور میز کرسیوں میں بدل ڈالا۔ وہ شخص اعلیٰ اور پاکیزہ رُوح کا مالک ہے جو اُن چیزوں کو وجُود میں لانے والے 'تخلیقی ہاتھ' کی تعریف کرتا ہے۔

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں کہ مہمان اُس کا دائمی باشندہ ہے، جب کہ نام نہاد مالک بھاڑے کا ٹٹوّ ہے، جو مکان کو اپنی پیٹھ پر ڈھو تو رہا ہے، اُس میں رہ نہیں رہا۔

اُن دو اشخاص میں سے، جو کسی بچھڑے کے ساتھ اُس کی ماں کے دُودھ میں حصّہ بٹاتے ہیں، ایک بچھڑے کا اِس نظریئے سے تخمینہ لگاتا ہے کہ بچھڑے کے نرم جسم سے میرے قریبی جنم دِن پر میرے اور میرے دوستوں کی ضیافت کے لئے نفیس گوشت مہیّا ہوگا، جب کہ دُوسرا بچھڑے کو اپنا ہمشیر خیال کرتا ہے اور اُس نوخیز جانور اور اُس کی ماں کے لئے محبّت سے بھر جاتا ہے۔

مَیں تمہیں بتاتا ہُوں، بچھڑے کے گوشت نے دُوسرے شخص کی صحیح معنوں میں پرورِش کی ہے، جبکہ پہلے کو اُس کا زہر چڑھ گیا ہے۔

ہاں، بہت سی چیزیں جن کو دِل میں جگہ دینی چاہیئے تھی، پیٹ میں ڈال لی جاتی ہیں۔

بہت سی چیزیں جو آنکھ اور ناک میں محفوظ کرنی چاہئیں، جیب اور نعمت خانے میں بند کر دی جاتی ہیں۔

بہت سی چیزیں جو دماغ سے چبائی جانی چاہیئے تھیں، دانتوں سے چبائی جاتی ہیں۔

اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے جسم کی ضرورت بہت معمولی ہوتی ہے۔ تم اِس کو جتنا کم دوگے یہ تمہیں بدلے میں اُتنا ہی زیادہ دیتا ہے۔ تم اِسے جتنا زیادہ دوگے یہ بدلے میں تمہیں اُتنا ہی کم دے گا۔

دراصل تمہارے پیٹ اور نعمت خانے سے باہر رکھی چیزیں تمہارے پیٹ اور نعمت خانہ میں پڑی ہُوئی چیزوں سے تمہیں زیادہ زندہ رکھتی ہیں۔

لیکن ابھی تم صرف چیزوں کی خوشبُو کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتے۔ تم اپنی ضرورت کو محض ضرورت کے مطابق ہی 'زمین' کے وسیع دِل سے بے دھڑک پورا کرو، اُس سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ 'زمین' ایسی مہمان نواز اور پُرشفقت ہے کہ اُس کا دِل اپنے بچّوں کے لئے ہمیشہ بچھا رہتا ہے۔

'زمین' اور کیا ہو سکتی ہے؟ اپنی پرورش کے لئے وہ اپنے آپ سے باہر اور جائے بھی تو کہاں؟ 'زمین' نے زمین کی نشوونما کرنی ہے اور 'زمین' کوئی کم ظرف میزبان نہیں ہے، اُس کا دسترخوان تو ہر وقت اور سب کے لئے بچھا رہتا ہے۔

بالکُل اُسی طرح، جیسے 'زمین' تمہیں اپنے دسترخوان پر دعوت دیتی ہے اور کوئی بھی چیز تمہاری پہنچ سے باہر نہیں رکھتی، اُسی طرح تم 'زمین' کو اپنے دسترخوان کے لئے دعوت دو اور اُس سے نہایت محبّت اور خُلوص سے کہو:

"اے میری توصیف سے بڑھ کر ماں! جیسے تُو نے اپنا سینہ میرے آگے پھیلا دیا ہے کہ مَیں اپنی ضرورت کے لئے جو بھی چاہوں اُس سے لے لوں۔ اُسی طرح میرا دِل تیرے سامنے حاضر ہے۔ جو بھی کچھ تُو اپنی ضرورت کے لئے چاہتی ہے اِس سے لے لے۔"

اگر 'زمین' کے سینے سے مطمئن ہونے کا اِس طرح کا جذبہ تیرا راہنما ہے تو ہرگز یہ سوچنے کی ضرورت نہیں کہ تو کیا کھاتا ہے۔

لیکن اگر اُوپر بیان کیا گیا جذبہ درحقیقت تیرا راہنما ہو تو تجھ میں اِتنی صلاحیت اور محبت کا ہونا لازمی ہے کہ تو 'زمین' کو اُس کے اپنے بچوں سے ہمیشہ کے لئے الگ کر کے صدمہ نہ پہنچائے۔ خاص کر اُن بچوں سے جو جینے کا سرور اور مرنے کی تکلیف محسوس کرنے لگے ہیں ۔ ـــــــ وہ جو 'دوئی' کے دائرہ میں پہنچ چکے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے بھی آہستہ آہستہ مشقت سے 'وحدت' کی جانب اپنا سفر طے کرنا ہے۔ اور اُن کا سفر تمہارے سفر سے زیادہ طویل ہے۔ اگر تم اُن کی رفتار میں مخل ہوگے تو وہ تمہاری رفتار میں مخل ہوں گے۔

ابیمار : کیونکہ مرنا سبھی جانداروں کا مقدر ہے، موت کا سبب خواہ کچھ بھی ہو۔ پھر، اگر میں کسی جانور کی موت کا سبب بن جاؤں تو اُس میں مجھے تامل کیوں ہو؟

میرداد : یہ صحیح ہے کہ سبھی جانداروں نے کبھی نہ کبھی تو مرنا ہے، مگر لعنت ہے اُس پر جو کسی بھی جاندار کی موت کا سبب بنتا ہے۔

جیسے یہ جانتے ہوئے کہ میں نرونڈا سے اِنتہا محبت کرتا ہوں، اور میرے دل میں کسی کا خون بہانے کی کوئی خواہش نہیں، تم مجھے اُس کو مار ڈالنے کا اِختیار نہیں دوگے ۔ اُسی طرح 'رضائے کل' کسی اِنسان کو کسی دوسرے بھائی اِنسان یا حیوان کو مارنے کا اِختیار نہیں دیتی، سوائے اُس حالت کے جب کہ وہ اُس کو اُس کی موت کے لئے اپنا آلۂ کار بننے کے لائق نہ سمجھتی ہو۔

جب تک اِنسان جیسے کہ وہ ہیں ویسے ہی رہتے ہیں، اُن میں چوریاں اور ڈاکے، جھوٹ اور جنگ، قتل و غارت ہوتے ہی رہیں گے۔ اور ہر طرح کے شیطانی اور بدی کے جذبات پیدا ہوتے رہیں گے۔

لیکن لعنت ہے چور اور ڈاکو پر اور لعنت ہے کاذب اور جنگ باز پر اور قاتل پر

اور ہر اُس اِنسان پر، جو اپنے دِل میں شیطانی اور بدی کے جذبات کو پناہ دیتا ہے۔ کیوں کہ اُن مُصیبت زدوں کو 'رضائے کُل'، مُصیبت کے قاصِدوں کے طور استعمال کرتی ہے۔

مگر تُم، میرے ساتھیو، ضرور اپنے دِلوں کو شیطانی اور بدی کے تمام جذبات سے پاکیزہ کرو۔ تاکہ 'رضائے کُل' تمہیں رنجیدہ دُنیا کے پاس، مُصیبت سے راحت، خُود پر فتح مندی، 'محبت' اور 'عِرفان'، کے ذریعے 'نجات'، کا مُژدہ پہنچانے کے لائق سمجھے۔

یہ تعلیم مَیں نے نُوح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تُمہیں دیتا ہُوں

باب پچیسواں

انگوُر بیل کا روز

انگوُر بیل کا روز اور اُس کے لئے تیاری
میرداد اُس سے پہلی شام کو غائب پایا جاتا ہے

نرونَدا : 'انگور بیل کا روز' قریب آرہا تھا اور ہم 'کشتی' کے لوگ مع 'مُرشد' کے، باہر سے اِمداد کے لئے آئے ہُوئے خِدمت گاروں کی ٹُکڑیوں کے ہمراہ شب و روز عظیم ضیافت کی تیاریوں میں مصرُوف تھے۔ 'مُرشِد' اِس قدر جوش اور جی جان سے کام کرتا تھا کہ شمادم بھی اُس کے لئے اِطمینان کا اِظہار کئے بغیر نہ رہ سکا۔

'کشتی' کے وسیع تہہ خانوں میں جھاڑ پونچھ اور سفیدی کی جا رہی تھی۔ اور بیسیوں خُم[1] اور کنستر صاف کئے جانے اور مُناسب جگہوں پر رکھے جانے تھے تاکہ اُن میں تازہ شراب ڈالی جا سکے۔ جب کہ اُتنے ہی خُم اور کنستر، جن میں سال گزشتہ کے انگوروں سے کشید کردہ شراب رکھی ہُوئی تھی۔ نُمائش میں رکھی جانی تھی تاکہ گاہک اُن کا مال بآسانی چکھ اور پرکھ سکیں۔ کیونکہ روایت کے طور پر 'انگور بیل کے روز' سال گزشتہ کی شراب فروخت کی جاتی ہے۔

'کشتی' کے کُشادہ صحن صاف اور آراستہ کئے جانے تھے۔ اور اُن میں تقریب کے پُورے ہفتہ کے لئے مُسافروں کے قیام اور بیوپاریوں کے لئے اپنے مال

---

[1] مٹکے

کی نمائش کے واسطے سینکڑوں خیمے لگائے جاتے تھے اور عارضی دُکانیں تعمیر کی جاتی تھیں۔

اِن کے عِلاوہ انگوروں کا رَس نِکالنے کا بیلنا درُست اور چالو کیا جاتا تھا، تاکہ انگوروں کے بڑے انبار جو کئی مزارعوں اور سرپرستوں کے ذریعہ گدھوں، ٹٹوؤں اور اُونٹوں پر لاد کر 'کشتی' میں لائے جاتے تھے، پیلے جا سکیں۔ جن کی رَسد کم پڑجائے یا جو لوگ بغیر رَسد کے ہی آجائیں، اُن کو فروخت کے لئے کافی تعداد میں روٹیاں پکائی جاتی اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں تیار کی جاتی تھیں۔

ابتداً 'انگور بیل کا روز' شکرانے کا موقع ہوتا تھا۔ مگر بیوپار کے لئے شمادم کی غیر معمولی سُوجھ بُوجھ نے ایک دِن کو بڑھا کر ایک ہفتہ بنا دِیا، اور وہ ایک طرح کا میلا بن گیا تھا، جس میں نزدیک و دُور کے ہر پیشے کے مَرد و زَن ہر سال بڑھ رہی تعداد میں جوش و خروش سے شامِل ہوتے ہیں۔ شہزادے، مَلنگ، ہالی اور کاریگر، مُنافع خور، عَیش پرست اور مزید کئی قِسم کے مُتلاشی، بَلا کے رِند اور پکے پرہیزگار، نیک مُسافِر اور بے دین آوارہ گرد، عِبادت گاہوں کے عابِد اور مے خانوں کے شیدائی، نیز اِن کے عِلاوہ بھار ڈھونے والے جانوروں کے ریوڑ ——— یہ خاصیت ہے اُس رنگ برنگے ہجُوم کی، جو سال میں دو بار، خزاں میں 'انگور بیل کے روز' اور فصلِ گُل میں 'کشتی' کے روز، 'پرستش چوٹی' کے سُکون پر دھاوا بول دیتا ہے۔

اِن موقعوں پر کوئی بھی مُسافِر خالی ہاتھ 'کشتی' میں نہیں آتا، ہر ایک کوئی نہ کوئی نذرانہ لاتا ہے۔ یہ نذرانے انگوروں کے گُچھے یا صنوبر کے پھَل سے لیکر موتیوں کی لڑی یا ہیروں کے ہار تک مُختلِف قِسم کے ہوتے ہیں۔ بیوپاریوں کی فروخت پر دَس فی صد کی دَر سے ٹیکس لگتا ہے۔

روایت یہ ہے کہ تقریب کے پہلے روز 'سردار' انگوروں کے گُچھوں سے آراستہ ایک شجر کے نیچے اُونچے منچ پر رَونق افروز ہو کر وہاں پر آئی خِلقت کو خُوش آمدید

کہتا ہے اور دُعا دیتا ہے۔ اُنہیں دُعا دینے کے بعد اُن سے نذر و نیاز قبول کرتا ہے اور پھر اُن کے ساتھ نئی رُت کی شراب میں سے جامِ اوّل نوش کرنے میں شریک ہوتا ہے۔ وہ اپنے لئے ایک لمبی گردن والی تُوبنی میں سے پیالہ بھرتا ہے اور پھر ہجُوم میں تقسیم کئے جانے کے لئے کسی 'ساتھی'، کو تُوبنی پکڑا دیتا ہے۔ تُوبنی خالی ہوتے ہی پھر سے بھر لی جاتی ہے۔ اور پھر جب سب لوگ پیالے بھر لیتے ہیں 'سردار'، اُنہیں اپنے پیالے اُوپر اُٹھا کر اُس کے ساتھ مُقدّس انگور بیل کی حمد گانے کا حُکم دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حمد 'حضرت نُوح'، اور اُس کے کُنبہ کے افراد نے اُس وقت گائی تھی جب اُنہوں نے پہلی بار 'انگور بیل'، کا رس چکھا تھا۔ حمد کے بعد ہجُوم خُوشی کے نعرے بُلند کرتا ہُوا اُپنے پیالے خالی کرتا ہے اور اپنے مُختلف کام دھندے انجام دینے اور خُوشیاں منانے کے لئے بِکھر جاتا ہے۔

'مُقدّس انگور بیل'، کی حمد اِس طرح ہے:

خُوش آمدید، 'اے مُقدّس بیل'

خُوش آمدید، اے نِرالی بُوٹی،

تُو اپنی نرم کونپلوں کی،

خُوب پرورِش کرتی ہے،

اور اپنے سُنہرے پھل میں

زِندگی کی مَے بھرتی ہے،

خُوش آمدید، اے مُقدّس بیل'

'طُوفان'، کے ستائے بچّے

کیچڑ میں غوطے کھاتے

تیری شفیق ٹہنی کا رَس چکھتے ہیں

تیری جان کی خیر مناتے ہیں

خوش آمدید، اے مقدس بیل،
او مٹی کے اسیر لوگو
او منزل سے بھٹکے راہیو،
قید سے تمہیں چھڑائے گی
صحیح راہ پر لائے گی
یہ انگور کی مقدس بیل،
یہ انگور کی نرالی بیل۔

تقریب کے اِفتتاح سے پہلے روز کی صبح کو 'مرشد' کہیں دِکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اِس کے باعث ساتھیوں کو جس قدر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اُنہوں نے فوراً نہایت سرگرمی سے اُس کی تلاش شروع کر دی۔ سارا دِن اور ساری رات وہ کشتی، اور اُس کے گرد و نواح میں مشعلیں اور لالٹینیں لے کر اُس کی تلاش کرتے رہے، مگر اُنہیں 'مرشد' کا کہیں پتہ نہ چلا۔ شمادم نے اِس قدر تشویش کا اِظہار کیا اور وہ اِس قدر بے چین دِکھائی دے رہا تھا کہ کسی کو گمان تک نہ گزرا کہ 'مرشد' کے اِس طرح پُراسرار طور پر غائب ہو جانے میں اُس کا بھی کوئی ہاتھ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی سب کو یقین تھا کہ 'مرشد' کسی فریب کا شکار ہو گیا ہے۔

عظیم جشن جاری تھا، مگر 'ساتوں ساتھیوں' کی زبانیں غم سے گُنگ تھیں، اور وہ پرچھائیوں کی طرح چل رہے تھے۔ ہجوم حمد گا چکا تھا اور شراب پی چکا تھا اور سردار، اُونچے منبر سے نیچے آ چکا تھا، جب کہ مجمع کے شور و غُل میں سے بُلند گونجتی ہوئی ایک آواز سُنائی دی۔ "ہم میرداد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم میرداد کو سُننا چاہتے ہیں۔"

یہ جانی پہچانی آواز رستیدیون کی تھی، جس نے دُور دُور تک وہ بات

پھیلا دی تھی کہ مُرشد نے اُسے کیا کہا اور اُس کے ساتھ کیا کیا تھا۔ اور جلدی ہی اُس کی آواز ہجوم کی آواز بن گئی اور 'مُرشِد' کے لئے کئے جا رہے شور میں سبھی لوگ ہم آواز ہو گئے اور شور نے ایسا زور پکڑا کہ ہم سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تربتر ہو گئیں اور ہمارے گلے رُندھ گئے۔

اچانک شور دَب گیا اور ہجوم پر مُکمّل خاموشی چھا گئی۔ ہمیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا، جب ہم نے دیکھا کہ 'مُرشِد' اُونچے منبر سے خاموش ہونے کے لئے اپنا ہاتھ ہلا رہا ہے۔

باب چھبیسواں

وعظ

میرداد تقریب میں شامل ہُوئے مُسافروں کو ہدایت کرتا ہے اور کشتی کو کچھ مُردہ بوجھ سے آزاد کرتا ہے

میرداد : میرداد کو دیکھو، جو اُس انگور بیل کی طرح ہے جس کی فصل ابھی اکٹھی نہیں کی گئی، جس کا رَس ابھی بِن پیئے پڑا ہے۔

میرداد اپنی فصل سے بھرپُور ہے۔ مگر افسوس فصل کاٹنے والے ابھی تک انگور کے باڑوں میں مصرُوف ہیں۔

اور رَس کی بہتات سے میرداد کا دم گھُٹ رہا ہے۔ مگر جام اُٹھانے والے اور پینے والے دُوسری شرابوں میں دُھت ہیں۔

ہل، کُدال اور درانتی چلانے والے مزدُورو، مَیں تُمہارے ہلوں، کُدالوں اور درانتیوں کو دُعا دیتا ہُوں۔

آج تک تم نے کہاں ہل چلایا ہے، کیا کھودا ہے، کیا چھانٹا ہے؟

کیا تم نے اپنی رُوحوں کی تیرہ و تار بنجر زمینوں میں ہَل چلایا ہے، جو طرح طرح کے جھاڑ جھنکاڑ سے بھری ہُوئی ہیں۔ اور اِس طرح یہ ایسا جنگل بَن گئی ہیں جہاں خوفناک دَرِندے اور بھیانک سانپ پنپ رہے ہیں، اور بڑھ رہے ہیں؟

کیا تم نے وہ مُہلک جڑیں چُن کر نِکال دی ہیں جن کو ہلچل مچانے والے

کیڑوں نے کھوکھلا کر دِیا ہے، یا جن کو اَمر بیلوں کے حملوں نے خُون چُوس کر خُشک کر ڈالا ہے۔

تُم نے اپنے دُنیوی انگُور باڑوں میں بخُوبی ہل چلانا، اُن میں سے گھاس پات چُن کر نکالنا اور اُن کو چھانٹنا تو سیکھ لیا ہے، مگر رُوحانی انگُور باڑا جو تُم خُود آپ ہو اَلمناک حد تک وِیران پڑا ہُوا ہے، جِس کی طرف کوئی توجّہ نہیں دی گئی۔

جب تک تُم انگُور باڑے سے پہلے اُس کے مالِک کی جانب رجُوع نہیں کرتے تُمہاری تمام تر محنت بیکار ہے۔

گنتّوں سے پُر ہاتھوں والو! مَیں تُمہارے گنتّوں سے پُر ہاتھوں کو دُعا دیتا ہُوں۔ ساہل اور رُول کے دوستو، اہرن اور ہتھوڑے کے ساتھیو، آرے اور چھَینی کے رفیقو، تُم سب اپنے مُنتخب پیشوں میں کِتنے ماہر اور مُستعد ہو!

تُم جانتے ہو کہ چیزوں کی ہمواری اور گہرائی کیسے معلُوم کی جاتی ہے، مگر اپنی سطح اور گہرائی کیسے تلاش کرنی ہے اِس کے بارے میں تُم کُچھ بھی نہیں جانتے۔

تُم کچّے لوہے کے ٹُکڑے کو اَہرن اور ہتھوڑے کی مدد سے نہایت ہُنرمندی سے شکل دیتے ہو۔ مگر تُم نہیں جانتے کہ 'عِرفان' کی اہرن اور 'رضا' کے ہتھوڑے سے کچّے اِنسان کو کیسے شکل دی جاتی ہے۔ اور نہ ہی تُم نے اَہرن سے یہ انمول سبق سیکھا ہے کہ جواب میں ضرب لگانے کا ذرا سا بھی خیال کئے بغیر آپ کیسے چوٹ کھانی ہے۔

جنگل اور پہاڑ میں تُم آری اور چھَینی چلانے میں برابر کے ہوشیار ہو۔ مگر تُمہیں اِس بارے میں کوئی عِلم نہیں کہ کسی بے ڈھنگے اور پیچیدہ کردار والے شخص کو کیسے شائستہ اور اپنا ہم خیال بنانا ہے۔

تُمہارے ہُنر جب تک کہ تُم پہلے اُن کو کاریگر پر استعمال نہیں کرتے، کِتنے بے معنی ہیں۔

'ماں۔زمین' کی نعمتوں اور اپنے بھائی اِنسانوں کے ہاتھوں سے بنی ہُوئی

چیزوں کو کچھ لوگوں نے اُن کی ضروریات کی آڑ میں اپنے مفاد کی خاطر بیوپار کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

مَیں ضروریات، نعمتوں اور پیداواروں کو دُعا دیتا ہوں، اور اس کے ساتھ بیوپار کو بھی۔ مگر ذاتی مفاد کے لئے، جو اصل میں ایک نقصان ہے، میرے مُنہ سے دُعا نہیں نکلتی۔

جب تم رات کی منحوس خاموشی میں دِن کی آمدنی کا حِساب کرتے ہو تو نفع کے کھاتہ میں کیا ڈالتے ہو؟ کیا لاگت سے زیادہ وصُول کی گئی رقم کو تم مُنافع سمجھتے ہو؟

پھر تو، یقیناً، وہ سارا دِن ہی ضائع گیا جس کے بدلے میں تم نے چاہے وہ کتنی ہی زیادہ ہو، رقم وصُول کر لی ہے۔ اور تم نے اپنے لئے اُس دِن کی ہم آہنگی، سکون اور تجلّی کی بے بہا دولت یُونہی ضائع کر دی۔ اُس کے 'آزادی' کے لگاتار بُلاوے بھی تم نے گنوا دیئے۔ اور اِنسانوں کے وہ دِل بھی، جن کو وہ اپنی ہتھیلی پر رکھ کر تمہیں بطور تحائف دینے کے لئے لائے تھے، یُونہی گنوا دیئے۔

جب تمہارا اصل سروکار لوگوں کی جیبوں سے ہو تو اُن کے دِلوں میں اُترنے کا راستہ تمہیں کس طرح مِلے گا؟ اور جب تک تمہیں اِنسانوں کے دِلوں میں داخل ہونے کا راستہ نہیں مِلتا تم خدا کے دِل میں داخل ہونے کی اُمید کیسے کر سکتے ہو؟ اور اگر تم خُدا کے دِل تک نہیں پہنچ سکتے تو تمہاری زِندگی کا مطلب ہی کیا ہے؟

اگر وہ شَے جس کو تم نفع خیال کرتے ہو، نقصان ہو، تو وہ خسارہ کتنا زیادہ ہو گا؟

اگر تمہیں نفع میں 'محبّت' اور 'عِرفان' حاصِل نہ ہوں تو تمہارا سارا بیوپار ہی اصل میں بے سُود ہے۔

حکومت کی چھڑی اور تاج رکھنے والے لوگو!

حکومت کی چھڑی ایسے ہاتھ میں سانپ بن جاتی ہے جو زخم دینے میں نہایت جلد باز اور مرہم لگانے میں نہایت کاہل ہے۔ جب کہ 'محبت' کا مرہم لگانے والے ہاتھ میں حکومت کی چھڑی وہ بجلی کی چھڑی ہے جو غمگینی اور بربادی کو نزدیک نہیں آنے دیتی۔

اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھو،

لعل و جواہر اور نیلموں سے مرصّع زرّیں تاج ایسے سر پر جو جھوٹی شیخی، جہالت اور لوگوں پر حکومت کی ہوس سے بھرا ہو، بہت بوجھل ہو جاتا ہے اور افسردگی اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ ہاں، ایسا ہی تاج پایۂ ستون پر لٹکایا گیا اپنے ہی پایۂ ستون کے لئے چبھتا ہوا مذاق بن جاتا ہے۔ جب کہ 'عرفان' اور خود پر فتح مندی کے حلقۂ نور سے آراستہ سر پر رکھا ہوا نایاب اور بیش بہا ہیروں کا تاج بھی اپنی بے قیمتی پر شرمسار ہوگا۔

اپنے سروں کو غور سے دیکھو،

کیا تم انسانوں پر حکومت کے متمنّی ہو؟ پہلے اپنے آپ پر حکومت کرنا سیکھو۔

جب تک تمہاری اپنے آپ پر اچھی حکومت نہیں ہوگی، تم دوسروں پر کیسے حکومت کر سکو گے؟ کیا ہوا کے چابک کھاتی جھاگ سے پُر لہر سمندر کو راحت دے سکتی ہے؟ کیا اشک آلود آنکھ کسی اشک آلود دل کو پُر سرور مسکراہٹ کی ترغیب دے سکتی ہے؟ کیا کوئی خوف یا غصّہ سے لرزتا ہوا ہاتھ جہاز کو متوازن رکھ سکتا ہے؟

عوام کے حاکموں پر خود عوام حکومت کرتے ہیں۔ اور لوگ شور و شر، بدامنی اور بدنظمی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ سمندر کی مانند ہی وہ آسمان سے آنے والی ہر ہوا کے رحم و کرم پر جیتے ہیں۔ اور سمندر کی طرح اُن میں جوار بھاٹا نمودار ہوتا ہے اور کسی وقت

ایسا لگتا ہے کہ وہ ساحل کو پیچھے دھکیل دیں گے۔ مگر سمندر کی طرح ہی اُن کی گہرائیاں پُرسکون ہوتی ہیں۔ اور سطح پر پڑ رہے ہَوا کے چابک اُن پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

اگر تم حقیقی طور پر لوگوں پر حکومت کرنا چاہتے ہو تو اُن کی آخری گہرائیوں تک غوطہ لگاؤ۔ کیونکہ لوگ جھاگ سے پُر لہروں سے زیادہ کچھ اور بھی ہیں۔ مگر اس سے پہلے کہ تم غوطہ زن ہو کر لوگوں کی گہرائیوں تک پہنچ سکو، تمہیں اپنے اندر کی آخری گہرائی تک غوطہ لگانا پڑے گا۔ اِس کام کو انجام دینے کے لئے تمہیں عصائے حکومت اور تاج چھوڑنے ہوں گے تاکہ ہاتھ محسُوس کرنے کے لئے اور سَر سوچنے اور اندازہ لگانے کے لئے آزاد ہو۔

جب تک تم اپنے اندر کے سرکش اِنسان پر، جس کا پسندیدہ شغل محض حکومت کی چھڑیوں اور تاجوں سے کھیلنا ہے، حکومت کرنا سیکھ نہ لو، تمہاری ساری حکومت بیکار ہے اور تمہارے سبھی قانون بے اصُول ہیں اور تمہارا امن و امان بدنظمی ہے۔

عُود جلانے والو اور مُطالعہ کرنے والو!

تم عُود دان میں کیا جلاتے ہو؟ تم دِینی کِتاب میں کِیا پڑھتے ہو؟

کِیا تم اُس عنبر کا رَس جلاتے ہو جو کچھ مخصُوص پَودوں کے خُوشبُودار دِلوں میں سے رِس کر جم جاتا ہے؟ مگر وہ تو عام بازار میں خرید و فروخت کِیا جاتا ہے اور وہ دو کوڑی کا خرید کر کِسی بھی معبُود[1] کو تکلیف دی جا سکتی ہے۔

کِیا تم سوچتے ہو کہ عُود کی خُوشبُو نفرت، حسد اور حرص کی بدبُو کو ڈھانپ سکتی ہے؟ کیا یہ مکّار آنکھوں، ٹال مٹول کرنے والی زبانوں، نفس پرست ہاتھوں کی سڑاند پر اثر انداز ہو سکتی ہے؟ کیا یہ یقین کا ڈھونگ رچتی ہُوئی، غیر یقینی اور مسرّتِ کامل کی حامل جنّت کی ڈینگ مارتی ہُوئی بخیل[2] مادّیت کی بُو پر پردہ ڈال سکتی ہے؟

---

[1] دیوتا، اِشٹ [2] کنجوس

اگر یہ تمام چیزیں فاقوں سے مارنے کے بعد ایک ایک کرکے دِل میں جلا ڈالی جائیں اور اُن کی راکھ آسمان کی چاروں ' ہواؤں ' میں بکھیر دی جائے تو اُن کی ۔لو تمہارے ربّ کی ناک کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو گی۔

عُود دان میں تُم کیا جلاتے ہو؟ نذر و نیاز ،حمد اور التجا؟

یہ بہتر ہے کہ غضب ناک معبُود کو اپنے ہی غُصّہ کی آگ میں جُھلس جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ تعریف کا بُھوکا معبُود تعریف کے لئے تڑپتا ہُوا ہی بہتر ہے۔ پتھر دِل معبُود کا اپنی سنگدِلی سے مر جانا ہی اچھا ہے۔

مگر خُدا نہ تو قہر آلُود ہے، نہ تعریف کا بُھوکا اور نہ ہی سنگدِل۔ بلکہ قہر آلُود تعریف کے بُھوکے اور سنگدِل تو تُم آپ ہو۔

خُدا نہیں چاہتا کہ تُم عُود جلاؤ۔ تُمہیں اپنے غُصّے، تکبّر اور بے رحمی کو جلانا چاہیئے تاکہ تُم بھی اُس کی طرح آزاد اور قادرِ مُطلق بن جاؤ۔ وہ چاہتا ہے کہ تُمہارے دِل سب چیزوں کے جلانے کے لئے عُود[1] دان بن جائیں۔

تُم دینی کِتاب میں کیا پڑھتے ہو؟

کیا تُم دینی ہدایات اِس لئے پڑھتے ہو کہ وہ عبادت گاہوں کی دیواروں اور گُنبدوں پر سُنہری حرُوف میں لِکھی جائیں، یا اِس لئے کہ وہ دِلوں میں منقُوش زندہ سچّائیاں بن جائیں؟

کیا تُم شرعی نظریوں کا مُطالعہ اِس غرض سے کرتے ہو کہ منبر سے اُس کا فتویٰ جاری کیا جا سکے اَور اُن کی، دلیل، زبان کی فریب کاری، اور اگر ضرُورت پڑے تو مال و زر اور بزورِ شمشیرِ پُر زور حمایت کی جا سکے، یا کیا تُم ' زندگی ' کا مُطالعہ اِس لئے کرتے ہو کہ دُوسروں کو اُس کا سلیقہ سِکھایا جا سکے۔ اور اُس کی حمایت کی جا سکے، مگر

---

[1] دھوپ دان

'زندگی'، کوئی نظریہ نہیں ہے، بلکہ ایک 'راستہ' ہے، جس پر عبادت گاہ کے اندر اور اُس کے باہر، جس طرح رات کو، اُسی طرح دِن میں، جس طرح پستیوں میں، اُسی طرح بُلندیوں پر، 'نجات' حاصل کرنے کے لئے پُختہ دِلی سے گامزن ہونا چاہیئے۔ اور جب تک تُم اُس 'راستہ' پر گامزن نہیں ہوگے اور تُمہیں اُس کے ذریعہ منزل پر پہنچانے کا یقین نہ ہو، تُم دُوسروں کو اُس پر چلنے کا بُلاوا دینے کی جُرأت کیسے کر سکتے ہو؟

کیا تُم 'دینی کتاب' میں فہرستیں، نقشے نا نِرخ نامے پڑھتے ہو، جن سے لوگوں کو یہ دِکھا سکیں کہ کِتنی زمین کے عِوض میں کِتنی جنّت خرید کی جا سکتی ہے؟

چال بازو، اور 'گُناہ' کے کارِندو! تُم چاہتے ہو کہ لوگوں کو جنّت فروخت کر دیں اور اُس کی قیمت کے طور پر اُن سے اُن کی 'زمین' کا حِصّہ لے لیں۔ تُم چاہتے ہو کہ 'زمین' کو دوزخ بنا دیں اور پھر لوگوں کو یہاں سے بھاگ جانے کے لئے ترغیب دیں، تاکہ تُم یہاں اپنے قدم زیادہ پکّے طور پر جما سکو۔ تُم لوگوں کو 'زمین' کے حِصّے کے عِوض 'جنّت' کا حِصّہ فروخت کرنے کے لئے راغب کیوں نہیں کرتے؟

اگر تُم نے اپنی 'دینی کتاب' کا اچھّی طرح مُطالعہ کیا ہوتا تو تُم لوگوں کو سمجھاتے کہ 'زمین' کو 'جنّت' کیسے بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ جنّت۔ دِل، لوگوں کے لئے 'زمین' ہی 'جنّت' ہے۔ جب کہ زمین۔ دِل، لوگوں کے لئے 'جنّت' بھی زمین ہے۔

لوگوں کے دِلوں سے 'اِنسان' اور اُس کے بھائی اِنسانوں کے بیچ 'اِنسان' اور دیگر مخلوق کے مابین، 'اِنسان' اور 'رب' کے درمیان حائل سبھی رُکاوٹیں دُور کر کے اُن دِلوں میں جنّت روشن کر دو۔ مگر اِس کے لئے تُمہیں خُود جنّت۔ دِل بننا پڑے گا۔

'جنّت' کوئی ہرا بھرا باغ نہیں ہے، جس کو خریدا یا کرائے پر لیا جا سکے۔ بلکہ 'جنّت' ایک عملی کیفیت ہے جو 'زمین' پر اُسی طرح حاصل کی جا سکتی ہے، جیسے کہ بیکراں 'کائینات' میں کِسی دُوسری جگہ۔ پھر اُس کے پرے دیکھنے کے لئے کیوں گردن

کو اکڑاتے اور آنکھوں پر 'زور' ڈالتے ہو؟

نہ ہی 'دوزخ'، کوئی تپتا ہوا تنور ہے، جس سے، بہت سی دُعائیں کر کے یا عُود جلا کے بچا جا سکے۔ بلکہ دوزخ تو دِل کی ایک کیفیت ہے جو 'زمین'، پر اُسی طرح محسُوس کی جا سکتی ہے جیسے کہ اِس لامحدُود وسعت میں کسی اور جگہ بھی۔

جس آگ کا ایندھن دِل ہے، جب تک تم اُس دِل سے چھٹکارا نہیں پا لیتے اُس سے بھاگ کر آخر جاؤ گے کہاں؟

جب تک 'اِنسان'، اپنی پرچھائیں کا قیدی ہے، 'جنت'، کی جُستجو بے معنی ہے اور 'دوزخ'، سے بچاؤ کی کوشش لاحاصِل۔ کیونکہ 'جنت'، اور 'دوزخ'، وہ کیفیتیں ہیں جو 'دُوئی' (Duality) کا غیر مُنفک حصہ ہیں۔ جب تک 'اِنسان'، اکہری عقل والا، اکہرے دِل والا اور اکہرے جسم والا نہیں بنتا۔ جب تک وہ بِلا سایہ، اکہری 'رضا'، والا نہیں بنتا، اُس کا ایک قدم ہمیشہ 'جنت'، میں ہو گا، دُوسرا 'دوزخ'، میں، اور اصل میں یہی 'دوزخ' ہے۔

بلکہ یہ تو 'دوزخ'، سے بھی بدتر ہے کہ پنکھ نُور کے ہوں اور پاؤں سیسے کے، کہ اُمید اُبھارتی ہو اور نا اُمیدی نیچے گھسیٹتی ہو، کہ بے خوف یقین پروں میں 'اُڑان' بھرے اور ہولناک 'شک'، اُن کو دبا کر باندھتا چلا جائے۔

کوئی بھی 'جنت'، جو دُوسروں کے لئے دوزخ ہے، جنت نہیں ہے۔ کوئی 'دوزخ'، جو دُوسروں کے لئے جنت ہے، دوزخ نہیں ہے۔ اور چُونکہ ایک کا دوزخ اکثر دُوسرے کی جنت ہوتی ہے، اور ایک جنت اکثر دُوسرے کا دوزخ، اِس لئے 'جنت' اور 'دوزخ'، کوئی مُتضاد اور اَبدی کیفیتیں نہیں ہیں۔ بلکہ دو مرحلے ہیں جن میں اُن دونوں سے نجات کے لئے کیے جانے والے طویل سفر کے دَوران گزرنا ہے۔

'مُقدّس انگور بیل'، کے حاجیو!

میرداد کے پاس ایسی جنتیں نہیں ہیں جنہیں وہ راست باز بننے کے خواہشمندو

کو فروخت یا عطا کر دے۔ نہ ہی اُس کے پاس بدکاری کی راہ پر چلنے والوں کو ڈرانے کے لئے دوزخ ہی ہیں۔

جب تک تمہاری نیکی اپنے آپ میں جنت نہیں بن جاتی، وہ ایک روز کے لئے کھِلے گی اور پھر مُرجھا جائے گی۔

جب تک تمہاری بدکاری اپنے آپ کو ڈرانے نہ لگے، وہ ایک دِن کے لئے سو جائے گی اور پہلی ہی مُوافق رُت میں اپنا رنگ دِکھانے لگے گی۔

میرداد تمہیں پیش کرنے کے لئے کوئی دوزخ یا جنّت لے کر نہیں آیا، لیکن اُس کے پاس 'مُقدس عِرفان' ہے، جو تمہیں کسی بھی نارِ جہنم اور کسی بھی جنّت کے عیش و عشرت سے بہت اُونچا اُٹھا دیتا ہے۔ یہ نذرانہ تمہیں ہاتھ سے نہیں بلکہ دِل سے قبول کرنا ہو گا۔ اُس کے لئے دِل کو سوائے عِرفان کی خواہش و رَضا کے باقی ہر گمراہ خواہش و رَضا کے بوجھ سے آزاد کرنا ہو گا۔

تُم 'زمین' کے لئے کوئی اجنبی نہیں ہو، نہ 'زمین' ہی تمہاری سوتیلی ماں ہے۔ بلکہ تُم اُس کے دِل کی رُوح اور اُس کی ریڑھ کی ہڈّی کی جان ہو۔ اُس کو تمہیں اپنی مضبُوط، وسیع اور طاقتور کمر پر اُٹھا کر مُسرّت ہوتی ہے۔ تُم اُس کو اپنے کمزور اور پچکے ہُوئے سینے پر اُٹھانے کی ضِد کیوں کرتے ہو اور انجام کار ہِچکیاں لیتے، ہانپتے اور سانس تک لینے کے لئے تڑپتے ہو؟

'زمین' کے تھنوں میں سے دُودھ اور شہد پھُوٹ پھُوٹ کر بہہ رہا ہے۔ تُم اپنی ضرُورت سے زیادہ دُودھ اور شہد لے کر اپنے لالچ کو اِن نعمتوں کے سڑنے کا سبب کیوں بناتے ہو؟

'زمین' کا چہرہ خُوبصُورت اور پُرسکُون ہے۔ تُم اُس کو تلخ کشمکش اور خوف سے مکرُوہ اور برہم کیوں کرنا چاہتے ہو؟

'زمین' ایک مُکمّل اِکائی ہے۔ تُم تلواروں اور حد بندیوں سے اِس کے

ٹکڑے کرنے پر کیوں بضد ہو؟

'زمین'، فرماں بردار اور بے فِکر ہے۔ تُم کیوں اِنتہائی فِکر مَند اور نافرمانبردار ہو۔

تُم 'زمین'، 'سُورج' اور 'آسمانوں' کے سب سیاروں سے بھی زیادہ پُر ثبات ہو۔ وہ سبھی فنا ہو جائیں گے، مگر تُم نہیں۔ پھر تُم ہَوا میں لرزتے ہُوئے پتّے کیطرح کانپتے کیوں ہو؟

اگر کوئی اور چیز تُمہیں 'مخلُوق' سے تُمہارے ایک ہونے کا احساس نہیں کرا سکتی، تو ایک 'زمین'، ہی تُمہیں ایسا احساس کرا سکتی ہے۔ تاہم 'زمین' بھی آگے ایک آئینہ کی مانند ہے، جس میں تُمہارے اپنے سائے مُنعکس ہوتے ہیں۔ کیا آئینہ مُنعکس کرنے والے آلہ سے زیادہ کچُھ اور بھی ہے؟ کیا کِسی اِنسان کا سایہ اُس اِنسان سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے؟

اپنی آنکھیں ملو اور جاگو، کیونکہ تُم مٹّی سے آگے کچُھ اور بھی ہو۔ تُمہاری تقدیر محض جینا، مرنا اور مَوت کے دائمی بھُوکے جبڑوں کے لئے بھرپُور چارہ بننا نہیں ہے تُمہارے مُقدّر میں حیات و مَوت، جنّت و دَوزخ اور آپسی جنگ میں مصرُوف اُن سب حریفوں سے آزاد ہونا ہے، جن کا اِنحصار 'دُوئی' پر ہے۔ تُمہاری تقدیر میں ربّ کے لازوال اور زرخیز انگوُر باڑے میں ثمرآور انگوُر بیلیں بننا ہے۔

جِس طرح کِسی زِندہ انگوُر بیل کی زِندہ شاخ جب زمین میں دبائی جائے تو جڑ پکڑ لیتی ہے اور آخر کار اپنی ماں جَیسی ہی، جِس سے وہ جُڑی ہُوئی ہے، الگ سے ایک انگوُر پَیدا کرنے والی بیل بن جاتی ہے۔ اُسی طرح 'اِنسان'، جو 'ربّانی انگوُر بیل' کی ایک زِندہ شاخ ہے، جب اپنی ربّانیّت کی زمین میں دبایا جائے گا تو ربّ سے دائمی طور پر وابستہ ایک 'ربّ' بن جائے گا۔

کیا 'اِنسان' کو زِندہ ہونے کے لئے زِندہ ہی دفنایا جائے گا؟

ہاں، ہاں، جب تک تُم حیات و مَوت کے دوہرے پن کے لئے دفن نہ

کر دیئے جاؤ، تم ہستی کے اکہرے پن میں زندہ نہیں ہو سکو گے۔

جب تک تمہاری پرورش محبت کے انگوروں سے نہیں کی جاتی تب تک تم عرفان سے بھرپور نہیں ہو گے۔

اور جب تک تم مئے عرفان سے مدہوش نہیں ہو گے 'نجات' کا بوسہ تمہیں ہوش میں نہیں لائے گا۔

جب تم دُنیاوی انگور بیلوں کا پھل کھاتے ہو، تم 'محبت' کی خوراک نہیں کھاتے، تم چھوٹی بھوک کو مٹانے کے لئے ایک بڑی بھوک کھاتے ہو۔

جب تم دُنیاوی انگور بیل کا رس پیتے ہو، تو تم 'عرفان' کے گھونٹ نہیں بھرتے بلکہ تم درد کی قلیل عرصے کی فراموشی نوش کرتے ہو، جو اپنا اثر زائل ہونے پر تمہارے درد کی شدّت کو دُگنا کر دیتی ہے۔ تم ایک اکہری خُودی سے بھاگتے ہو تو وہی خُودی تمہیں ہر اگلے موڑ پر مل جاتی ہے۔

جو انگور تمہیں میرداد پیش کرتا ہے، اُنہیں پھپھوندی نہیں لگتی، اور نہ ہی وہ سڑتے ہیں۔ اُن سے ایک بار سیر ہونا ہمیشہ کے لئے سیر ہونا ہے۔ جو شراب اُس نے تمہارے لئے کشید کی ہے، اُسے وہ ہونٹ برداشت نہیں کر سکتے جو جلنے سے ڈرتے ہیں، مگر وہ اُن دِلوں میں، جو تا ابد خُود کو فراموش کرنے والی مدہوشی کے خواہاں ہیں، ایک نئی رُوح پھونک دیتی ہے۔

کیا تمہارے درمیان ایسے اشخاص ہیں جن کے اندر میرے انگوروں کی بھوک جاگ اُٹھی ہو؟ وہ اپنی ٹوکریاں اُٹھا کر آگے آجائیں۔

کیا یہاں میرے رَس کے پیاسے بھی ہیں؟ وہ اپنے پیالے لے آئیں۔

کیونکہ میرداد اپنی فصل سے لدا ہُوا ہے اور رَس کی فراوانی سے اُس کا دم گھُٹ رہا ہے۔

'مُقدّس انگور بیل کا دِن' خُود فراموشی کا دِن تھا۔ مئے عشق میں ڈُوبا ہُوا اور

'عرفان'، کے نور میں نہایا ہُوا دِن۔ 'نجات' کے پَروں کی ترنّم آمیز دھڑکن سے پُر سرُور دِن۔ حد بندیاں دُور کرنے کا دِن اور ایک کو سب میں اور سب کو ایک میں جذب کر دینے کا دِن۔ مگر دیکھو، آج یہ کیا سے کیا بن گیا ہے؟

یہ بیمار خُود ستائی کا ہفتہ بن گیا ہے؛ کمینے لالچ کا بیوپار کرتے ہُوئے کمینے لالچ کا؛ غُلامی سے اٹکھیلیاں کرتی ہُوئی غُلامی کا؛ جہالت کی عصمت دری کرتی ہُوئی جہالت کا ہفتہ۔

خُود 'کشتی'، جس میں کسی وقت 'یقین'، 'محبّت'، اور 'نجات'، کی شراب کشید کی جاتی تھی، وسیع انگوُر پیلنے کے ایک آلے اور گھناؤنی بیوپار منڈی میں بدل دی گئی ہے وہ تُمہارے انگوُر باڑوں کی فصل، تُم سے لیکر تُمہیں بدمست کر دینے والی شراب کی شکل میں واپس فروخت کر دیتی ہے۔ وہ تُمہارے ہاتھ کی محنت سے تُمہارے ہی ہاتھوں کے لئے ہتھکڑیاں بنا لیتی ہے۔ وہ تُمہارے ہی ماتھے کے پسینے سے دہکتے ہُوئے انگارے بنا لیتی ہے تاکہ اُن سے تُمہاری پیشانیاں داغی جا سکیں۔

'کشتی'، اپنے طے شُدہ راستہ سے دُور، بہت دُور بھٹک گئی ہے۔ مگر اب اِس کی پتوار کو صحیح رُخ دے دِیا گیا ہے۔ اِس کو تمام بے جان بوجھ سے آزاد کر دِیا جائے گا تاکہ وہ آسانی اور سلامتی سے اپنا سفر مُکمّل کر سکے۔

اِس لئے تمام نذرانے نذر کرنے والوں کو لَوٹا دیئے جائیں گے، اور قرضداروں کے سب قرضے مُعاف کر دیئے جائیں گے۔ 'کشتی'، سِوائے خُدا کے کسی دُوسرے داتا کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور خُدا نہیں چاہتا کہ کوئی بھی آدمی قرضدار ہو، یہاں تک کہ خُود اُس کا اپنا قرضدار بھی نہیں۔

یہ تعلیم مَیں نے نُوح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تُمہیں دیتا ہُوں

باب ستائیسواں

حقیقت کی تعلیم کے حقدار

حقیقت کی تعلیم سب لوگوں کو دی جانی چاہیئے یا چند مُنتخب لوگوں کو؟ میرداد انگور بیل کی تقریب سے قبل شام کو اپنے غائب ہونے کا راز افشا کرتا ہے اور جعلی اقتدار کی بات کرتا ہے۔

نرونڈا : ضیافت کے یادگار بن جانے کے کافی دیر بعد' ساتوں ساتھی 'پہاڑی مسکن' میں 'مرشد' کے گرد جمع ہوئے تھے۔ جب کہ ساتھی اُس روز کے یادگاری واقعات پر غور کر رہے تھے؛ 'مرشد' خاموش رہا۔ کچھ ساتھی اُس غیر معمولی جوش پر حیران ہو رہے تھے جس کا اظہار ہجوم نے 'مرشد' کے وعظ پر کیا تھا۔ دیگر شمادم کے اُس عجیب اور خلافِ دانش سلوک پر نکتہ چینی کر رہے تھے، جس کا مظاہرہ اُس نے اُس وقت کیا تھا، جب کہ قرضوں کی بیسیوں فردیں 'کشتی' کے خزانے میں سے نکال کر سب کے سامنے چاک کر دی گئی تھیں۔ اور شراب کے سینکڑوں مٹکے اور کنستر گوداموں سے نکال کر بلاقیمت اُٹھوا دیئے گئے تھے۔ اور بہت سے قیمتی تحفے نذر کرنے والوں کو لوٹا دیئے گئے تھے۔ جیسی کہ ہمیں اُمید تھی اُس نے کسی قسم کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ گم سُم اور بے حس و حرکت یہ سب کچھ دیکھتا رہا اور موٹے موٹے آنسو بہاتا رہا۔

بنّون نے کہا کہ واہ وا کے نعرے بلند کرتے ہوئے ہجوم نے خواہ چلا چلا کر اپنے

گلے پھاڑ لئے تھے، اُن کی داد 'مُرشِد' کے الفاظ کے لئے نہیں تھی، بلکہ مُعاف کئے گئے قرضوں اور لوٹائے گئے تحفوں کے لئے ہی تھی۔ یہاں تک کہ اُس نے 'مُرشِد' کو اِس طرح کے لوگوں کے سامنے، جو کھانے پینے اور موج مستی سے اُونچی کوئی اور خُوشی نہیں چاہتے تھے، اپنا وقت ضائع کرنے کے لئے نرمی سے جھڑکا بھی تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ حقیقت کی تبلیغ بغیر دیکھے بھالے ہر کسی کے سامنے نہیں کی جانی چاہیئے، بلکہ چند مخصُوص لوگوں میں ہی کرنی چاہیئے۔ یہ سُن کر 'مُرشِد' نے کہا :

میرداد : ہَوا میں تحلیل ہُوا تُمہارا سانس کسی نہ کسی سینے میں ضرُور جا اٹکے گا۔ یہ نہ پُوچھو کہ وہ سینہ کس کا ہے۔ محض اِتنی تسلّی کر و کہ وہ لفظ 'نجات' کا سچّا پیامبر ہو۔

تُمہارا چُپ چاپ سوچنا کسی نہ کسی زبان میں ضرُور حرکت پیدا کر دے گا۔ یہ نہ پُوچھو کہ وہ زبان کس کی ہے۔ صِرف اِتنی ہی تسلّی کر و کہ وہ خیال محبّت آمیز عرفان سے روشن ہو۔

کِسی بھی کوشِش کو رائیگاں خیال نہ کرو۔ کئی بیج سالہا سال زمین میں دبے رہتے ہیں لیکن جب اُن کو پہلی مُوافِق رُت کا سانس حرکت دیتا ہے تو وہ فوراً اُگ آتے ہیں۔

'حقیقت' کا بیج سب اِنسانوں اور چیزوں میں مَوجُود ہوتا ہے۔ 'حقیقت' کو بونا تُمہارا کام نہیں، تُمہارا کام اُس کے اُگنے کے لئے مُوافِق رُت تیار کرنا ہے۔

اَبدیت میں سب کُچھ مُمکن ہے۔ اِس لئے کسی اِنسان کی نجات کے تئیں نااُمید نہ ہوں، بلکہ قیدو بند سے آزاد ہونے کا پیغام یکساں شوق اور یقین سے ہر ایک تک پہنچاؤ، خواہ وہ مُشتاق ہو یا غیر مُشتاق۔ کیونکہ غیر مُشتاق ضرُور بے قرار ہو اُٹھیں گے اور اب جو بے بال و پر ہیں، کسی روز 'دُھوپ' میں اپنے پر پھڑپھڑانے لگیں گے۔ اور اپنے پَروں سے عرشِ بریں کے دُور ترین اور ناقابل رسائی مقامات میں

راستہ بنالیں گے۔

میکاستر : ہمیں اِس بات کا بہت دُکھ ہے کہ آج تک، اور ہمارے بار بار پُوچھنے کے باوجُود 'مُرشد' نے 'انگور بیل' کی تقریب کے مَوقع پر اپنے پُراسرار طَور پر غائب ہونے کا راز ہم پر افشا نہیں کیا۔ کیا ہم اُس کے اعتماد کے قابل نہیں ہَیں؟

میرداد : جو بھی کوئی میری محبّت کا حقدار ہے وہ میرے اعتماد کا بھی ضرُور مُستحق ہے۔ کیا اعتماد 'محبّت' سے افضل شَے ہے، میکاستر؟ کیا مَیں نے تُمہیں بے دریغ اپنے دِل میں جگہ نہیں دی؟

اگر مَیں نے تُم سے اُس بے مزہ واقعہ کا ذِکر نہیں چھیڑا تو وہ اِس لئے کہ مَیں شمادَم کو پچھتاوے کے لئے مُہلت دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ وہی تھا جو اُس شام دو اجنبیوں کی مدد سے مُجھے 'پہاڑی مَسکن' سے جبراً اُٹھا کر لے گیا اور 'سیاہ کھائی' میں پھینک دیا تھا۔ بدقسمت شمادَم! اُس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ 'سیاہ کھائی' بھی اُس کا ریشمی ہاتھوں سے اِستقبال کریگی اور چوٹی پر چڑھنے کے لئے جادُوئی سیڑھیاں کھڑی کر دے گی۔

نرونڈا : یہ سُن کر ہم سب خَوفزدہ ہوگئے اور ہمارے ہوش وحَواس جاتے رہے اور 'مُرشد' سے یہ پُوچھنے کی کِسی میں ہمّت نہ ہُوئی کہ جو کُچھ ہر کِسی کو ہلاکت خیز دکھائی دیتا تھا اُس میں سے وہ صحیح سلامَت کیسے بچ نِکلا۔ کُچھ دیر کے لئے تو سبھی گُونگے بنے رہ گئے۔

ہِمبال : جب کہ ہمارا مُرشِد، شمادَم سے محبّت کرتا ہے، 'وہ مُرشِد' کو کیوں ستاتا ہے؟

میرداد : شمادَم مُجھے نہیں سَتاتا، شمادَم، شمادم کو عذاب پہنچاتا ہے۔

اندھوں کو اقتدار کی ذرا سی جھلک دِکھائیں تو وہ تمام آنکھوں والوں کی آنکھیں نکال لیں گے، اُن کی آنکھیں بھی جو اُنہیں کو دیکھنے کے قابِل بنانے

کے لئے پریشان ہو رہے ہوں۔

کسی غلام کو ایک روز کے لئے اپنی من مانی کرنے دیں تو وہ دُنیا کو غلاموں کی دُنیا میں بدل دے گا۔ سب سے پہلے اُس کے ہاتھوں مُوسل کھانے والے اور زنجیروں میں جکڑے جانے والے وہی لوگ ہوں گے جو اُس کو آزاد کرانے کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔

دُنیا کا تمام اِقتدار، اُس کا سرچشمہ خواہ کچھ بھی ہو، جعلی ہے۔ اِس لئے یہ اپنی ایڑی کے نعل کھنکھناتا ہے، اپنی تلوار لہراتا ہے اور اُودھم مچانے والی شان و شوکت اور چمک دَمک کے ساتھ سواری کرتا ہے تاکہ کوئی بھی اُس کے پُر فریب دِل میں جھانکنے کی ہِمت نہ کر سکے۔ وہ اپنے ڈانواں ڈول تخت کو بندُوقوں اور نیزوں کا سہارا دیتا ہے۔ اپنی مُتکبّر رُوح کو خوف و ہراس پیدا کرنے والے تعویذوں اور جادُوئی عَلامات سے آراستہ کرتا ہے تاکہ مُتجسّس لوگوں کی آنکھیں اُس کی گھناؤنی غریبی کو بھانپ نہ لیں۔

ایسا اِقتدار اُس کے اِستعمال کی طلب کرنے والے شخص کے لئے دھوکے کی ٹٹّی بھی ہے اور لعنت بھی۔ یہ ہر قیمت پر اپنے آپ کو قائم رکھے گا۔ خواہ اُس کی خوفناک قیمت اُس شخص کو، اور اُن کو جو اُس کا اِقتدار قبول کرتے ہیں اور اُن کو بھی، جو اُس کی مُخالفت کرتے ہیں، تباہ ہو کر ہی اَدا کیوں نہ کرنی پڑے۔

لوگ اپنی اِقتدار کی ہَوس کے باعث ہمیشہ بے چین رہتے ہیں۔ با اقتدار لوگوں کو اُسے قائم رکھنے کے لئے ہر وقت جنگ و جدل میں مصرُوف رہنا پڑتا ہے۔ اِقتدار سے محرُوم لوگ اُس کو با اِقتدار سے چھین لینے کے لئے جدّوجہد کرتے رہتے ہیں جب کہ 'اِنسان'، جو پوتڑوں میں لپٹا ہوا 'رب' ہے پَیروں اور سُموں کے نیچے کُچل دیا جاتا ہے، اور مَیدانِ جنگ میں بِنا دیکھ بھال، بغیر مرہم پٹّی کے اور محبّت سے محرُوم پڑا رہنے کے لئے چھوڑ دِیا جاتا ہے۔

یہ جنگ اِس قدر خوفناک ہے اور جنگ بازوں کے سر پر ایسا خُون سوار ہے کہ افسوس، بناوٹی دُلہن کے چہرے سے سنگین نِقاب اُٹھانے کے لئے کوئی بھی نہیں رُکتا، تاکہ اُس کی وحشت انگیز بدصُورتی کا بھی نظارہ کرسکیں۔

اے درویشو! یقین کرو کہ سوائے 'عرفان' کی طاقت کے جوانمول ہے کوئی بھی اِقتدار پلک جھپکنے کی مُدّت سے زیادہ پائیداری نہیں رکھتا۔ اُس کے لئے کوئی بھی قُربانی ہیچ ہے۔ اگر اُس کو ایک بار حاصِل کرلوگے تو وہ 'زماں' کے آخر تک تُمہارے قبضہ میں رہے گی۔ اور وہ تُمہارے الفاظ میں اِتنی طاقت بھر دے گی جتنی کہ دُنیا کی تمام فوجوں کے پاس بھی نہیں ہے، اور وہ تُمہارے کارناموں کو اِس قدر رحمت سے نواز دے گی جتنی کہ دُنیا کے سبھی اِقتدار ایک ساتھ مِل کر بھی دُنیا کے دامن میں ڈالنے کا خواب تک نہیں لے سکتے۔

'عرفان' اپنی ڈھال آپ ہے۔ محبّت اُس کا طاقتور بازو ہے۔ یہ نہ تو کِسی کو دُکھ دیتا ہے، نہ کِسی پر جبر کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو اِنسانوں کے تپتے ہُوئے دِلوں پر شبنم کی طرح برستا ہے۔ اور یہ اُس کو مُسترد[1] کرنے والوں کے حق میں بھی اِس کو نوش کرنے والوں کے مُقابلہ میں کم رحمت نہیں بنتا، کیونکہ اِس کو اپنی اندرُونی طاقت پر پُورا یقین ہے۔ یہ بیرُونی طاقت کا سہارا نہیں لیتا۔ چُونکہ یہ اپنے آپ میں پُوری طرح بیخوف ہے، اِس لئے یہ کِسی اِنسان پر اپنا اِختیار جمانے کے لئے خوف کو ہتھیار کے طور پر اِستعمال نہیں کرتا۔

دُنیا نادار[2] ہے ـــــ افسوس عرفان کی رُو سے بے حد نادار ـــــ اِس لئے یہ اپنی ناداری کو جعلی اِقتدار کے پسِ پردہ چُھپا لینا چاہتی ہے، اور جعلی اِقتدار جعلی طاقت سے حملے اور بچاؤ کے لئے مُعاہدہ کرلیتا ہے، اور یہ دونوں مِل کر 'خوف'

---

[1] رد کردینا، ٹھکرا دینا [2] غریب، مُفلس

کو طاقت سونپ دیتے ہیں، اور 'خوف' اُن دونوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

کیا یہ ہمیشہ سے نہیں ہوتا آیا کہ کمزور اپنی کمزوری کی حفاظت کے لئے اکٹھے ہوجاتے ہیں؟ اِس طرح دُنیا کا اقتدار اور دُنیا کی وحشیانہ طاقت 'خوف' کے چابک کے سائے میں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلتے ہیں اور وہ 'جہالت' کو جنگوں، خون اور آنسوؤں کی شکل میں اپنا روزمرّہ کا خراج اَدا کرتے ہیں۔ اور 'جہالت' اُن سب کی طرف خوش ہو کر مُسکراتی ہے کہ شاباش! اچھّا کیا!

میرداد کو 'کھائی' میں پھینک کر شمادم نے شمادم کو کہا، 'شاباش!' لیکن شمادم نے یہ نہیں سوچا کہ مجھے 'کھائی' میں پھینک کر اُس نے مجھے نہیں بلکہ اپنے آپ کو 'کھائی' میں پھینکا تھا۔ کیونکہ 'کھائی' کسی میرداد کو روک کر نہیں رکھ سکتی۔ جب کہ کسی شمادم کو اُس کی سیاہ اور پھسلن والی دیواروں کو پھاندنے کے لئے بہت تردّد کرنا پڑے گا۔

دُنیا کی تمام تر طاقت ایک کم قیمت زیور ہے۔ وہ جو 'عرفان' کی رُو سے ابھی بچّے ہیں اُنہیں اِس کے ساتھ اپنا دل بہلانے دو۔ مگر تم اپنی رضا کسی اِنسان پر عائد نہ کرو کیونکہ جو کُچھ بھی کسی پر جبراً عائد کیا جاتا ہے، ایک نہ ایک دِن طاقت کے زور سے اِقتدار سے محرُوم کر دیا جاتا ہے۔

اِنسانوں کی زِندگی پر کبھی اِستحقاق[1] کی تمنّا نہ کرو۔ اُن کی مالک 'رضائے کُل' ہے۔ نہ ہی لوگوں کے مال وزر پہ اِستحقاق کی خواہش کرو۔ کیونکہ اِنسان اپنے مال وزر سے بھی اُسی طرح بندھے ہُوئے ہیں جیسے کہ اپنی زِندگیوں سے، اور وہ اُن لوگوں پر اعتبار نہیں کرتے، بلکہ اُن سے نفرت کرتے ہیں، جو اُن کے اِن بندھنوں میں دخل انداز ہوتے ہیں۔ محبّت اور عِرفان کے ذریعے لوگوں کے دِلوں میں داخل ہونے کی راہ تلاش کرو۔ ایک دفعہ وہاں بَیٹھ کر تُم لوگوں کو اُنکے بندھنوں سے آزاد کرانے کیلئے بہتر کوشش کر سکو گے۔

'محبّت' تمہیں راستہ دکھلائے گی، جبکہ 'عرفان' لالٹین تھامے ہوگا۔

---

[1] حق جمانا

باب اٹھائیسواں

بتحار کا سُلطان

شمادم کے ہمراہ پہاڑی مسکن میں آتا ہے
جنگ و امن کے بارے سُلطان اور میرداد کے مابین گفت وشُنید
شمادم میرداد کو جال میں پھنساتا ہے۔

نرونڈا : جیسے ہی مُرشد' نے بات پُوری کی اور ہم اُس کے الفاظ پر غور کرنے لگے، تبھی باہر زبردست قدموں کی کھڑکھڑاہٹ اور اُس کے ساتھ کچھ لوگوں کے بولنے کی ملی جُلی اور دَبی دَبی آوازیں سُنائی دیں۔ اِس کے فوراً بعد دو دیو قامت سپاہی سَر سے پیر تک ہتھیاروں سے لیس، دروازے پر پہنچتے دِکھائی دیئے اور ہاتھوں میں دھوپ کی طرح چمکتی ہُوئی ننگی تلواریں لئے ہُوئے اُسکے دونوں طرف آن کھڑے ہُوئے اُن کے پیچھے پیچھے شاہی زیورات سے پُوری طرح آراستہ نوجوانی میں بھرپُور ایک سُلطان داخل ہُوا جس کے پیچھے پیچھے جھینپتا سُکڑتا ہُوا شمادم چلا آرہا تھا۔ بعد شمادم کے پیچھے دو سپاہی اور تھے۔

یہ سُلطان ' دُودھیا کوہساروں ' کے بہت طاقتور اور دُور دُور تک مشہُور حکمرانوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے ایک لمحہ دروازے میں کھڑے ہو کر اندر جمع ہُوئے چھوٹے سے مجمع کے چہروں کو بڑے غور سے دیکھا، پھر اُس نے اپنی موٹی چمک دار

آنکھیں مُرشد پر گاڑتے ہُوئے سر جُھکا کر کہا،

سُلطان : مُقدّس اِنسان کو میرا اسلام قبُول ہو ! ہم عظیم میرداد کو عقیدت پیش کرنے آئے ہیں۔ جِس کی شُہرت پہاڑوں میں دُور دُور تک پھیل گئی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے دُور دراز دارُالسلطنت تک بھی جا پہنچی ہے۔

میرداد : شہرت بیرُونی مُلک میں آگ کے رَتھ پر سوار ہوتی ہے۔ اپنے گھر میں یہ بیساکھیوں کے سہارے لڑکھڑاتی ہُوئی چلتی ہے۔ 'سردار' میری اِس بات کا گواہ ہے۔ سُلطان ! شہرت کی من موجوں کا کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

سُلطان : تاہم شہرت کے کھیل بڑے میٹھے لگتے ہیں۔ اور اپنا نام لوگوں کے ہونٹوں پر لِکھ کر بڑا لُطف آتا ہے۔

میرداد : لوگوں کے ہونٹوں پر اپنا نام لِکھنا اسی طرح ہے، جیسے سمندر کے ساحِل کی ریت پر اپنا نام لِکھنا۔ ہوائیں اور جوار بھاٹے اُس کو ریت سے بہا کر لے جاتے ہیں۔ ایک ہی چھینک اُسے ہونٹوں سے اُڑا دیتی ہے۔ اگر تُم لوگوں کی چھینکوں کے ذریعے اُڑا دیئے جانا چاہتے ہو تو اپنا نام اُن کے ہونٹوں پر نہ لکھو بلکہ گرم جوشی سے اُن کے دِلوں پر کُندہ کر دو۔

سُلطان : مگر لوگوں نے اپنے دِل بے شُمار قُفل لگا کر بند کر رکھے ہیں۔

میرداد : قُفل کِتنے بھی ہوں مگر چابی ایک ہے۔

سُلطان : کیا وہ چابی تُمہارے پاس ہے ؛ مُجھے اُس کی نہایت سخت ضرُورت ہے۔

میرداد : وہ تُمہارے پاس بھی ہے۔

سُلطان : افسوس، آپ میری قیمت میری حیثیت سے کہیں زیادہ لگا رہے ہیں۔ بہت دیر سے مَیں اپنے پڑوسی کے دِل کی چابی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہُوں، مگر وہ مُجھے کہیں نہیں مِلی۔ وہ ایک ــــ بہت طاقتور سُلطان ہے اور مُجھ سے

جنگ کے لئے آمادہ ہے، مگر مَیں امن پسند ہونے کے باوجود اُس کے خلاف ہتھیار اُٹھانے کے لئے مجبور ہوں۔ 'مُرشد'، آپ کہیں میرے تاج اور 'مُرصّع'[1]، لباس کے دھوکے میں نہ آجانا۔ جس چابی کی مجھے تلاش ہے وہ اِن میں نہیں مِل سکتی۔

میرداد : یہ چابی کو اپنے پاس نہیں رکھتے، بلکہ چُھپا دیتے ہیں۔ یہ تمہارے قدموں کو بہکا دیتے ہیں، تمہارے ہاتھوں کو ناکارہ کر دیتے ہیں، تمہاری آنکھوں کو گُمراہ کر دیتے ہیں اور اِس طرح تُمہاری تلاش ناکام ہو جاتی ہے۔

سُلطان : اِس سے 'مُرشد' کی کیا مُراد ہو سکتی ہے ؟ کیا مُجھے اپنے ہمسائے کے دِل کی چابی پانے کے لئے اپنا تاج اور شاہی لِباس اُتار پھینکنے ہوں گے ؟

میرداد : اِن چیزوں کو رکھنے کے لئے تمہیں اپنے ہمسائے کو کھونا پڑے گا اپنے پڑوسی کو رکھنے کے لئے تمہیں یہ سب کھونے پڑیں گے اور اپنے ہمسائے کو کھونا اپنے آپ کو کھونا ہے۔

سُلطان : مَیں اپنے ہمسائے کی دوستی اِتنی زیادہ قیمت دے کر خریدنا نہیں چاہوں گا۔

میرداد : کیا تُم اِس حقیر قیمت سے اپنے آپ کو خریدنا نہیں چاہو گے ؟

سُلطان : کیا مَیں اپنے آپ کو خریدوں ؟ کیا مَیں کوئی قیدی ہوں کہ مجھے رہائی حاصل کرنے کے لئے فِدیہ (Ransom) اَدا کرنا پڑے گا؟ اِس کے عِلاوہ مَیں نے اپنی حِفاظت کے لئے معقول تنخواہ پر پُوری طرح ہتھیار بند فوج رکھی ہُوئی ہے۔ میرا پڑوسی اِس سے بہتر فوج کی ڈینگ نہیں مار سکتا۔

میرداد : کِسی ایک آدمی یا چیز کا قیدی ہونا اِس قدر ناگوار قید ہے کہ وہ

---

[1] موتی یا جواہرات جڑا ہُوا

برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اور انسانوں کے کسی لشکر یا چیزوں کے انبار کا قیدی ہونا ایسی جلاوطنی ہے جس سے رہائی ممکن نہیں۔ کیونکہ کسی چیز پر انحصار کرنا اُس چیز کا محتاج ہونا ہے۔ اِس لئے صِرف ایک خُدا پر ہی تکیہ کرو، کیوں کہ خُدا کا قیدی ہونا اصل میں آزاد ہونا ہے۔

سُلطان : کیا میں اپنے آپ کو، اپنے تخت کو، اپنی رعایا کو غیر محفوظ چھوڑ دُوں؟

میرداد : تمہیں اپنے آپ کو غیر محفوظ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

سُلطان : اِسی لئے تو میں نے فوج رکھی ہُوئی ہے۔

میرداد : اِسی لئے تمہیں اپنی فوج برخواست کر دینی چاہیئے۔

سُلطان : پھر تو میرا ہمسایہ فوراً میری حکومت کو نحس نحس کر دے گا۔

میرداد : ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری حکومت پر قبضہ کر لے، مگر تمہیں کوئی بھی اپنے مُنہ میں نہیں ڈال سکتا۔ دو قید خانوں کو مِلا کر 'آزاد زندگی' کے لئے ایک چھوٹا سا گھر بھی نہیں بنتا۔ اگر کوئی تمہیں تمہارے قید خانے سے باہر نکال دے تو خوشی مناؤ۔ لیکن اگر کوئی تمہارے قید خانے میں اسیر ہونے کے لئے آجائے تو اُس سے حسد نہ کرو۔

سُلطان : مَیں ایسے خاندان کی اَولاد ہُوں جو میدانِ جنگ میں جوانمردی کے لئے مشہور ہے۔ ہم دُوسروں کو کبھی بھی جنگ پر آمادہ نہیں کرتے۔ لیکن، اگر ہمیں جنگ کے لئے مجبور کیا جائے تو ہم اُس سے ٹلتے بھی نہیں۔ دُشمنوں کی لاشوں پر بلند لہراتے ہُوئے پرچموں کے ساتھ میدان چھوڑتے ہیں۔ جناب آپ مجھے میرے ہمسائے کو اپنی من مانی کر لینے کی رائے دے کر، مجھے گُمراہ کر رہے ہیں۔

میرداد : کیا تم نے کہا نہیں کہ تمہیں امن کی خواہش ہے۔

سُلطان : ہاں، مَیں امن ہی تو چاہتا ہُوں۔

میرداد : تو پھر لڑو مت۔

سُلطان : مگر میرا ہمسایہ مُجھ سے جنگ کے لئے بضد ہے۔ اور مُجھے اُس کے ساتھ جنگ لڑنی ہی پڑے گی تاکہ ہمارے درمیان امن و اَمان کی حُکمرانی قائم رہے۔

میرداد : تُم اپنے پڑوسی کو اِس لئے قتل کرو گے تاکہ تُم اُس کے ساتھ امن و اَمان سے جی سکو۔ کِتنا عجیب تماشا ہے! مُردوں کے ساتھ امن سے جِینے میں کوئی فضیلت نہیں ہے، مگر زِندوں کے ساتھ امن سے جِینے میں بہت بڑی نیکی ہے۔ اگر تُمہیں کبھی زِندہ آدمی یا چیز کے ساتھ، جس کی پسند اور رغبت کِسی وقت تُمہاری پسند اور رغبت سے ٹکراتی ہوں، جنگ کرنی ہی پڑے، تو وہ جنگ خُدا سے کرنا، جس نے یہ حالت پیدا کی ہے۔ اور 'کائنات' کے ساتھ جنگ کرنا کیونکہ اِس میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو تُمہارے دِماغ کو پریشان کرتی ہیں اور تُمہارے دِل کو دُکھاتی ہیں، اور اِرادی اور غیر اِرادی طور پر تُمہاری زِندگی میں مُخل ہوتی ہیں۔

سُلطان : لیکن جب میں اپنے ہمسائے سے امن کی خواہش کروں اور وہ مُجھ سے جنگ کرنا چاہے تو میں کیا کروں؟

میرداد : جنگ کرو!

سُلطان : اب تُم نے مُجھے صحیح رائے دی ہے۔

میرداد : ہاں لڑو! مگر اپنے ہمسائے سے نہیں بلکہ اُلٹا اُن تمام چیزوں سے لڑو جو تُمہیں اور تُمہارے ہمسائے کو آپس میں لڑنے کے لئے مجبور کرتی ہیں۔

تُمہارا پڑوسی تُم سے جنگ کرنا کیوں چاہتا ہے؟ کیا اِس لئے کہ تُمہاری آنکھیں نیلی ہیں اور اُس کی بھُوری؟ کیا اِس لئے کہ تُمہیں خواب میں فرِشتے دِکھائی دیتے ہیں اور اُس کو جِنّات؟ یا محض اِس لئے کہ تُم اُس سے اُتنی ہی محبّت کرتے ہو جِتنی کہ اپنے آپ سے، اور اپنی سب چیزوں کو اُس کی چیزیں خیال کرتے ہو؟

سُلطان! جن کی خاطر تُمہارا ہمسایہ تُم سے لڑنا چاہتا ہے۔ وہ ہے تُمہارا یہ شاہی لباس، تُمہارا تخت، تُمہاری دَولت، تُمہاری شان و شوکت، اور وہ چیزیں جن کے تُم قیدی ہو۔

کیا تُم ایک بھی نیزہ اُٹھائے بغیر اُس کو شکست دینا چاہو گے؟ تو پھر تُم پہل کرکے اپنے آپ ہی اِن تمام چیزوں کے خِلاف جنگ کا اعلان کر دو۔ جب تُم اپنی رُوح کو اُن کے شکنجے سے چُھڑا کر اُن پر فتح حاصِل کر لو گے، جب تُم اُن کو باہر کُوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دو گے، تب ایسا ہو سکتا ہے کہ تُمہارا پڑوسی آگے بڑھنے سے رُک جائے۔ اپنی تلوار واپس میان میں رکھ لے اور اپنے آپ سے کہے، ' اگر یہ چیزیں اِتنی قیمتی ہوتیں کہ اُن کے لئے جنگ کرنا مُناسب ہوتا تو میرا پڑوسی اِن کو کُوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر نہ پھینکتا۔

اگر تُمہارا پڑوسی اپنے پاگل پن پر قائم رہے، کُوڑے کرکٹ کے انبار کو لے بھاگے، تو تُم اُس مُہلک بوجھ سے چھٹکارہ پانے پر خُوشی مناؤ، بلکہ اپنے پڑوسی کی بدقسمتی پر افسوس کرو۔

سُلطان : میرے وقار کا، جو میری تمام مقبُوضات سے کہیں زیادہ قیمتی ہے، کیا ہوگا؟

میرداد : اِنسان کا ' اِنسان ' ہونا ہی اُس کا وقار ہے، جو خُدا کا زندہ عکس اور ہم شکل ہے۔ دیگر سب وقار ذِلّتیں ہیں۔

اِنسانوں کے ذریعے دی گئی عِزّت اُن کے ہی ذریعے بڑی آسانی سے چھین لی جاتی ہے۔ تلوار کی دھار سے لکھی گئی شان و شوکت تلوار کے ذریعے بڑی آسانی سے مٹا دی جاتی ہے۔ سُلطان، کوئی بھی شان زنگ آلُود تیر کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی، ایک جلتے ہُوئے آنسُو سے کہیں کم، خُون کے ایک قطرہ سے اور بھی کم۔

سُلطان : اور آزادی ——— میری اور میری رعایا کی آزادی کا کیا ہوگا؟ کیا وہ بڑی سے بڑی قربانی کی حقدار نہیں ہے؟

میرداد : 'سچّی آزادی' کی قیمت خُودی کی قُربانی ہے۔ تُمہارے ہمسائے کے ہتھیار اُس کو چھین نہیں سکتے۔ تُمہارے اپنے ہتھیار نہ اُس کو فتح کر سکتے ہیں

نہ ہی اُس کی حِفاظت کر سکتے ہیں۔ اور میدانِ جنگ اُس کے لئے قبر کے برابر ہے۔

'سچی آزادی' دِل میں جیتی اور ہاری جاتی ہے۔

کیا تُم جنگ لڑنا چاہتے ہو؟ تُم اپنے دِل میں اپنے ہی دِل سے جنگ کرو۔ اپنے دِل سے ہر اُمید، ہر خوف اور ہر فضُول خواہش کو چھین لو، جو تُمہاری دُنیا کو دَم گھوٹنے والا باڑہ بنائے رکھتے ہیں۔ اور تُم دیکھو گے کہ وُہ 'کائینات' سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ اور تُم اُس 'کائینات' میں حسبِ مَنشا گھُوم پھِر سکو گے اور کوئی بھی چیز تُمہاری راہ میں رُکاوٹ نہیں بنے گی۔

صِرف یہی ایک جنگ لڑنے کے قابِل ہے۔ اپنے آپ کو اِس طرح کی جنگ میں مصرُوف کر دو گے تو تُمہیں کِسی اور جنگ کے لئے وقت نہیں ملے گا۔ اور وہ جنگیں تُمہیں قابِلِ نفرت درِندگی اور شیطانی فریب دِکھائی دیں گی۔ جِن کا مقصد تُمہارے دِل کو گُمراہ کرنا، تُمہاری طاقت کو زائل کرنا اور اِس طرح تُمہیں اپنے نفس سے لڑنے والی جنگ میں جو اصل میں ایک جِہاد ہے، شِکست دینا ہے۔ ایسی جنگ کو جِیتنا کبھی ختم نہ ہونے والی عظمت پر فتحیاب ہونا ہے۔ جب کہ کِسی دُوسری جنگ میں حاصِل کی گئی فتح کمر توڑنے والی شِکست سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ اور اِنسانوں کی جنگ کا سب سے خوفناک پہلُو یہ ہے کہ فتحیاب اور شِکست خُوردہ دونوں ہی یکساں شِکست سے بغل گیر ہوتے ہیں۔

کیا تُم امن چاہتے ہو؟ اُس کی تلاش لفّاظی دستاویزوں میں نہ کرو۔ اور نہ ہی اُس کو چٹّانوں پر کُندہ کرنے کی کوشِش کرو۔

کیونکہ جو قلم آسانی سے 'امن' لکھتا ہے۔ وہ اُتنی ہی آسانی سے 'جنگ' بھی لِکھ سکتا ہے، اور جو چھینی 'آؤ امن قائم کریں' کُندہ کرتی ہے وہ بآسانی 'آؤ جنگ کریں' بھی کُندہ کر سکتی ہے۔ اور مزید برآں کاغذ اور چٹّان، قلم اور چھینی جلد ہی کیڑوں، دِیمک، زنگ اور زوال آمیز عناصِر کے کیمیائی عمل کا شِکار ہو جاتے ہیں۔ 'اِنسان' کی قیودِ زماں

سے آزاد رُوح جو 'مُقدّس عِرفان' کا تخت ہے اُس کی بات الگ ہے۔

جب ایک بار عِرفان کی رَوشنی ہو جاتی ہے تو دِل میں فوراً اور ہمیشہ کے لئے جنگ جیت لی جاتی ہے۔ اور امن قائم ہو جاتا ہے۔ عِرفان آشنا دِل جنگ سے بوکھلائی ہُوئی دُنیا میں گھِرا ہُوا ہونے پر ہمیشہ پُرسکون رہتا ہے۔

جاہِل دِل دو رُخا دِل ہے۔ دو رُخا دِل دو رُخی دُنیا کو جنم دیتا ہے۔ دو رُخی دُنیا لگاتار جنگ و جدل پیدا کرتی ہے۔

جب کہ عِرفان آشنا دِل اکہرا دِل ہوتا ہے۔ اکہرا دِل اکہری دُنیا کو جنم دیتا ہے۔ اکہری دُنیا پُرسکوُن دُنیا ہوتی ہے۔ کیونکہ لڑنے کے لئے دو ہونے چاہئیں۔

اِس لئے مَیں تُمہیں مشورہ دیتا ہُوں کہ اپنے دِل سے جنگ کرو تاکہ وہ اکہرا دِل بن جائے۔ اُس پر فتح کا اِنعام دائمی سکوُن ہے۔

اے سُلطان، اگر تُم کِسی پتھّر میں تخت دیکھ سکو، اور کِسی غار میں قلعہ پا سکو تو پھر سُورج تُمہارا تخت اور ستاروں کا طبق تُمہارے قلعے بننے میں بے حد خُوشی محسُوس کریں گے۔

جب کھیت میں اُگا کوئی گُلِ بہار تحفے کے طور پر تُمہاری خدمت کے قابِل بن جائیگا اور کوئی کیڑا تُمہارا مُعلّم تو سِتارے تُمہارے سینے پر بیٹھنے میں خُوشی محسُوس کریں گے اور زمین تُمہارا منبر بننے کے لئے تیار ہو جائے گی۔

جب تُم اپنے دِل پر حکُومت کر سکو گے، تُمہیں اِس سے کیا غرض کہ کون تُمہارے جِسم پر برائے نام حُکومت کرتا ہے؛ جب تمام کائینات ہی تُمہاری ہو جائے گی تو تُمہیں اُس سے کیا سروکار کہ 'زمین' کے اِس یا اُس حِصّے پر کون حُکومت کرتا ہے؟

سُلطان : تُمہارے الفاظ نہایت دِل کش ہیں۔ تاہم مُجھے ایسا لگتا ہے کہ جنگ 'قُدرت' کا قانُون ہے۔ کیا سمُندر کی مچھلیاں تک باہم جنگ میں مصرُوف نہیں ہیں، کیا کمزور زور آور کا شِکار نہیں بنتا، اور مَیں کِسی کا شِکار نہیں بنُوں گا۔

میرداد : جو تُمہیں جنگ دِکھائی دیتی ہے، وہ قُدرت کا اپنا پیٹ پالنے

اور اپنی اَولاد میں اضافہ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ زور آور کو اُتنا ہی کمزور کی خوراک بنایا گیا ہے جتنا کہ کمزور کو زور آور کی تو پھر 'قُدرت' کے حساب میں زور آور کون ہے، اور کمزور کون ؟

'قُدرت' اکیلی ہی زور آور ہے، باقی سب کمزور ہیں جو 'قُدرت' کی رضا میں چلتے ہیں اور چُپ چاپ 'موت' کی رَو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔

صِرف لافانی رُوحوں کو ہی زور آور کہا جا سکتا ہے۔ اور اے سُلطان ! اِنسان لافانی ہے۔ اِنسان 'قُدرت' سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ اپنا پیٹ پالتا ہُوا اُس کے کثیف دِل میں اِس لئے داخل ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے لطیف دِل میں پہنچ سکے۔ وہ اپنے آپ کی افزائش[1] اِس لئے کرتا ہے تاکہ وہ اپنے آپ کی توسیع سے اُونچا اُٹھ سکے۔

جو شخص اپنی غلیظ خواہشات کو حیوانوں کے صاف فِطری رُجحانوں کے حوالے سے جائز قرار دینا چاہتے ہیں وہ چاہے اپنے آپ کو جنگلی جانور یا بھیڑیئے یا گیدڑ یا کچھ اور بھی کہہ لیں، مگر اُن کو 'اِنسان' کے نیک نام کو بٹہ نہیں لگانا چاہیئے۔

اے سُلطان، میرداد میں ایمان لا اور پُرسکون ہو جا۔

سُلطان : 'سردار' نے مجھے بتایا ہے کہ میرداد جادُوگری کے کرشموں میں بڑا ماہر ہے۔ اور میں چاہُوں گا کہ وہ اپنی کچھ طاقتوں کا مُظاہرہ کرے تاکہ میں اُس میں ایمان لا سکوں۔

میرداد : اگر 'اِنسان' کے اندرُونی رب کو ظاہر کرنا جادُوگری ہے تو میرداد جادُوگر ہے۔ کیا تُو میری جادُوگری کا ثبوت اور جلوہ دیکھنا چاہتا ہے ؟

دیکھ، مَیں ہی اُس کا ثبوت اور اُس کی ہُوبہُو صُورت ہُوں۔

اب جا، وہ کام کر جو تُو کرنے آیا ہے۔

---

[1] بڑھاوا

سلطان : یہ تُو نے صحیح بُوجھ لیا کہ مَیں تیرے پاگل پن سے دِل بہلانے کے لئے نہیں، کوئی دُوسرا ہی کام کرنے کے واسطے آیا ہُوں۔ کیونکہ بتحار کا سُلطان کسی دُوسری قِسم کا جادوگر ہے اور وہ ابھی اپنے ہُنر کا مُظاہرہ کرے گا۔

(اپنے آدمیوں سے) اپنی زنجیریں لاؤ اور اِس 'ربّانی اِنسان' یا 'اِنسانی ربّ' کے ہاتھ اور پاؤں باندھ لو اور اِس کو اور یہاں موجُود اِس کے ساتھیوں کو دِکھا دو کہ ہماری جادُوگری اِس قِسم کی ہے۔

نروندا : چار سپاہی 'مُرشِد' پر وحشی درِندوں کی طرح جھپٹے اور فوراً اُس کے ہاتھوں اور پَیروں کو زنجیروں سے باندھنا شرُوع کر دِیا۔ ایک لمحہ کے لئے 'ساتوں ساتھی' بےبسی کی حالت میں بَیٹھے رہے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ جو کچُھ اُن کے سامنے ہو رہا تھا اُس کو کیا سمجھیں ——— کیا وہ ہنسی ہنسی میں ہو رہا تھا یا سنجیدگی میں۔ میکایُون اور زموّرا کو اِس ناگوار حالت کی سنجیدگی کا دُوسروں سے پہلے احساس ہو گیا تھا وہ دونوں آگ بگولہ ہُوئے، ببر شیر کی طرح سپاہیوں پر ٹُوٹ پڑے۔ اگر 'مُرشِد' کی اُنہیں ایسا کرنے سے روکتی ہُوئی اور ڈھارس دیتی ہُوئی آواز سُنائی نہ دی ہوتی تو وہ اُنہیں وہیں چت کر دیتے۔

میرداد : جوشیلے میکایُون، اِن کو اپنا ہُنر اِستعمال کر لینے دو۔ اچھے زموّرا، اِن کو اپنا طریقہ اِستعمال کر لینے دو۔ میرداد کے لئے اِن کی زنجیریں 'سیاہ کھائی' سے زیادہ خوفناک نہیں ہَیں۔ شماآدم کو اپنی طاقت بتحار کے سُلطان کے ساتھ جوڑ لینے پر خُوش ہونے دو۔ یہ اِتحاد اِن دونوں کو پھاڑ دے گا۔

میکایُون : جب ہمارا 'مُرشِد' کسی مُلزم کی طرح جکڑا جا رہا ہو، ہم کیسے ایک طرف کھڑے رہیں؟

میرداد : میری ذرا بھی فکر نہ کرو۔ 'پرسکون' رہو۔ یہ کسی دِن تم سے بھی یہی سلوک کریں گے۔ مگر اِس میں نقصان اِنہیں کا ہوگا، تمہارا نہیں۔

سُلطان : یہی سلوک ہر اُس بدمعاش اور پاکھنڈی کے ساتھ کیا جائے گا جو مستقل طور پر قائم حکومت کی نافرمانی کی جُرأت کرے گا۔

یہ مقدس شخص (شمادم کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے) اِس قوم کا جائز 'سردار' ہے۔ اور اِس کا حکم ہر شخص کے لئے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ قابلِ پرستش 'کشتی' جس کی برکت سے تم فیض یاب ہوتے ہو، میری حفاظت میں ہے۔ میری چوکس نظر اُس کے تقدیری اُمور کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔ میرا قوی بازو اِس کی عمارت اور اِس کی مِلکیت پر پھیلا ہُوا ہے۔ جو اُسکو بُرائی کے خیال سے چھوئے گا میری تلوار اُس ہاتھ کو کاٹ کر رکھ دے گی۔ یہ سبھی جان لیں اور محتاط رہیں۔

(پھر اپنے آدمیوں سے) نِکال باہر کرو اِس پاجی کو۔ اِس کی خطرناک تعلیم نے اِس کو بربادی کے ساحل پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگر اِس کو اپنی بربادی کی راہ پر چلنے دِیا گیا تو یہ راہ بہت جلد ہی ہماری سلطنت اور زمین دونوں کو تباہ کر دے گی۔ اب اِس کے بعد یہ اِس کی تبلیغ بتجار کے تہہ خانے کی تاریک دیواروں کے سامنے ہی کیا کرے گا۔ لے جاؤ اِس کو یہاں سے۔

نرونڈا : سپاہی 'مرشد' کو باہر لے گئے اور سُلطان اور شمادم خوشی سے اکڑتے ہوئے اُس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ 'ساتوں ساتھی' اِس منحوس جلوس کے پیچھے چل رہے تھے۔ اُن کی آنکھیں مُرشِد کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اُن کے ہونٹ غم سے سِلے ہُوئے تھے اور اُن کے دِل جوشِ گریہ سے شق ہو رہے تھے۔

دمُرشد، ثابت قدمی اور اعتماد کے ساتھ چل رہا تھا اور اُس کا سر بلند تھا کچھ دُور چل کر اُس نے ہماری طرف مُڑ کر دیکھا اور کہا :

میرداد : میرداد میں یقین رکھو۔ جب تک مَیں اپنی 'کشتی' کو دریا میں نہ ڈال دُوں اور اُس کی کمان تمہارے ہاتھوں میں نہ سونپ دُوں، مَیں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔

نرونڈا : اور اُس کے بعد اُس کے یہ الفاظ ہمارے کانوں میں بہت دیر تک بُلند آواز میں بجتے رہے۔ اور اُس کے ساتھ ہی بھاری زنجیروں کے کھنکنے کی آواز آتی رہی۔

باب اُنتیسواں

شمادم کی اپنے ساتھیوں کا دِل جیتنے کی ناکام کوشش

شمادم ساتھیوں کو اپنی طرف جیتنے کی ناکام کوشش کرتا ہے
میرداد کراماتی طریقے سے واپس آتا ہے اور شمادم کے سوا
تمام ساتھیوں کو یقین کا بوسہ دیتا ہے

نرونڈا : ہمیں بھرپور برف سے سفید اور چیرتے ہوئے جاڑے نے آدبوچا تھا۔ برف سے ڈھکے پہاڑ چُپ چاپ، سانس روکے کھڑے تھے۔ صرف نچلی وادیوں میں ہی مُرجھائی ہوئی ہریالی کی ٹکڑیاں دِکھائی دیتی تھیں۔ اور کہیں کہیں مائع چاندی کی سفید دھاری سمندر میں بَل کھاتی ہوئی بہتی تھی۔

'سات ساتھیوں' کو باری باری اُمید اور شک کی لہروں کے تھپیڑے لگ رہے تھے۔ میکایون، میکاستر اور زمورا پُراُمید تھے کہ 'مُرشد' اپنے وعدے کے مُطابق واپس آجائے گا۔ بنّون، ہمبال اور ابیمار کو اُس کی واپسی سے مُتعلق شُبہ تھا۔ مگر وہ سبھی ایک دہشت انگیز تنہائی اور بے چارگی کے شِکار تھے۔

کشتی، سرد، اُداس اور غیر مہمان نواز تھی۔ باوجود اِس کے کہ شمادم اُس میں زِندگی اور حرارت پیدا کرنے کی انتھک کوشش کر رہا تھا، اُس کی دیواروں پر یخ بستہ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ جب سے میرداد کو وہاں سے جبراً لے جایا گیا تھا،

شمادم نے ہم پر عنایت کی بارش کر رکھی تھی۔ اُس نے ہمارے سامنے اپنی طرف سے سب سے اعلیٰ کھانا پیش کیا، مگر اُس سے نہ تو جسم کی تسکین ہُوئی، نہ ہی دِل میں جان پیدا ہو سکی۔ اُس نے ڈھیروں لکڑیاں اور کوئلے جلائے، مگر آگ کی تپش بھی ہمیں گرما نہ سکی۔ وہ نہایت حلیم اور ظاہراً محبّت سے بھرپور دِکھائی دیتا تھا۔ مگر اُس کی حلیمی اور محبّت ہمیں اُس سے دُور کئے جاتی تھیں۔

کافی دیر تک اُس نے 'مرشد' کا کوئی ذِکر نہ کیا۔ آخر کار اُس نے اپنے دِل کی گرہ کھولی اور کہا:

شمادم: میرے ساتھیو، اگر تُم سمجھتے ہو کہ مَیں میرداد سے نفرت کرتا ہُوں تو تُم مُجھ سے بے اِنصافی کرتے ہو۔ بلکہ مُجھے تو اُس پر دِلی طور پر رحم آتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ میرداد کوئی بُرا آدمی نہ ہو، مگر وہ ایک خطرناک خیالی منصوبے گھڑنے والا آدمی ضرور ہے اور ٹھوس حقیقتوں اور رسُومات کی اِس دُنیا میں وہ جس اصُول کی تبلیغ کرتا ہے وہ سراسر غیر عملی اور جھُوٹا ہے۔ اُس کو اُس کے پیرو کاروں کو جب پہلی بار بے رحم سچّائی کا سامنا کرنا پڑے گا تو اُس کا انجام نہایت ہَولناک ہو گا۔ مُجھے اِس کے بارے میں پکّا[1] یقین ہے۔ اور مَیں اپنے ساتھیوں کو اُس تباہی سے بچانا چاہتا ہُوں۔

جوانی کے اُتاولے پن سے گُمراہ میرداد بات چیت میں ہوشیار تو ہو سکتا ہے لیکن اُس کا دِل اندھا، ضِدّی اور دِین سے بے بہرہ ہے۔ جب کہ میرے دِل میں سچّے خُدا کا خَوف ہے اور برسوں کے تجربات کی بِنا پر میرے فیصلے وزن دار اور مُستند ہوتے ہیں۔

اِن سارے برسوں کے دَوران کون مُجھ سے زیادہ بہتر 'کشتی' کا اِنتظام

---

[1] قابلِ یقین

جاری رکھ سکتا تھا؟ کیا مَیں نے اِتنی مُدّت تُمہارے ساتھ نہیں گزاری اور مَیں تُمہارا بھائی اور باپ دونوں نہیں بنا رہا؟ کیا ہمارے دِلوں پر سکُون کی خُدائی رحمت نازل نہیں ہوئی اور ہمارے ہاتھ بے اِنتہا خُوش حالی سے نوازے نہیں گئے؟ اور ہم ایک اجنبی کو وہ سب کُچھ جو ہم نے ایک لمبے عرصے کے دَوران فراہم کیا ہے کیوں برباد کرنے دیں؟ جہاں اعتماد حُکمراں تھا وہاں غیر اعتمادی اور جہاں سکُون کی بادشاہت تھی، وہاں کشمکش یا تنازعے کو پاؤں کیوں جمانے دیں؟

میرے ساتھیو، درخت پر بیٹھے دس پرندوں کی اُمید میں ہاتھ آئے ہُوئے ایک پرندے کو کھو دینا سراسر پاگل پن ہے۔ میرداد تُم سے یہ کشتی، چھڑا دینا چاہتا ہے، جو اِتنا عرصہ تُمہیں پناہ دیتی رہی ہے، تُمہیں خُدا کے قریب رکھتی رہی ہے، تُمہیں وہ سب کُچھ دیتی رہی ہے، جس کی فانی اِنسان خواہش کر سکتے ہیں، جس نے دُنیا کی افراتفری اور اذیّت کا تُم پر سایہ تک بھی نہیں پڑنے دیا۔ اِس کے عوض میں وہ تُمہیں کیا دینے کا وعدہ کرتا ہے؟ دِلی اَذیتیں[1] اور مایُوسیاں، ناداری اور مزید برآں کبھی نہ ختم ہونے والی کش مکش۔ وہ تُم سے اِن کا اور دِیگر کئی بدتر چیزوں کا وعدہ کرتا ہے۔

وہ خلا میں مُعلّق 'کشتی' کا وعدہ کرتا ہے، جو ایک پاگل آدمی کا خواب ہے۔ ــــ ایک بچکانہ تصوّر ــــ ایک شیرِیں عدمِ اِمکان[2]۔ کیا وہ اتّفاقاً اُس 'کشتی' کے بانی 'باپ نُوح' سے بھی زیادہ دانشمند ہو سکتا ہے؟ اُس کی بیہُودہ گوئی کی طرف تُمہاری توجہ دِلاتے ہُوئے بھی مُجھے بہت دُکھ ہوتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مَیں نے میرداد کے خِلاف اپنے دوست بتحار کے سُلطان کے قوی بازو کی اِمداد لینے میں اِس 'کشتی' اور اِسکی مُقدّس روایتوں کے خِلاف گُناہ کیا ہو۔ مگر مَیں تو تُمہاری

---

[1] تکلیفیں [2] میٹھی غیر ممکن بات

بھلائی چاہتا تھا۔ اور میری خطا کے جوازؔ[1] کے ثبوت میں یہ ایک بات ہی کافی ہے۔ اِس سے پہلے کہ موقع ہاتھ سے نکل جاتا، مَیں تمھیں اور تمھاری 'کشتی' کو بچانا چاہتا تھا۔ خدا میرے ساتھ تھا اور مَیں نے تمھیں بچا لیا۔

ساتھیو، میرے ساتھ خوشی مناؤ اور 'مالک' کا شکر بجا لاؤ کہ ہم اپنی گنہگار آنکھوں سے اپنی 'کشتی' کی تباہی کا نظارہ کرنے کی زبردست رُسوائی سے بچ گئے۔ کم از کم مَیں تو وہ ذِلّت برداشت کرتے ہُوئے زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

میرے پیارے ساتھیو، اب مَیں اپنے آپ کو 'نُوح کے خُدا' اور اُس کی 'کشتی' کی خِدمت بلکہ تُمھاری خِدمت کے لئے نئے سِرے سے سونپتا ہُوں۔ پہلے کی طرح ہی شادماں رہو تاکہ تُمھاری شادمانی سے میری خُوشی مُکمّل ہو جائے۔

نرونڈا: اِتنا کہتے ہُوئے شمادم رو پڑا۔ اُس کے آنسو اکیلے پڑ جانے کے شدید اِحساس سے قابلِ رحم تھے، کیونکہ اُن کو ہمارے دِلوں اور آنکھوں میں کہیں کوئی دستگیری نہیں مِلی۔

ایک صُبح جب سیاہ بادلوں کے لمبے مُحاصرے سے نکل کر سُورج نے کوہساروں پر اپنی کرنیں بکھیریں، زمورا نے اپنا رباب اُٹھایا اور گانا شرُوع کر دیا۔

میرے رباب کے کُہرے سے مُنجمد ہونٹوں پر
اُس کا گیت جم گیا ہے
اور میرے رباب کے برف سے گھرے دِل میں
خواب برف کے نیچے دَب گیا ہے

او میرے رباب،
وہ سانس کہاں ہے جو تیرے گیت کو گرمائے گا؟

---

[1] جائز ہونا

او میرے رباب،
وہ ہاتھ کہاں ہے جو خواب کو نجات دِلائے گا؟
بِتحار کی کال کوٹھڑی میں۔

بِھکارن ہَوا، جا بِتحار کے زِنداں
کی زنجیروں سے،
میرے لئے ایک گیت مانگ کر لا۔
سُورج کی عیّار کرنوں، جاؤ،
بِتحار کے تارِیک قیدخانہ کی زنجیروں سے
میرے لئے ایک گیت چُرا کر لاؤ۔
میرے عُقاب کا پنکھ آسمان جِتنا وسیع تھا،
اور اُس کی پناہ میں مَیں بادشاہ تھا۔
مگر اب مَیں یتیم ہُوں، لاوارث ہُوں،
اور میرے آسمان پر ایک اُلّو حُکمران ہے۔
کیونکہ میرا عُقاب دُور پَرواز کر گیا ہے ـــــ
بِتحار کی کال کوٹھڑی کی طرف۔

نرونڈا: جب اُس کے ہاتھ ڈِھیلے ہُوئے اور اُس کا سر اُس کے رباب پر جُھکا تو زموّرا کی آنکھوں سے ایک آنسُو ٹپکا۔ اُس آنسُو نے ہمارے سِینوں میں تھمے غم کے نِکاس کا راستہ کھول دِیا اور ہماری آنکھوں کے پانی کے پھاٹک کھول دیئے۔

میکایون اپنے پاؤں کے بَل اُچھل کھڑا ہُوا اور اُونچی آواز میں چیخ اُٹھا، "میرا دَم گُھٹ رہا ہے" اور وہ دروازے کے باہر کُھلی ہَوا کی طرف لپکا۔ زمورا، میکاتر اور مَیں اُس کے پِیچھے پِیچھے صحن سے ہوتے ہُوئے بیرُونی احاطہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔

جس کے باہر ساتھیوں کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ میکایون نے زوردار جھٹکے کے ساتھ بھاری چٹخنی کھینچی۔ پھاٹک چوپٹ کھل گیا۔ اور وہ باہر کی طرف یوں بھاگا جیسے کوئی شیر پنجرے سے نکل بھاگتا ہے۔ باقی تینوں نے بھی ویسا ہی کیا۔

دھوپ گرم اور چمکدار تھی اور اُس کی کرنیں جمی ہوئی برف پر یوں دمکتی تھیں گویا کہ آنکھوں کو چُندھیا کر اندھا کر دیں گی۔ جہاں تک نظر کی پہنچ تھی ہمارے سامنے درختوں سے خالی اور برف سے ڈھکی اُوبڑ کھابڑ پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور تمام گرد و نواح روشنی کے عجیب و غریب رنگوں سے دمک رہا تھا۔ ہر طرف اتنی مکمل خاموشی تھی کہ وہ کانوں کو ناگوار گزرتی تھی اور ہمارے پاؤں کے نیچے آنے والی برف کی چرمراہٹ ہی اُس خاموشی کے طلسم کو توڑتی تھی۔ ہوا کو بدن کو چیرتی جاتی تھی، ہمارے پھیپھڑوں کو سہلاتی بھی جاتی تھی اور ہم ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کے ہمیں آگے ہی آگے اُڑ لئے جاتی ہے۔

یہاں تک کہ میکایون کا مزاج بھی بدل گیا۔ اور اُس نے رُک کر بلند آواز میں کہا، "کھلا سانس لینے کے قابل ہونا بھی کتنا اچھا لگتا ہے، آہ صرف کھلا سانس لینا بھی۔" اور درحقیقت ایسا لگتا ہے جیسے کہ ہم پہلی بار آزادانہ طور پر سانس لینے کا لطف اُٹھا رہے تھے۔ اور ہمیں سانس لینے کے معنی سمجھ میں آ رہے تھے۔

ہم تھوڑا راستہ ہی چلے تھے جب میکایون کو دُور دراز اونچائی پر کوئی سیاہ چیز دکھائی دی۔ کچھ کا خیال تھا کہ کوئی تنہا بھیڑیا تھا۔ بعض نے قیاس کیا کہ وہ ایک ایسی پہاڑی ہے جس کو ہوا نے اُس کی برف صاف کر کے ننگا کر دیا ہے۔ مگر وہ شے ہماری جانب کو حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ اور ہم نے خود اُس طرف چلنے کا ارادہ کیا۔ جوں جوں وہ ہمارے نزدیک آتی گئی اور زیادہ انسانی شکل میں واضح ہوتی گئی۔ اچانک میکایون نے آگے کی طرف ایک لمبی چھلانگ لگائی، چھلانگ لگاتے ہوئے زور سے چلّایا، یہ تو وہی ہے، یہ تو وہی ہے۔

اور یہ تھا بھی وہی، ــــــــ اُس کا دلکش انداز، اُسی کا اُوپر کو اُٹھا ہُوا رعب دار سر۔ سُبک رَو ہَوا اُس کے ڈھیلے ڈھالے کپڑوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔ اور اُس کی دراز سیاہ زُلفوں کے ساتھ اٹھکھیلیاں کر رہی تھی۔ دھوپ نے اُس کے عنبری، بادامی چہرے کو اپنی ہلکی سی جِلا[1] دے دی تھی۔ مگر اُس کی سیاہ خواب آلُود آنکھیں پہلے کی طرح چمک رہی تھیں۔ اور اُن سے پُراعتماد متانت[2] اور کامیاب محبّت کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ اُس کے نازک پاؤں، جن میں کھڑاؤں پہنی ہُوئی تھیں، برف کے بوسوں نے گہرے گلابی رنگ دیئے تھے۔

سب سے پہلے میکایُون اُس کے پاس پہنچا اور سسکیاں بھرتا اور مُسکراتا ہُوا اُس کے قدموں پر گر پڑا۔ اُس کے ساتھ ہی جیسے عالم بے ہوشی میں وہ بڑبڑا رہا تھا، "اب میری رُوح مجھے واپس مل گئی ہے۔"

باقی تینوں نے بھی وَیسا ہی کِیا۔ مگر 'مُرشد' نے اُن کو ایک ایک کر کے اُٹھایا۔ ہر ایک سے نہایت محبّت سے بغل گیر ہُوا اور کہا:

میرداد : مَیں تُمہیں یقین کا بوسہ دے رہا ہُوں۔ اب کے بعد تُم اعتماد میں سوؤ گے اور یقین میں جاگو گے: 'گُمان' تُمہارے سرہانے میں نہ تو گھونسلا بنائے گا نہ تذبذب ہی تُمہارے قدموں کو لڑکھڑائے گا۔

نرونْدا : چار ساتھی جو پیچھے 'کشتی' میں رہ گئے تھے، جب اُنہوں نے 'مُرشد' کو دروازے پر کھڑے دیکھا، پہلے تو وہ یہ سوچ کر خوفزدہ ہو گئے کہ وہ کوئی خیالی پیکر ہے۔ مگر جب اُس نے اُن کو ایک ایک کا نام لے کر پُکارا اور اُنہوں نے اُس کی آواز سُنی، وہ اُس کے قدموں پر سربسجدہ ہُوئے، سِوائے شمادَم کے جو اپنی جگہ سے چپکا رہا۔ 'مُرشد' نے اِن چاروں کے ساتھ بھی پہلے جیسوں کی طرح ہی سلوک

---

[1] روشنی [2] سنجیدگی

کیا اور پہلے جیسے ہی اِلفاظ کہے۔

شمآدم ہکا بکا دیکھ رہا تھا، اور سَر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا۔ اُس کا چہرہ لاش کی مانند زرد پڑ چکا تھا، ہونٹ لرز رہے تھے اور اُس کے ہاتھ بے معنی اُس کے کمر بند کو ٹٹول رہے تھے۔ وہ اچانک اپنی جگہ سے پھسلا اور ہاتھوں اور پیروں کے بل رینگتا ہُوا جہاں 'مُرشد' کھڑا تھا وہیں جا پہنچا۔ اُس نے اپنی باہیں اُس کے پیروں کے گِرد ڈال دیں اور فرش کی طرف مُنہ کئے ہُوئے لرزتی ہُوئی آواز میں کہا:

'مجھے بھی یقین ہے'۔ 'مُرشد' نے اُس کو بھی اُٹھایا اور اُس کو بوسہ دیئے بغیر کہا:

میرداد : یہ 'خوف' ہے جو شمآدم کے لمبے چوڑے جسم کو کپکپا رہا ہے اور اُس کے مُنہ سے، 'مجھے بھی یقین ہے' کہلوا رہا ہے۔

شمادم اُس جادوگری کے آگے کانپ رہا ہے اور سَر نگوں ہے، جس نے میرداد کو 'سیاہ کھائی' اور بحار کے زِنداں سے باہر نکال دیا۔ اور شمادم بدلے سے ڈرتا ہے۔ وہ اِس بارے میں بے فکر رہے اور اپنے دِل کو 'سچے یقین' کی طرف مائل کرے۔

جو یقین 'خوف' کی لہر پر جنم لیتا ہے، وہ فقط 'خوف' کا جھاگ ہوتا ہے۔ وہ 'خوف' کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ 'سچّا یقین' صِرف محبّت کی شاخ پر ہی اُگتا اور پنپتا ہے۔ عرفان اِس کا پھل ہوتا ہے۔ اگر تم خُدا سے خوف کھاتے ہو تو خُدا پر بھروسہ نہ کرو۔

شمادم : (پیچھے ہٹتا ہُوا، آنکھیں تمام وقت فرش پر جمائے ہُوئے) شمآدم بدنصیب ہے اور اپنے ہی گھر میں مردُود ہے۔ مجھے کم از کم اِتنا موقع تو دو کہ میں ایک روز کے لئے تُمہارا خِدمت گار بنا رہُوں اور تُمہیں گوشت اور گرم کپڑے پیش کر سکوں۔ کیونکہ تُمہیں بہت بھُوک اور سردی لگ رہی ہوگی۔

میرداد : میرے پاس وہ گوشت ہے جس سے باورچی خانے ناواقف ہیں۔ اور وہ گرمائش ہے جو اُون کے دھاگوں اور آگ کے شُعلوں سے اُدھار نہیں

لی جاتی۔ کاش شمادم نے سامانِ خورد و نوش اور گرمانے والی چیزیں کم، اور میرے والا گوشت اور گرمائش گودام میں زیادہ رکھے ہوتے۔

دیکھو! سمندر چوٹیوں پر سردی گزارنے آیا ہے، اور چوٹیاں سمندر کو چغے کے طور پر پہن کر خوش ہیں۔ اور چوٹیاں اپنے کوٹ کی گرمائش لے رہی ہیں۔

سمندر بھی کچھ دیر کے لئے پہاڑیوں پر اس طرح چپ چاپ اور مسحور لیٹ کر خوش ہے مگر محض کچھ عرصہ کے لئے، کیونکہ 'موسم بہار' بھی آئے گا۔ اور 'سمندر' جاڑے کے موسم میں بے حس و حرکت پڑے سانپ کی سی اپنی کنڈلی کھولے گا اور عارضی طور پر گروی رکھی ہوئی اپنی آزادی واپس مانگے گا۔ پھر یہ ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک دوڑ لگائے گا۔ اور یہ پھر ہوا کی سواری کرے گا۔ آسمان میں گھومے گا، اور جہاں بھی اس کا دل چاہے گا اپنے آپ کو چھڑکے گا۔

لیکن، شمادم، کچھ لوگ تیری طرح بھی ہوں گے جن کی زندگی مسلسل جاڑے اور اکڑے بے حسی کا عالم ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ابھی تک "موسم بہار" کی نیک ساعت کا احساس نہیں ہوا۔ دیکھو! میرداد اس بہار کا مژدہ ہے۔ میرداد زندگی کا پیام ہے، موت کا پیغام نہیں۔ تو اب اور کتنی دیر بے حس و حرکت پڑا رہے گا؛

یقین کر، شمادم، جو زندگی لوگ جیتے ہیں اور جو موت وہ مرتے ہیں، جاڑے میں بے حس و حرکت پڑے رہنے کے برابر ہے۔ اور میں لوگوں کو جھنجوڑ کر ان کو نیند سے بیدار کرنے اور ان کو ان کی گپھاؤں اور بلوں سے نکل کر ابدی زندگی کی آزادی میں قدم رکھنے کا پیغام دینے آیا ہوں۔ میرے مفاد کے لئے نہیں، اپنی بہتری کے لئے میرا یقین کر۔

نرونڈا: شمادم چپ چاپ کھڑا رہا اور اس نے اپنا منہ نہیں کھولا۔ بنون نے میرے کان میں کہا، 'مرشد' کو پوچھ کہ اس نے بخار کی قید سے باہر آنے

کی کیا سبیل[1] بنائی۔ مگر یہ سوال پوچھنے کے لئے میری زبان نے میرا ساتھ نہ دیا، پھر بھی 'مرشد' نے فوراً خود ہی کسی طرح میرا سوال بوجھ لیا تھا۔

میرداد : بتحار کا قید خانہ اب بتحار کا قید خانہ نہیں رہا۔ وہ ایک درگاہ بن گیا ہے۔ بتحار کا سلطان بھی اب کوئی سلطان نہیں رہا، آج وہ تمھاری طرح ہی ایک مشتاق مسافر ہے۔

جنون، کسی تاریک تہہ خانے کو بھی خیرہ کن[2] روشنی کے مینار میں بدلا جا سکتا ہے۔ کسی مغرور سلطان کو راغب کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ 'حقیقت' کے تاج کے مقابلے میں اپنے سر کا تاج پھینک دے۔ یہاں تک کہ غرّاتی ہوئی زنجیروں میں سے نغمۂ آسمانی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ 'اعلیٰ عارف' کے لئے جو خود ہی ایک معجزہ ہے کوئی بھی شے معجزہ نہیں ہے۔

نرونڈا : بتحار کے سلطان نے سلطنت ترک کر دی ہے۔ 'مرشد' کے کہے ہوئے یہ الفاظ، شمادم پر جیسے بجلی بن کر گرے۔ اور اچانک، اس کو ایسا عجیب اور زبردست دورا پڑا کہ ہم پر ہیبت طاری ہو گئی۔ اور ہمیں اس کی جان کا خوف لاحق ہو گیا۔ دورا غشی میں ختم ہوا، اور ہم ایک لمبی جدّوجہد کے بعد اس کو ہوش میں لائے۔

---

[1] طریقہ، راستہ، وسیلہ [2] چکاچوند

باب تیسواں

میکایوُن کا خواب

مُرشِد میکایوُن کا خواب ظاہر کرتا ہے

نرونِدا : 'مُرشِد' کے بیوپار سے لَوٹنے سے بہت عرصہ پہلے اور بہت مُدّت بعد تک میکایوُن کے برتاؤ سے ایسا دِکھائی دِیتا تھا، جیسے وہ کسی پریشانی میں مُبتلا ہو۔ کافی کافی دیر وہ اکیلا ہی رہتا، بہت ہی کم بولتا، بہت کم کھاتا اور شاذ و نادِر ہی اپنی کوٹھڑی سے باہر نکلتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دِل کا راز مُجھ پر بھی ظاہر نہیں کرتا تھا خواہ مُرشِد کو اُس سے گہری محبّت تھی اور ہم سب حیران تھے کہ 'مُرشِد' اُس کی اذیّت دُور کرنے کے لئے کیونکر کچھ نہیں کہتا یا کرتا۔

جب ایک دفعہ میکایوُن اور دیگر لوگ الاؤ[1] کے اِرد گرد بیٹھے اُس کی آنچ سینک رہے تھے۔ 'مُرشِد' نے 'عظیم افسُردگی' کے مُتعلّق فرمانا شرُوع کیا :

ایک دفعہ ایک شخص کو خواب آیا اور وہ خواب کچھ اِس طرح تھا :

اُس نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع اور خاموش بہہ رہے دریا کے سرسبز ساحل پر کھڑا ہے ساحل پر ہر عُمر اور ہر زبان بولنے والے مَردوں، عورتوں اور بچّوں کے ایک بہت بڑے

---

[1] آگ کا ڈھیر

ہجوم کی چہل پہل ہے۔ اُن سب کے پاس الگ الگ قامت اور رنگوں کے پہیئے (چکر)
ہیں۔ جن کو وہ کنارے کے اُوپر نیچے چلا رہے ہیں۔ اُس ہجوم نے جشن کے موقع پر پہنے
جانے والے رنگ برنگے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور وہ موج مستی اور ضیافتیں اُڑانے
کی غرض سے گھر سے نکلے تھے۔ ہوا اُن کے شور و غُل سے معمور تھی۔ وہ لوگ بے چین
سمندر کی طرح اُوپر نیچے، آگے پیچھے چڑھتے اور اُترتے تھے۔

صرف اُس ایک شخص نے جشن کی تقریب[1] کے شایان کپڑے نہیں پہن رکھے تھے
کیونکہ اُس کو کسی جشن کی اطلاع نہیں تھی۔ اور ایک اُسی کے پاس چلانے کے لئے کوئی پہیہ
بھی نہیں تھا —— وہ خواہ اپنے کانوں پر کتنا بھی زور ڈالتا اُس کو اُس رنگ برنگے ہجوم
کے ذریعے بولا جانے والا ایک بھی ایسا لفظ سُنائی نہیں دیتا تھا جو اُس کی اپنی زبان
سے ملتا جلتا ہو — وہ خواہ کتنے ہی غور سے دیکھتا مگر اُسے ایسا ایک بھی چہرہ دکھائی
نہیں دیتا تھا جو اُس کا اپنا جانا پہچانا ہو — اس کے علاوہ اُس کے گرد اُمڈتا ہُوا
ہجوم اُسے معنی خیز انداز میں دیکھتا تھا، جیسے کہ کہہ رہا ہو۔ "یہ مضحکہ شخص کون ہے؟"
پھر اُس کو خیال آیا کہ اِس جشن سے اِس کا کوئی واسطہ نہیں ہے، اور وہ بالکل اجنبی
ہے۔ اُس کے دِل میں ایک ٹیس اُٹھی۔

عین اُسی وقت اُس کو ساحل کے بالائی سرے کی جانب سے بہت بُلند شور
سُنائی دیا۔ اُس نے دیکھا کہ ہجوم اپنے دو زانوں جُھک گیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی آنکھیں
اپنے ہاتھوں سے ڈھانپ لی ہیں اور اپنے سر زمین کی جانب جُھکا لئے ہیں۔ ایسا کرتے
ہُوئے وہ دو قطاروں میں بٹ گئے۔ اور اُن قطاروں کے درمیان ساحل کی پوری
لمبائی تک ایک سیدھا، تنگ راستہ بن گیا ہے۔ یہ نہ جانتے ہُوئے کہ وہ کیا کرے
اور کس طرف کو مڑے، وہ اکیلا ہی راستے کے بیچوں بیچ کھڑا رہ گیا۔

---

[1] خوشی کا موقع جب رشتے دار جمع ہوں

جب اُس نے اُس طرف دیکھا، جدھر سے شور آرہا تھا تو اُس کو ایک قدآور سانڈ دِکھائی دِیا۔ جس کے مُنہ سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں ۔ اُس کے نتھنوں سے دُھوئیں کے غُبار اُڑ رہے تھے اور وہ بجلی کی سی سُرعت سے بغلی راستہ پر بھاگا چلا آرہا تھا۔ اُس نے گھبرا کر غضب ناک جانور کی طرف دیکھا، اور داہنے بائیں بھاگ کر بچنا چاہا، مگر کوئی بھی راستہ دِکھائی نہیں دیا۔ اُس نے یُوں محسُوس کیا جیسے وہ زمین کے ساتھ جکڑا گیا ہو اور اُس کو اپنی موت یقینی نظر آنے لگی۔

سانڈ جب ٹھیک اُس جگہ پہنچا جہاں اُس شخص کو جُھلستی ہُوئی آگ کی لپٹ اور دُھوئیں کا احساس ہوتا تھا، تو کسی غیبی طاقت نے اُسکو اُٹھا کر ہوا میں اُچھال دِیا۔ سانڈ اُس کے نیچے کھڑا تھا۔ اور اُس کی طرف اور زیادہ آگ اور دُھواں پھینک رہا تھا، مگر وہ شخص اُوپر ہی اُوپر کو چڑھتا گیا۔ اور خواہ آگ اور دُھواں اُس کو ابھی بھی چُبھتے تھے۔ مگر اُس کو پکّا یقین ہو گیا تھا کہ سانڈ اب اُس کا کُچھ نہیں بگاڑ سکتا اور اُس نے دریا کو عبُور کرنا شروع کر دِیا۔

نیچے سبز کنارے پر نظر دوڑاتے ہُوئے اُس نے دیکھا کہ ہجُوم پہلے کی طرح گھٹنوں کے بل جُھکا ہُوا ہے اور سانڈ اب آگ اور دھوئیں کے بجائے اُس پر تیر برسا رہا ہے۔ اُس کو اپنے نیچے گزرتے ہُوئے تیروں کی سرسراہٹ سُنائی دیتی تھی۔ اُن میں سے کُچھ نے اُس کے کپڑوں کو چھید ڈالا۔ مگر کوئی بھی اُس کے جسم کو چُھو نہ سکا۔ آخر کار سانڈ اور ہجُوم اور دریا اُس کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اور وہ اور آگے پرواز کرتا گیا۔

وہ ایک ایسی سُنسان اور دُھوپ سے جُھلسی ہُوئی زمین کے اُوپر سے گزرا جس پر زِندگی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ آخر کار وہ ایک اُونچے ناہموار پہاڑ کے دامن میں اُترا جو کسی گھاس پات سے ہی نہیں بلکہ کسی چھپکلی یا چیونٹی سے بھی خالی تھا اور اُس نے محسُوس کیا کہ سوائے پہاڑ پر چڑھنے کے اُسکے لئے کوئی اور چارہ نہیں ہے۔

وہ بہت دیر تک اُوپر چڑھنے کے لئے کسی محفوظ راستہ کی تلاش کرتا رہا۔ تمام تر کوششوں کے باوجود اُس کو ایک ایسی پگڈنڈی دکھائی دی جس پر صرف بھیڑ بکریاں ہی چل سکتی تھیں۔ اُس نے وہی راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

وہ ابھی کچھ سو فٹ ہی اُوپر کو چڑھا تھا جب اُس کو اپنی بائیں طرف قریب ہی ایک چوڑی اور ہموار سڑک دکھائی دی۔ جیسے ہی وہ رُکا اور اپنی پگڈنڈی چھوڑنے ہی والا تھا کہ وہ انسانوں کی ندی سی بن گئی۔ جس کا نصف حصہ نہایت دشواری سے اُوپر کو چڑھ رہا تھا اور دوسرا نصف بہت تیزی سے سیدھا پہاڑ سے نیچے اُتر رہا تھا۔ بے شمار مرد و زن اُوپر چڑھنے کے لئے جدّو جہد کرتے اور سر کے بل نیچے کی طرف لڑھک جاتے تھے۔ جب وہ نیچے کی طرف لڑھکتے تو ایسی چیخ و پکار کرتے کہ دل دہل جاتا تھا۔

اُس شخص نے کچھ دیر یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھا اور سوچا کہ پہاڑ کے اوپر کہیں بڑا پاگل خانہ ہے۔ اور جو لوگ نیچے لڑھکتے آتے ہیں وہ اُس سے بھاگ کر آنے والے باشندے ہیں۔ اور وہ اُس ٹیڑھی میڑھی پگڈنڈی کو ہی تھامے رہا۔ گرتا پڑتا وہ لگاتار اُوپر ہی اُوپر کو چلا جا رہا تھا۔

ایک خاص بلندی پر پہنچ کر انسانی ندی خشک ہو گئی۔ اور اُس کی تہہ بالکل ہی غائب ہو گئی۔ وہ شخص اُس اُداس پہاڑ پر پھر اکیلا رہ گیا۔ وہاں نہ راستہ کی طرف اشارہ کرنے والا کوئی ہاتھ تھا، نہ اُس کے پست ہو رہے حوصلے کو بلند کرنے اور تیزی سے ختم ہو رہی طاقت کو سہارا دینے والی کوئی آواز ہی تھی۔ سوائے ایک مبہم یقین کے کہ اُس کا راستہ چوٹی کے اُوپر کی طرف ہے۔

پاؤں گھسیٹتا ہوا اپنے خون سے نقش قدم بناتا ہوا وہ آگے ہی آگے کو بڑھتا گیا۔ نہایت جان لیوا مشقت کے بعد وہ ایسے مقام پر پہنچ گیا، جہاں مٹی نرم اور پتھروں کے بغیر تھی۔ اُس کو جب کہیں کہیں نرم گھاس کے گچھے دکھائی دیئے تو اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ گھاس اتنی نرم تھی، زمین ایسی مخملی اور

ہُوا ایسی مُعطّر اور لوریاں دے کر سُلانے والی کہ اُس کو محسوس ہونے لگا جیسے اُس کی طاقت آخری قطرے تک نچوڑ لی گئی ہو۔ اُس نے ہاتھ پاؤں ڈِھیلے چھوڑ دیئے اور سو گیا۔

اُس کو ایک ہاتھ کے لمس اور اُس آواز نے جگایا جو کہہ رہی تھی۔ "اُٹھ! چوٹی نظر کے سامنے ہے اور 'بہار' چوٹی پر تیری مُنتظِر ہے۔"

وہ ہاتھ اور آواز ایک نہایت خوب صورت دوشیزہ کے تھے ــــــــ جنّت کی ایک حُور کے ــــــــ جو چکا چوند کر دینے والی سفید پوشاک میں ملبُوس تھی۔ اُس نے آہستہ سے اُس شخص کا ہاتھ پکڑا اور وہ تر و تازہ، طاقت سے بھرپور اُٹھ بیٹھا۔ اور اُس آدمی کو سچ مُچ چوٹی دِکھائی دی، اور اُس نے 'بہار' کی خوشبو سُونگھی لیکن جونہی پہلا قدم آگے بڑھانے کے لئے اُس نے اپنا پاؤں اُٹھایا، وہ خواب سے جاگ اُٹھا۔

اگر میکائیوُن اِس طرح کے خواب سے جاگ اُٹھے اور دیکھے کہ وہ ایک معمُولی بستر پر لیٹا ہُوا ہے، جِس کو چار سادہ دِیواروں نے گھیر رکھا ہے۔ لیکن اگر اُس کی پلکوں کے پیچھے اُس دوشیزہ کا جلوہ جگمگا رہا ہو اور اُس چوٹی کا معطّر چمکیلا پن اُس کے دِل میں تازہ ہو تو وہ کیا کرے گا؟

میکائیوُن : (جیسے کہ ڈنک چُبھو دیا گیا ہو) لیکن وہ خواب دیکھنے والا میں ہی ہُوں اور یہ میرا ہی خواب ہے۔ اُس دوشیزہ کا جلوہ بھی مُجھے ہی دِکھائی دِیا اور وہ خواب آج تک میرا تعاقب کرتا ہُوا مُجھے چین نہیں لینے دے رہا۔

اُس نے مُجھے اپنے آپ سے بیگانہ بنا دیا ہے۔ اُس کی وجہ سے میکائیوُن اب میکائیوُن کو نہیں پہچانتا۔

جب مُجھے بخار لے جایا گیا تھا اُس کے فوراً بعد ہی میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔ تُو نے اِس کو اِتنی تفصیل سے کیسے بیان کر دیا؟ تُو کیسا اِنسان ہے جِس کے لئے

دُوسرے لوگوں کے خواب بھی کھُلی کتاب کی مانند ہیں ؟
آہ ! اُس چوٹی کی آزادی ! آہ ! اُس دوشیزہ کا حُسن وجمال۔ اُس کے مُقابلے میں اور سب کچھ کس قدر ہیچ ہے۔ اُن کی خاطر میری رُوح جیسے مجھے چھوڑ گئی تھی اور صرف اُس روز میری رُوح میرے پاس لوٹ آئی جب مَیں نے تجھے بتحار سے واپس آتے دیکھا اور تب کہیں مجھے راحت اور طاقت کا احساس ہُوا۔ لیکن وہ احساس پھر کھو گیا۔ اور ایک بار پھر اُن دیکھے تار مجھے اپنے آپ سے دُور کھینچے لئے جا رہے ہیں۔
میرے عظیم ہمسفر، مجھے بچا لے۔ مَیں اُس کی ایک جھلک پانے کے لئے بیقرار ہُوں۔

میرداد : تجھے معلُوم نہیں میکایُون تو کیا مانگ رہا ہے۔ کیا تو اپنے نجات دہندہ سے نجات چاہتا ہے ؟

میکایُون : مَیں اِس دُنیا میں، جو اپنے گھر میں اِتنی آرام سے ہے، بے گھر ہونے کے ناقابلِ برداشت درد سے بچنا چاہتا ہُوں۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ اُس دوشیزہ کے پاس اُسی چوٹی پر چلا جاؤں۔

میرداد : تو پھر خُوش ہو کہ تیرے دِل میں عظیم افسُردگی (Great Nostalgia) بیدار ہو چکی ہے، کیونکہ یہ میرا ناقابلِ تردید وعدہ ہے کہ تجھے اپنا مُلک اور اپنا گھر ملے گا اور تُو اُس نازنین کے پاس اُس چوٹی پر پہنچے گا۔

ابیمار : واسطہ رب کا، ہمیں اِس افسُردگی، کے مُتعلق تفصیل سے بتا، ہم اُس کی کن علامتوں سے پہچان کریں ؟

باب اکتیسواں

عظیم افسردگی

میرداد : 'عظیم افسردگی' دھند کی طرح ہے، دِل سے اُٹھ کر یہ دِل کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے، جیسے کہ سمندر اور زمین سے اُٹھنے والی دھند زمین اور سمندر دونوں کا دِکھائی دینا بند کر دیتی ہے۔

اور جیسے کہ دھند آنکھ کو دِکھائی دینے والی اصلیّت سے محرُوم کر دیتی ہے اور اپنے آپ کو ہی واحد اصلیّت بنا لیتی ہے، اُسی طرح یہ 'افسُردگی' ، دِل کے احساسات کو دبا لیتی ہے اور اپنے آپ کو ہی نُمایاں احساس بنا لیتی ہے۔ اور چاہے وہ دیکھنے میں بے صُورت، بے مقصد اور دھند ہی کی طرح اندھی ہے۔ تاہم دُھند کی مانند ہی اِس کی بے شُمار نازائیدہ شکلیں ہیں، جس کی نظر صَاف اور جس کا مقصد بالکُل واضح ہے۔

'عظیم افسُردگی' بُخار کی طرح بھی ہے۔ جس طرح جسم میں دہکا ہُوا بُخار جسم کے زہروں کو جلاتا ہُوا اُس کی قوّت کو بھی خُشک کر دیتا ہے، اُسی طرح یہ افسُردگی دِل میں کش مکش سے پَیدا ہو کر اُس کی کثافت اور ہر فاضل چیز کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ دِل کو بھی ناتواں کر دیتی ہے۔

'یہ عظیم افسُردگی' ، کِسی چور کی مانند ہے۔ جیسے چھُپ کر کِسی گھر میں داخل ہُوا چور گو اپنے شِکار کا کُچھ بوجھ ہلکا کرتا ہے، مگر اُس کو دُکھی اور زِچ کر کے چھوڑ جاتا ہے۔ اُسی طرح یہ' افسُردگی' ، چوری سے دِل کے سارے بوجھ تو اُٹھا لیتی ہے مگر اُس کو بیحد مغمُوم اور بوجھوں کی کمی کے زیرِ بار کر کے چھوڑ جاتی ہے۔

وہ ساحل بہت کُشادہ اور سرسبز ہے، جہاں مَرد و زَن اپنے ناپائدار دن ناچتے گاتے، مُشقت کرتے اور روتے ہُوئے گُزار دیتے ہیں۔ مگر وہ آگ اور دُھوئیں کے غُبار چھوڑتا ہُوا سانڈ، نہایت خوفناک ہے، جو اُن کے پَیروں کو باندھ دیتا ہے۔ اُن کے گھُٹنے لگوا دیتا ہے، اُن کے نغموں کو واپس اُن ہی کے گلوں میں ٹھُونس دیتا ہے۔ اور اُن کی سُوجی ہُوئی آنکھوں کی پلکوں کو اُن ہی کے آنسُوؤں سے چپکا دیتا ہے۔

وہ دریا جو اُن کو دُوسرے کنارے سے الگ کرتا ہے بہت گہرا اور وسیع ہے۔ نہ تو وہ تیر کر ہی اُس کو عبُور کر سکتے ہیں، نہ ہی چپّوؤں یا 'بادبانوں' کے ذریعہ کشتی چلا کر۔ کم ——— بہت ہی کم لوگ ——— سوچ سمجھ کر اُس پر تصوّر کا پُل بنانے کی جُرأت کرتے ہیں۔ بلکہ سبھی ——— تقریباً سب ہی ——— اپنے اپنے کنارے سے بندھے رہنے کے آرزُومند رہتے ہیں اور وہیں ہر کوئی 'وقت' کا اپنا پسندیدہ پہیہ چلائے جاتا ہے۔

'عظیم افسُردہ' شخص کے پاس گھُمانے کے لئے اپنا کوئی پسندیدہ پہیہ نہیں ہوتا۔ تناؤ سے بھرپُور، اور وقت کی کمی کی ماری ہُوئی دُنیا میں ایک وہی مصرُوفیات اور جلد بازی سے آزاد ہے۔ اِنسانی ذات کی خُوش لِباسی، بول چال، طور طریقے میں وہ اپنے آپ کو بے لِباس، ہکلاتا ہُوا اور غیر موزُوں محسُوس کرتا ہے۔ وہ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنس نہیں سکتا، نہ رونے والوں کے ساتھ رو ہی سکتا ہے۔ اِنسان کھاتے اور پیتے ہیں اور خُورد و نوش کا مزہ بھی لیتے ہیں، مگر اُس کا کھانا بے مزہ ہوتا ہے، اور اُس کی پی ہُوئی چیزیں زبان کو کوئی لذّت نہیں دیتیں۔

دُوسروں کے رفیقِ حیات ہیں، یا پھر وہ اپنے رفیقِ حیات ڈھونڈنے میں مصرُوف ہیں، مگر وہ اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی سوتا ہے اور اکیلا ہی اپنے خوابوں میں محو رہتا ہے۔ دُوسرے لوگ دُنیادی فہم و دانش کی رُو سے بہت امیر ہیں، ایک وہی اکیلا کُند ذہن اور نا سمجھ ہے۔ اَوروں کے پاس آرام دِہ ٹھکانے ہیں، جن کو

وہ گھر کہتے ہیں۔ ایک وہی اکیلا بے گھر ہے۔ اوروں کے پاس زمین کے خاص علاقے ہیں جن کو وہ اپنا وطن کہتے ہیں اور اُس کی عظمت کے نغمے بلند لَے میں گاتے ہیں۔ ایک تنہا وہی ہے، جو کسی جگہ کو اپنا وطن نہیں کہہ سکتا۔ اور اُس کے نغمے نہیں گا سکتا کیونکہ اُس کے دل کی آنکھ اُس کے پار ساحل پر لگی ہیں۔

ایسی دُنیا میں جو ظاہری طور پر بہت چوکس دکھائی دیتی ہے، عظیم افسُردہ شخص نیند میں چلنے والے شخص کی طرح چلتا ہے۔ اُس کو ایک ایسا خواب اپنی جانب کشش کرتا ہے، جس کو اُس کے اِردگِرد کے لوگ نہ تو دیکھتے ہیں اور نہ محسُوس کرتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے شانوں کو جھٹک دیتے ہیں۔ یا اپنی آستینوں میں دَبی سی ہنسی ہنس دیتے ہیں۔ مگر جب خوف کا فرشتہ آگ اور دھوئیں کا غُبار اُگلتا ہُوا سانڈ منظر پر ظاہر ہوتا ہے تو اُن کو اپنے ہی مُنہ کی کھانی پڑتی ہے، جب کہ نیند میں چلنے والے شخص کو جس کی طرف وہ شانے جھٹکتے تھے اور اپنی آستینوں میں دَبی سی ہنسی ہنستے تھے، اُسے یقین کے پنکھ اُن سے اور اُن کے سانڈ سے اُوپر ہی اُوپر اُڑائے جاتے ہیں۔ اور اُس پار کے ساحل پر واقع ناہموار کوہسار کے دامن میں پہنچا دیتے ہیں۔

جس زمین کے اُوپر نیند میں چلنے والا مُسافر اُڑتا ہے، وہ اُجاڑ، بیابان، اور بے رنگ ہے۔ مگر یقین کے پنکھ بہت مضبُوط ہیں اور وہ شخص آگے ہی آگے اُڑتا چلا جاتا ہے۔

جس کوہسار کے دامن میں وہ اُترتا ہے، وہ اُداس، بے برگ وگیاہ اور ہیبت ناک ہے۔ مگر یقین، کا دِل غیر مغلوب ہے اور اُس شخص کا دِل دِلیری سے دھڑکتا ہے۔

کوہسار پر چڑھنے والی پگڈنڈی چٹانی، پھسلن والی اور بمشکل دکھائی دینے والی ہے، مگر یقین کا ہاتھ ریشم کی طرح نرم، قدم مضبُوط اور نِگاہ تیز ہے اور وہ شخص اُوپر ہی اُوپر چڑھتا چلا جاتا ہے۔

راستہ میں اُس کو وہ مَرد اور عورتیں ملتی ہیں جو ایک کشادہ اور ہموار سڑک کی راہ سے کوہسار پر چڑھنے کے لئے جدّوجہد کر رہے ہیں۔ یہ حقیر افسردگی' والے مَرد و زَن ہیں۔ وہ چوٹی پہنچنے کے خواہش مند تو ہیں مگر ایک لنگڑے اور نابینا راہبر کی وساطت سے۔ کیونکہ اُن کا راہبر اُن کا وہ یقین ہے، جس کو آنکھ دیکھ سکتی ہے، جس کو کان سُن سکتا ہے۔ جس کو ہاتھ محسُوس کر سکتا، جس کو ناک اور زبان سُونگھ اور چکھ سکتے ہیں۔ اُن میں سے کچُھ کوہسار کے ٹخنوں سے اُوپر نہیں چڑھ سکتے، کچُھ گھُٹنوں تک پہنچتے ہیں، کچُھ کولھوں تک اور بہت کم کمر تک، مگر وہ سب کے سب مع اپنے راہبر کے کوہسار سے نیچے لُڑھک جاتے ہیں اور اُن کو خُوب صُورت چوٹی کی جھلک تک بھی نصیب نہیں ہوتی۔

کیا آنکھ وہ سب کچُھ دیکھ سکتی ہے جو شایانِ دید ہے، اور کان وہ سب کچُھ سُن سکتا جو قابلِ شُنید ہے، کیا ہاتھ وہ سب کچُھ محسُوس کر سکتا ہے جو قابلِ لَمس ہے اور ناک وہ سب کچُھ سُونگھ سکتی ہے جو لائقِ شامّہ ہے، یا کیا زبان وہ سب کچُھ چکھ سکتی ہے جو قابلِ ذائقہ ہے؟ جب خُدائی تصوّر سے پَیدا ہُوا "یقین" اُن کی اِمداد کو پہنچے گا، حواسِ خمسہ صِرف اُس وقت ہی ٹھیک طور پر محسُوس کر سکیں گے اور اِس طرح چوٹی تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں بنیں گے۔

'یقین' سے بے بہرہ حواسِ خمسہ نہایت 'نامعتبر[1]' راہبر ہوتے ہیں۔ خواہ اُن کی سڑک نہایت کُشادہ اور ہموار معلُوم ہوتی ہے۔ مگر اُس میں خُفیہ جال اور گڑھے ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ نجات کی چوٹی پر چڑھنے کے لئے یہ راستہ اِختیار کرتے ہیں، وہ یا تو راستہ میں دم توڑ دیتے ہیں یا پھِسل اور لُڑھک کر واپس اُسی جگہ آ گرتے ہیں، جہاں سے وہ چلے تھے۔ اور وہاں وہ اپنی بے شُمار شِکستہ ہڈّیوں کو جوڑتے ہیں اور اَن گِنت کھُلے زخموں کو رفو کرتے ہیں۔

---

[1] ناقابلِ اعتبار

'حقیر افسردگی' والے لوگ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے حواسِ خمسہ سے ایک دُنیا کی تعمیر کی ہوتی ہے، جو اُن کو بہت جلد نہایت تنگ اور گھٹن والی محسُوس ہونے لگتی ہے، اور اِس لئے وہ بڑے اور ہوادار گھر کے لئے بے قرار ہونے لگتے ہیں۔ مگر وہ نیا سامان اور نیا معمار کاریگر ڈھونڈنے کے بجائے پُرانے سامان کو سمیٹ کر یکجا کر لیتے ہیں اور سابقہ معمار ہی کو حواسِ خمسہ سے طلب کر کے فرماتے ہیں کہ 'ہمارے لئے دُوسرا کھلا مکان تعمیر کر دو۔' نیا مکان مُکمل ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی اُن کے سابقہ مکان کی طرح بہت تنگ اور گھٹن والا محسُوس ہونے لگتا ہے۔ اور اِس طرح وہ مسمار کرنے اور تعمیر کرنے میں مصرُوف رہتے ہیں۔ اور اُن سے کبھی وہ مکان تعمیر نہیں ہو پاتا جو اُن کو حسبِ منشا آرام اور آزادی دے سکے۔ کیونکہ وہ ٹھگّی سے بچنے کے لئے اپنے ٹھگوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور وہ اُس مچھلی کی طرح جو کڑاہی سے اُچھل کر بھٹّی میں جا گرتی ہے، ایک چھوٹے سراب سے بھاگتے ہیں تو فوراً کوئی بڑا سراب اُن کو لُبھا لیتا ہے۔

'عظیم افسردگی' اور 'حقیر افسردگی' والے لوگوں کے درمیان ایسے خرگوش انسانوں کے بہت بڑے جھنڈ ہیں جن کو کبھی اُداسی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ وہ اِسی میں مُطمئن رہتے ہیں کہ اپنی بل کھود لی، اُسی میں زندگی بسر کی، بچّے پیدا کئے اور مر گئے۔ اُن کو اپنی بلیں نہایت شاندار، کُشادہ اور گرم محسُوس ہوتی ہیں۔ اور وہ اُن کو کسی عالی شان محل سے بدلنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتے۔ وہ سب نیند میں چلنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ خاص کر اُن کا جو اُس تنہا پگڈنڈی پر نکل پڑتے ہیں جس پر کوئی نقشِ قدم خال خال ہی ملتا ہے اور وہ بھی آنکھوں کا خُون خُشک کر کے۔

اپنے ساتھی اِنسانوں میں 'عظیم افسردگی' والے شخص کی کیفیّت کچھ اِس طرح کی ہوتی ہے جیسے گھر کی مُرغی کا انڈے میں سے نکالا گیا اور مُرغی کے چُوزوں کے ہمراہ ٹاپے میں پروان چڑھا عُقاب کا بچّہ۔

اُس کے بھائی چُوزے اور ماں مُرغی چاہتے ہیں کہ وہ بچّہ عُقاب اُن ہی طرح

ہو، وہی فِطرت، وہی عادات، وہی طرزِ زندگی اِختیار کرے، جبکہ وہ چاہتا ہے کہ یہ اُس کی طرح کُھلی ہَواؤں اور لامحدُود آسمانوں کے خواب لینے والے ہوں۔ وہ جلد ہی اپنے آپ کو ایک اجنبی اور اچھُوت کے طوَر پر پاتا ہے۔ اور وہ چُوزے مع اپنی ماں کے سبھی اُس کو چونچیں مارتے ہَیں۔ مگر اُس کو اپنے خُون میں بُلند چوٹیوں کا بُلاوا زور سے سُنائی دیتا ہے اور دڑبے کی سڑاند اُس کی ناک میں کھٹکتی ہے۔ جب تک اُس کے پَر پُوری طرح نکل نہیں آتے، وہ یہ سب کچھ چُپ چاپ برداشت کر لیتا ہے۔ اور پھر وہ ہَوا پر سوار ہو جاتا ہے اور اپنے سابقہ بھائیوں اور اُن کی ماں پر محبت آمیز الوداعی نظر ڈالتا ہے، جب کہ وہ مزید دانے اور کیڑے ڈھونڈنے کے لئے زمین کو کھودتے ہَیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ مستی میں آکر کُڑکُڑاتے جاتے ہیں۔

خُوش ہو میکایُون کہ تیرا خواب کِسی پیغمبر کا خواب ہے۔ 'عظیم افسُردگی' نے تیری دُنیا کو بہت چھوٹا کر دِیا ہے، اور تُو اِس دُنیا میں اجنبی ہو کر رہ گیا ہے۔ اِس اُداسی نے تیرے تصوّر کو حوَاس کی جابرانہ گرفت سے چُھڑا دِیا ہے اور تصوّر تیرے لئے 'یقین' کا نذرانہ لے کر آیا ہے۔

'یقین'، تُجھے متعفِن[1] اور ناک میں دم کرنے والی دُنیا سے اُوپر اُٹھائے گا اور تُجھے وِیران خلاؤں سے 'ناہموار کوہسار' پر پہنچا دے گا جہاں لازماً ہر یقین کو پرکھا جاتا ہے۔ اور اُس میں سے شُبہ کا آخری شمّہ تک صاف کیا جاتا ہے۔

اِس طرح پاک شُدہ اور فتحیاب 'یقین' ابَدی سرسبز چوٹی کی حُدود پر پہنچنے تک تیری رہنُمائی کرے گا اور 'عِرفان' کے ہاتھوں میں سپرُد کر دے گا۔ اپنا کام انجام دے کر 'یقین' سُبکدوش ہو جائے گا۔ اور 'عِرفان'، تیرے قدموں کو 'چوٹی' کی لابیاں کُھلی فِضا کا راستہ دِکھائے گا جو خُدا اور خُود پر فتح یاب اِنسان کا حقیقی لامحدُود اور ہر لحاظ سے

---

[1] سڑا ہُوا

مُکمل مُمکن ہے۔

میکایُون، تُو اِمتحان میں پُورا اُترنا، تُم سب پُورے اُترنا۔ اُس چوٹی پر ایک لمحہ کے لئے کھڑے ہونے میں ہر طرح کا درد برداشت کرنا حق بجانب ہے۔ مگر اُس 'چوٹی' پر ہمیشہ کے لئے رہنا 'اَبدیت' کی قیمت چُکانا ہے۔

ہِمبَال : کیا اب تُو ہمیں ایک نظر کے لئے خواہ اُس کی مُدّت کتنی بھی کم ہو، اپنی چوٹی پر اُٹھا کر نہیں لے جائے گا؟

میرداد : اُتاولا مَت ہو ہِمبال، اور اپنے وقت کا اِنتظار کر۔ جہاں میں آرام سے سانس لیتا ہُوں، وہاں تُجھے دم کُشی ہوتی ہے، جہاں میں سُبک بار چلتا ہُوں، وہاں تُو ہانپتا، اور ٹھوکر کھاتا ہے۔ تُو اپنے 'یقین' میں ثابت قدم رہ اور 'یقین'، یہ بڑا کام کر دِکھائے گا۔

یہ تعلیم میں نے نوح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تُمہیں دیتا ہُوں

باب بتیسواں

گُناہ اور حجاب

گُناہ اور انجیر پتّے کا حجاب ترک کرنے بارے

میرداد : تمہیں گُناہ کے مُتعلق بتایا جاچُکا ہے اور اب تُم جاننا چاہو گے کہ 'اِنسان'، گنہگار کیسے بنا۔
جیسا کہ تُم کہتے ہو ــــــ اور وہ بے بُنیاد بھی نہیں، ــــــ کہ اگر 'اِنسان'، خُدا کا عکس اور ہم شکل ہوتے ہُوئے بھی گُنہگار ہے تو لازم ہے کہ گُناہ کا سرچشمہ خُود خُدا ہی ہوگا۔ اِس میں سادہ لوح لوگوں کے لئے ایک جال بِچھا ہُوا ہے۔ میرے ساتھیو، مَیں تمہیں اُس جال میں پھنسنے نہیں دُوں گا۔ اِس لئے مَیں اِس جال کو تُمہارے راستے سے ہٹا دینا چاہتا ہُوں تاکہ تُم اِسے دُوسرے لوگوں کے راستے ہٹا سکو۔
'خُدا'، کوئی گُناہ نہیں کرتا۔ جب تک کہ 'سُورج' کا شمع کو اپنی روشنی عطا کرنا کوئی گُناہ نہ ہو۔ نہ ہی 'اِنسان'، گُناہ کرتا ہے، جب تک کہ شمع کا جل کر اپنی ہستی کو مِٹا دینا اور 'سُورج'، میں تحلیل ہوجانا گُناہ نہیں ہے۔
ہاں، شمع تب گُناہ کرتی ہے، جب وہ اپنی روشنی پھیلانے سے جی چُراتی ہے اور جب اُس کی بتّی کو دِیا سلائی کی تیلی دِکھائی جاتی ہے تو وہ تیلی اور تیلی لگانے والے ہاتھ، دونوں کی مذمت کرتی ہے۔ شمع اُس وقت گُناہ کرتی ہے۔ جب وہ 'سُورج' کے

رُو برُو چلنے میں شرم محسُوس کرتی ہے۔ اور اِس لئے اپنے آپ کو 'سُورج' سے چھُپا لینا چاہتی ہے۔

اِنسان نے 'خُدائی قانُون' کی خِلاف ورزی کر کے گُناہ نہیں کیا تھا، بلکہ گُناہ تو کیا تھا 'خدائی قانُون' کے تئیں اپنی لاعلمی پر پردہ ڈال کر۔

ہاں، گُناہ انجیر کے پتّے سے اپنی برہنگی ڈھانپنے میں ہے۔

کیا تُم نے 'اِنسان' کے تنزّل[1] کی رُوداد نہیں پڑھی جو الفاظ میں نہایت مُختصر اور سیدھی سادی ہے، مگر معنی کے لِحاظ سے نہایت بُلند اور لطیف ترین ہے؟ کیا تُم نے یہ نہیں پڑھا کہ جب وہ نیا نیا خُدا کے سِینے سے نمُودار ہُوا تھا، کیسا ننھّا۔ خُدا جَیسا تھا ـــــــ ساکن، غیرمُؤثر (بےعمل) اور ناقابلِ تولید۔ کیونکہ خواہ اُس میں رَبّانیت کے تمام جوہر مَوجُود تھے تاہم سبھی معصُوم بچّوں کی طرح اُن کے اِستعمال کی بات تو دُور، وہ اپنی لامحدُود قوّتوں اور صلاحیّتوں کے بارے میں جاننے میں نااہل تھا۔

'اِنسان'، باغِ 'عدَن' میں ایک خوُب صُورت شیشی میں بند کِسی بیج کی مانِند تھا۔ شیشی میں پڑا بیج، جب تک کہ اُس کو اُس کی فِطرت کے سازگار مٹّی میں دبایا نہیں جاتا اور اُس کا چھلکا لوُٹ نہیں جاتا، بیج ہی رہے گا۔ اور اُس کے چھلکے میں مُہر بند عجوُبے کبھی حرکت میں آکر زِندگی سے ہمکنار اور رَوشن نہیں ہونگے۔

مگر وہاں 'اِنسان' کی فِطرت کے مُوافق کوئی مِٹّی نہیں تھی جِس میں وہ اپنے آپ کو بو کر باروَر ہوسکتا۔

اُس کے چہرے کو خوُد سے مُشابہ کِسی اور چہرے میں اپنا عکس نہیں مِلتا تھا۔ اُس کے اِنسانی کان میں کوئی دُوسری اِنسانی آواز نہیں پڑتی تھی۔ اُس کی اِنسانی آواز کِسی

---

[1] زوال

اور اِنسانی گلے سے گونج کر پلٹتی نہ تھی۔ اُس کے تنہا دِل سے ہم آہنگ ہونے کے لئے دُوسرا کوئی دِل نہیں تھا۔

ایسے جہان میں، جو نہایت موزُوں جوڑوں کی صُورت میں مُسافت پر روانہ کِیا گیا تھا۔ 'اِنسان' اکیلا تھا ——— بالکُل اکیلا۔ وہ اپنے آپ کے لئے بھی اجنبی تھا۔ اُس کے اپنے کرنے کے لئے کوئی کام نہیں تھا، نہ طے شُدہ کوئی راستہ ہی تھا۔ اُس کے لئے 'باغِ عدن' وہی کچھ تھا جو ایک بچّے کے لئے آرام دہ پنگوڑا ہوتا ہے ——— پُرسکُون سرُور کی حالت؛ خُوش اسلُوبی سے قائم کی گئی مصنُوعی حرارت سے پَرِندوں کے بچّے نِکالنے کی مشِین۔

'نیکی' اور 'بدی' کے عِلم کا شجر اور 'شجرِ حیات' دونوں اُس کی پہنچ میں تھے، تاہم وہ اُن کا پھل توڑنے اور چکھنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا، کیوں کہ اُس کا ذائقہ اُس کی رضا، اُس کے تصوّرات اور اُس کی خواہشات، یہاں تک کہ اُس کی زِندگی بھی، سب کے سب اُس کے اپنے اندر تہہ بہ تہہ بند پڑے تھے، اور اِس اِنتظار میں تھے کہ کوئی اُن کو آہستہ آہستہ کھولے۔ وہ اپنے آپ اُن کو کھول نہیں سکتا تھا۔ اِس لئے اُسے مجبُور کر دِیا گیا کہ اپنے لئے اپنے ہی اندر سے اپنا ہمدم خُود ہی پیدا کرے ——— وہ ہاتھ جو اُس کے مُتعدّد (اَن گِنت) غلاف اُتارنے میں اُس کی اِمداد کرے۔

اُس کو، جو اِمداد سے مَالا مال تھا، کیونکہ وہ غیبی طاقت سے بھرپُور تھا، سِوائے خُود کے، اِمداد اور مِلتی بھی تو کہاں سے؟ اور یہ بہت اہم ہے۔

'حوّا' کِسی نئی مِٹّی اور سانسوں کی نہیں بنی تھی بلکہ 'آدم' کی اپنی مِٹّی اور سانسوں کا پیکر تھی ——— اُس کی اپنی ہڈّی میں سے ہڈّی، اُس کے اپنے گوشت میں سے گوشت۔ کوئی اور جاندار منظر پر نمُودار نہیں ہُوا تھا بلکہ وہی واحِد آدم جوڑے میں تبدیل ہو گیا ——— 'مَرد۔ آدم' اور 'عورت۔ آدم'۔

اِس طرح ایک تنہا، بے آئینہ چہرے نے ایک رفیق اور آئینہ حاصل کر لیا۔ وہ نام جو کسی اِنسانی آواز میں گونجتا نہ تھا، 'عدن' کی گلیوں میں اُوپر نیچے ایک میٹھی تان بن کر بازگشت دینے لگا۔ اور وہ دِل، جس کی افسردہ دھڑکنیں ایک ویران سینے میں دفن تھیں، ایک ہم نفس سینے میں، ایک ہمدم دِل میں اپنی نبض محسوس کرنے اور اپنی دھڑکنیں سُننے لگا۔

اِس طرح بے شرارہ فولاد کا چقماق سے آمنا سامنا ہُوا، جو اپنے ہمراہ بے شُمار شرارے لایا۔ اِس طرح اَن جلی شمع دونوں سِروں سے روشن کر دی گئی۔

شمع ایک تھی، بتّی ایک تھی، روشنی ایک تھی، خواہ دیکھنے میں وہ الگ الگ سِروں سے پَیدا ہو رہی تھی۔ اِس طرح شیشی میں پڑے بیج کو زمین مِل گئی، جس میں وہ اُگ سکتا تھا اور اپنے راز افشا کر سکتا تھا۔

اِس طرح اپنے آپ سے بے خبر 'وحدت' نے 'دُوئی' کو جنم دیا تاکہ دُوئی کی مزاحمت اور مُخالفت کے ذریعے اُس کو اپنی وحدانیت کا اِحساس کرایا جا سکے۔ اِس لحاظ سے بھی 'اِنسان' اپنے خالق کی ہُوبہُو تصویر اور ہم شکل ثابت ہوتا ہے، کیوں کہ 'خالق[1]' 'شعُورِ اوّل[2]' اپنے آپ کو کلام[3] کی صُورت عطا کرتا ہے اور 'کلام' اور 'شعُور[4]' دونوں 'مقدّس عِرفان' میں یکجا ہو جاتے ہیں۔

'دُوئی' کوئی سزا نہیں ہے؛ بلکہ ایسا عمل ہے جو 'وحدت' کی فِطرت میں قُدرتی امر ہے اور اُس کی الوہیت کے اِظہار کے لئے ضروری ہے۔ اِس کے برعکس سوچنا کِتنا بچکانہ ہوگا! یہ یقین کرنا کِتنا بچکانہ ہے کہ اِتنے عظیم عمل سے اپنا سفر تین کُوڑی اور دس سالوں میں یا تیس لاکھ کُوڑی سالوں میں بھی پُورا کرایا جا سکتا ہے۔

کیا فرِشتہ بننا اِتنا معمُولی کام ہے!

کیا خُدا اِتنا بے رحم اور بخیل[5] مالِک ہے کہ اُس کے پاس تمام اَبدیت عطا

---

[1] (Creator) [2] (Primal Consciousness) [3] (Word) [4] (Conciousness)

کرنے کے لئے ہوتے ہُوئے بھی وہ اِنسان کو اپنے آپ کو مُتّحد کرنے اور اپنی ربّانیت اور رب سے اُس کے اِتّصال سے پُوری طرح آگاہ ہوتے ہُوئے اپنے 'عدن' کو واپس حاصِل کرنے کے لئے صِرف ستّر برسوں کی مُدّت عطا کرے۔

'دُوئی' کا راستہ بہت طوَیل[1] ہے اور بہت احمق ہیں وہ جو اسکو تقویم[2] سے ناپتے ہیں۔ اَبدیت سِتاروں کی گردِش کا شُمار نہیں کرتی

جب سائن، غیر مُؤثّر اور نا قابلِ تَولیدُ آدم' کو دو حصّوں میں تقسیم کِیا گیا تو وہ فوراً آمادۂ عمل'، 'متحرک قابلِ تولید اور اپنی نسل کی افزائش کے لائق بن گیا۔

دو حِصّوں میں تقسیم کئے جانے کے بعد' آدم' کا پہلا کام کیا تھا؟ یہ تھا 'نیکی' اور 'بَدی' کے عِلم کا پھل کھانا اور اِس طرح اپنی تمام دُنیا کو اپنی ہی طرح دو صُورتوں میں بنا لینا۔ اب چیزیں وہ نہیں رہ گئی تھیں جو کہ پہلے تھیں —— یعنی معصُوم، نہ اچھّی اور نہ بُری —— اب وہ نیک اور بَد ہو گئی تھیں۔ فائدہ مند یا نقصان دِہ، خُوشگوار یا ناخُوشگوار۔ جب کہ پہلے وہ ایک تھیں۔ اب وہ دو فریقوں میں بَٹ گئیں۔

اور وہ سانپ جس نے 'حوّا' کو 'نیکی' اور 'بَدی' کا ذائقہ چکھنے کے لئے ترغیب دی تھی، کیا وہ عَمل پذیر مگر ناتجربہ کار 'دُوئی' کی گہری آواز نہیں تھی، جو اپنے آپ کو عَمل پذیر ہونے کا تجربہ کرنے کے لئے ترغیب دے رہی تھی؟

اِس میں حیَرانی کی کوئی بات نہیں کہ اُس آواز کو سُننے اور اُس کے مُطابق عَمل کرنے کی پہل 'حوّا' نے کی تھی۔ کیونکہ 'حوّا' گویا کہ سَان کا پتھّر تھی، اپنے ساتھی کے اندر پوشِیدہ طاقتوں کو نُمایاں کرنے کے لئے بنایا گیا آلہ۔

کیا تُم اِس اوّلین اِنسانی کہانی میں اِس پہلی عورت' کا تصوّر کرنے کیلئے

---

[1] لمبا [2] جنتری، وہ کتاب جس میں سال بھر کی تاریخیں، ستاروں کے مقامات اور گرہن وغیرہ کا ذِکر ہوتا ہے۔

اکثر ٹھہر نہیں جاتے کہ کیسے چوری سے وہ 'عدن' کے درختوں میں داخل ہوتی ہے، پریشان خاطر، پنجرے میں گرفتار پرندے کی طرح دھڑکتے دِل کے ساتھ، آنکھیں چاروں طرف چوکسی سے تکتی ہوئیں کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ جوں جوں اُس کا کانپتا ہُوا ہاتھ اُس خوشنما پھل کو پانے کے لئے بڑھتا ہے، اُس کے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ کیا تم اپنا سانس روک نہیں لیتے جب وہ پھل توڑنے لگتی ہے، اور اُس کی مٹھاس، جو دم بھر کی ہے چکھنے کے لئے اُس کے نرم گُودے میں اپنے دانت پیوست کر دیتی ہے، وہ مٹھاس چکھنے کے لئے، جو اُس کے اور اُس کی اَولاد کے لئے ہمیشہ کے واسطے تلخی میں بدل جائے گی؟

کیا تم نے دِل و جان سے یہ نہیں چاہا، جیسا کہ کہانی میں واقع ہُوا ہے۔ خُدا تعالےٰ 'حوّا' کی احمقانہ گستاخی کو جب وہ ناسمجھی کا فعل کرنے لگی تھی ۔۔۔۔۔ ظاہر ہو کر روک دیتا، اُس کے بعد نہیں؟ اور جب 'حوّا' یہ فعل کر چکی، کیا تم نے یہ نہیں چاہا کہ 'آدم' کے پاس اتنی سمجھ اور دلیری ہوتی کہ وہ اُس کے ساتھ گُناہ میں شریک ہونے سے اپنے آپ کو روک لیتا؟

تاہم نہ 'خُدا' نے مداخلت کی نہ 'آدم' ہی باز آیا۔ کیونکہ 'خُدا' یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کا ہم شکل اُس سے مختلف ہو، یہ اُس کی رضا اور مصلحت تھی کہ 'انسان' اپنی رضا اور منصوبہ ظاہر کرے، اور خُود کو 'عرفان' کے ذریعہ احدیت کی صُورت تک رسائی کے لئے 'دُوئی' کا لمبا راستہ طے کرے۔ جہاں تک 'آدم' کا تعلق ہے، وہ چاہتے ہُوئے بھی اپنی رفیقہ کا پیش کیا گیا پھل کھانے سے گُریز نہیں کر سکتا تھا۔ پھل کھانا اُس کے لئے لازمی تھا، کیونکہ وہ دونوں یک قالب تھے۔ اور اُن میں سے ہر ایک دُوسرے کے اعمال کے لئے جواب دہ تھا۔

کیا 'خُدا' اِنسان کی 'نیکی' اور 'بدی' کا پھل کھانے پر بہت برہم اور ناراض ہُوا تھا؟ خُدا نہ کرے کہ ایسا ہُوا ہو۔ کیونکہ 'خُدا' جانتا تھا کہ 'اِنسان' کو پھل کھانا ہی پڑے گا، اور یہ اُس کی اپنی خواہش تھی کہ اِنسان اُس کو کھائے۔ لیکن وہ یہ بھی چاہتا

تھا کہ اِنسان کو اِس سے قبل علم ہو کہ اِس کے کھانے کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اور اُس میں اُس نتیجے کا سامنا کرنے کی طاقت ہو اور وہ قوّت اِنسان میں تھی۔ چنانچہ 'اِنسان' نے وہ پھل کھایا۔ اور اُس نے اُس کے انجام کا سامنا کیا۔

اور وہ انجام تھا 'موت'، کیونکہ 'اِنسان'، 'خُدا' کی 'رضا' کے ذریعہ عملی صُورت میں دُوئی کا مُرتکب ہوتے ہُوئے بے عمل احدیت کے لئے فوراً مر گیا تھا۔ اِس لئے 'موت' کوئی سزا نہیں ہے۔ بلکہ 'دُوئی' میں فِطری زِندگی کی ایک کیفیّت یا منزِل ہے۔ کیونکہ سب چیزوں کو دُوہرا بنانا اور ہر چیز کا سایہ پیدا کرنا 'دُوئی' کی فِطرت ہے۔ پس 'آدم' نے 'حوّا' کی صُورت میں اپنا سایہ پیدا کیا اور اُن دونوں نے اپنی زِندگی کے لئے 'موت' نام کا سایہ پیدا کیا۔ لیکن 'آدم' اور 'حوّا' 'موت' کے سایے کے باوجُود خُدا کی شکل میں بِلا سایہ زِندگی کا حَظ اُٹھائے جاتے ہیں۔

'دُوئی' ایک بہم کشمکش ہے اور اِس کشمکش سے یہ گُمان ہوتا ہے کہ جیسے دو مُخالِف اپنے آپ کو نابُود کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپس میں مُخالِف دِکھائی دینے والے درحقیقت کامِل بالذات، معمُور بالذات ہیں جو آپس میں کندھے سے کندھا ملا کر ایک ہی منزِل کے لئے جدّوجہد کر رہے ہیں ____ یعنی مُکمل سکُون، احدیت اور 'اعلیٰ عِرفان' کے توازن کے لئے۔ لیکن دہم کی جڑ حواسِ خمسہ میں ہے۔ اور وہ اِتنا عرصہ قائم رہتی ہے، جب تک حواسِ خمسہ قائم رہتے ہیں۔

اِس لئے 'آدم' کی آنکھیں کُھل جانے کے بعد جب خُداوند نے اُس کو اپنے پاس بُلایا تو اُس نے جواب دِیا۔ 'میَں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور 'میَں' ڈر گیا کیونکہ 'میَں' ننگا تھا۔ اور 'میَں' نے اپنے آپ کو چُھپا لیا۔" اور یہ جو عورت تُو نے بطور ہم نشیں مجھے دی ہے اُس نے مُجھے درخت کا پھل دِیا۔ اور 'میَں' نے اُس کو کھا لیا۔"

'حوّا' کوئی غیر نہیں تھی، 'آدم' کی اپنی ہی ہڈی اور گوشت تھی۔ تاہم 'آدم' کی

اِس نوزائیدہ 'مَیں'، پرغور کرو، جو اُس کی آنکھیں کھُلنے کے بعد اپنے آپ کو حوّا سے خُدا سے اور خُدا کی دیگر مخلوق سے الگ، اور آزاد سمجھنے لگی تھی۔

یہ 'مَیں'، ایک بھرم تھا۔ یہ خُدا سے جُدا ہُوئی شخصیت، اُس نئی کھُلی آنکھ کا دھوکا تھا۔ اُس میں نہ تو کوئی اصلیّت تھی، نہ ہی کوئی حقیقت۔ اِس کا نمُود اِس لئے ہُوا تھا تاکہ وہ اُس کی مَوت کے وسیلے سے اپنی ذات کو، جو خُدا کی اصل ذات ہے، پہچان لے۔ یہ بھرم اُس وقت کافُور ہوجائے گا جب بیرُونی آنکھ تاریک ہوجائے گی، اور باطنی آنکھ رَوشن ہوجائے گی۔ اور خواہ اِس وہم نے 'آدم' کو چکّر میں ڈال دِیا۔ تاہم اُس کے ذہن میں تجسّس اور اُس کے تصوّر میں اِشتیاق پَیدا کر دِیا ---- کوئی ایسی خُودی حاصل ہوجانا جس کو اِنسان مُکمّل طور پر اپنی کہہ سکے ---- یہ دراصل اُس 'اِنسان' کی خُودپسندی کو تقویّت دینے اور لُبھانے والی شئے ہے، جس کو اب تک کسی خُودی کا احساس نہ ہُوا ہو۔

اور 'آدم'، اپنی پُرفریب خُودی کی پھُسلاہٹ اور بہلاوے میں آگیا۔ اور خواہ وہ اُس سے شرمندہ تھا، کیونکہ یہ نہایت بےحقیقت یا نہایت عُریاں تھی۔ پھر بھی وہ اُسے ترک کرنے کو تیار نہ تھا۔ بلکہ وہ تو اپنے دِل و جان سے اور اپنی تمام تر نئی پَیدا ہُوئی اِختراع پسندی سے اِس کے ساتھ مُنسلِک تھا۔ اور اُس نے انجیر کے پتّوں کو سی کر اپنے لئے پَردہ بنایا تاکہ اپنی ننگی شخصیّت کو ڈھانپ سکے۔ اور اُس کو ہر شئے کے آرپار دیکھنے والی خُدا کی آنکھ سے دُور اپنے واسطے ہی رکھے۔

پس 'عَدن'، پُرسُرور معصُومیّت کی کیفیّت، خُود سے بےخبر احدیت، انجیر کے پتّوں کا پَردہ اوڑھے ہُوئے دوہرے 'اِنسان'، کے ہاتھوں سے چھِن گیا اور اُس کے اور 'شجرِ حیات'، کے درمیان شُعلہ فِشاں تلواریں حائل ہوگئیں۔

'اِنسان'، نیکی اور بَدی کے جُڑواں دروازے کی راہ سے 'عَدن'، سے باہر چلا آیا۔ وہ 'عرفان'، کے اکہرے دروازے کی راہ سے پھر سے اندر داخل ہوگا۔ وہ

'شجرِ حیات' کی طرف پیٹھ کیے ہوئے باہر آیا تھا اور وہ اُسی شجر کی طرف رُخ کیے ہوئے دوبارہ اندر داخل ہو گا۔ جب وہ اپنے طویل اور دُشوار سفر پر نکلا تھا تو وہ اپنی عُریانی سے شرمندہ تھا۔ اُس نے بڑی ہوشیاری سے اپنی شرم کو چھپا رکھا تھا۔ جب وہ اپنے سفر کے اِختتام پر پہنچے گا تو اُس کی پاکیزگی حجاب سے آزاد ہو گی اور اُس کے دِل کو اپنی عُریانی پر ناز ہو گا۔

لیکن یہ تب تک نہیں ہو گا جب تک 'گناہ' 'اِنسان' کو 'گناہ' سے آزاد نہ کر دے۔ کیونکہ گناہ آپ ہی اپنی تباہی کا سبب ہو گا۔ اور گناہ انجیر کے پتّوں کے پَردے کے سوائے اور کہاں ہے؟

ہاں، 'گناہ' کچھ اور نہیں ہے، بلکہ وہ دیوار ہے جو اِنسان نے اپنے اور خُدا کے درمیان حائل کر لی ہے ——— اپنی چند روزہ خُودی اور مُستقِل خُودی کے مابین۔

اِبتداً وہ دیوار مُٹھّی بھر انجیر کے پتّے تھے، اب وہ مضبُوط قلعہ کی فصیل بن گئے ہیں۔ کیونکہ جب سے 'اِنسان' نے 'عدن[1]' کی معصُومیت گنوا دی ہے، وہ زیادہ سے زیادہ پتّے اکٹھے کرنے اور زیادہ سے زیادہ پَردے سینے میں خوار و پریشان ہے۔

کاہل لوگ اپنے پَردوں کے سُوراخوں پر، اپنے محنت کَش ہمسایوں کے پھینکے گئے چیتھڑوں کے پیوند لگا کر مُطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور گناہ کی پوشاک پر لگایا گیا ہر ایک پیوند گناہ ہے۔ کیوں کہ یہ اُس شرم کو مُستقِل بنانے کا ذریعہ بنتا ہے جو خُدا سے الگ ہونے کے وقت 'اِنسان' نے پہلی بار اور نہایت شِدّت سے محسُوس کی تھی۔

کیا 'اِنسان' اپنی شرم سے چھٹکارہ پانے کے لئے کچھ کر بھی رہا ہے؟ افسوس! اُس کی کوششوں سے شرم پر اور زیادہ شرم کے انبار جمع ہوتے جا رہے ہیں اور پَردوں پر اور

---

[1] بہشت جس میں آدم کو رکھا گیا تھا۔

پردے چڑھتے جا رہے ہیں۔

'اِنسان' کے ہُنر اور عُلوم کیا ہیں ؟ محض انجیر کے پتّے ہی تو ہیں۔

اُس کی سلطنتیں، قومیں، نسلی اِختلافات، اور جنگ کی راہ پر گامزن مذاہب، کیا وہ برگ ہائے انجیر کا طریقِ پرستش نہیں ہیں۔

اُس کے صحیح اور غلط، عزّت اور بے عزّتی، اِنصاف اور ناانصافی کے قوانین، اُس کے لاتعداد سماجی عقیدے اور رسمیں، ــــــ کیا وہ انجیر۔ پتّوں کے حجابات نہیں ہیں ؟

اُس کا بیش قیمت کی قیمت لگانا، اور لامحدود کو ناپنا، اور جو ہر معیار سے پَرے ہے، اُس کا معیار مقرّر کرنا، ــــــ کیا یہ سب اُس لنگوٹ پر جس پر پہلے ہی پیوند پر پیوند لگے ہوئے ہیں، مزید پیوند لگانا نہیں ہے۔

عیش و نشاط جو اذیتوں[1] سے بھرپور ہیں، اُن کے لئے اُس کی بے صبری، اُن مال و زر کے لئے اُس کی طمع، جو غریبی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں، اُس مختاری کے لئے اُس کی پیاس جو مطیع[2] کرتی ہے اور اُس شان کی ہوس جو حقیر بتاتی ہے، کیا یہ سب انجیر۔ پتّوں کے بے شمار حجابات نہیں ہیں ؟

اپنی برہنگی[3] ڈھانپنے کی قابلِ رحم ہڑبڑاہٹ میں 'اِنسان' نے اَن گِنت پردے اوڑھ لئے ہیں، جو برسوں کے دوران میں اُس کی کھال سے اِس قدر مضبوطی سے چپاں ہو گئے ہیں کہ اب وہ اُن میں اور اپنی کھال میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اور 'اِنسان' سانس لینے کے لئے ہانپتا ہے۔ اور 'اِنسان' اپنی اِن لاتعداد[4] چمڑیوں سے نجات کے لئے اِلتجائیں کرتا ہے۔ تاہم اپنی بدحواسی[5] میں 'اِنسان' اپنے بوجھ سے راحت پانے کے لئے اور سب کچھ کرتا ہے، سوائے ایک چیز کے، جو اُس کو اصل میں اِس بوجھ سے

---

[1] تکلیفوں [2] تابعدار [3] ننگاپن [4] اَن گِنت [5] بے ہوشی

فراغت[1] دِلا سکتی ہے اور وہ ہے اُس کا بوجھ کو پھینک پانا۔ وہ اپنی فالتو چمڑیوں سے چھٹکارہ چاہتا ہے، مگر اپنی پوری طاقت سے اُن کے ساتھ چپاں ہے۔ وہ عُریاں[2] ہونا چاہتا ہے اور ساتھ ساتھ پوری طرح ملبوس رہنا بھی۔

عُریاں ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مَیں تمہاری فالتو چمڑیوں، تمہارے انجیر۔ پتوں کے حجابات سے چھٹکارا دِلانے میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں، تاکہ تُم دُنیا کے تمام آرزو مندوں کی اُن کی فالتو چمڑیوں سے چھٹکارا دِلانے میں اِمداد کر سکو۔ مَیں صِرف راستہ کا اِشارہ دُوں گا۔ ہر ایک کو اپنی چمڑیاں آپ ہی اُتارنی ہونگی، خواہ یہ کام کِتنا ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو۔

اپنے آپ سے اپنا بچاؤ کرنے کے لئے کِسی مُعجزہ کا اِنتظار نہ کرو، نہ ہی تکلیف سے ڈرو، کیونکہ بے پردہ 'عِرفان' تُمہاری تکلیف کو ابدی[3] سرُور کی ہستی میں بدل دے گا۔

اگر پھر 'عِرفان' کی بے پردگی میں تُمہارا اپنے آپ سے سامنا ہو جائے اور اگر 'خُدا' تُمہیں بُلا کر پُوچھے، "تُم کہاں ہو؟" تو تُم شرم محسُوس نہیں کرو گے، نہ ہی تُم ڈرو گے، نہ ہی تُم اُس سے دُور چھُپو گے۔ بلکہ تُم ثابت قدم، آزاد اور خُدائی سکُون سے بھرپُور کھڑے رہو گے۔ اور 'خُدا' کو واپسی جواب دو گے۔

"ہمیں دیکھ، اے خُداوند، ہماری رُوح، ہماری ہستی، ہماری واحد خُودی کو دیکھ۔ شرم، ڈر اور اذیّت میں ہم 'نیکی' اور 'بَدی' کے طویل اور ناہموار اور ٹیڑھے میڑھے راستہ پر، جو تُو نے ازل سے ہمارے لئے طے کیا تھا، چلتے رہے ہیں۔ 'عظیم افسُردگی' ہمیں ترغیب دیتی رہی ہے اور 'یقین' نے ہمارے دِل کو سنبھالے رکھا اور اب 'عِرفان' نے ہمارے بوجھ اُتار دیئے ہیں، ہمارے زخم سی دِیئے ہیں اور ہمیں 'نیکی' اور 'بَدی'، 'زِندگی' اور 'مَوت' سے بے نیاز 'دُوئی' کے سب

---

[1] نجات [2] ننگا [3] دائمی

توہمات سے بے بہرہ تمہاری ہمہ گیر ذات کے علاوہ ہر خودی سے بے نیاز کر کے،
تمہاری بارگاہ میں لا کھڑا کیا ہے۔ اپنی عریانی کو چھپانے کے لئے انجیر کے پتّے
پہنے بغیر تیرے حضور بے حجاب، پُرنور اور بے خوف کھڑے ہیں۔ دیکھ ہم ایک
صورت ہو گئے ہیں، دیکھ، ہم نے خود پر فتح حاصل کر لی ہے۔
اور 'خدا'، تم سے لاانتہا محبت کے ساتھ بغلگیر ہو گا اور تم کو سیدھا
اپنے 'شجرِ حیات کے پاس لے جائے گا۔

یہ تعلیم میں نے نوح کو دی تھی
یہی تعلیم میں تمہیں دیتا ہوں

نرونڈا : یہی بات 'مرشد' نے الاؤ کے گرد بیٹھے لوگوں کو کہی تھی۔

باب تینتیسواں

لاثانی مُطرِبہ[1]

رات بارے

نروندا : جس طرح کوئی جلاوطن[2] اپنے گھر بار کے لئے تڑپتا ہے، اُسی طرح ہم سب 'پہاڑی مَسکن' کے لئے تڑپتے تھے۔ جس کا راستہ برفیلی ہواؤں اور اُن کے ذریعے اُڑا کر لائے گئے برف کے انباروں نے تمام موسم سرما میں بند کر رکھا تھا۔

'مُرشد' نے ہمیں 'پہاڑی مَسکن' میں لے جانے کے لئے 'موسم بہار' کی ایک شب مُنتخب کی، جس کی آنکھیں روشن اور پُرسکون تھیں، جس کا سانس گرم اور مُعطّر تھا۔ جس کا دِل زِندہ اور نہایت بیدار تھا۔

وہ آٹھ چپٹے پتھر جو ہمارے بیٹھنے کے کام آتے تھے آج بھی اُسی دِن کیطرح جبکہ 'مُرشد' کو بتحار لے جایا گیا تھا، نِصف دائرے کی ترتیب میں رکھے ہُوئے تھے۔ ظاہر تھا کہ اُس روز سے کوئی بھی 'پہاڑی مَسکن' میں نہیں گیا تھا۔

ہم میں سے ہر ایک اپنی مَعمُول کی جگہ پر بَیٹھ گیا۔ اور 'مُرشِد' کے اِرشاد کا اِنتظار کرنے لگا۔ مگر اُس نے اپنی زُبان نہیں کھولی۔ ماہِ کامل بھی، ہماری طرف یُوں دیکھ رہا تھا۔ جیسے کہ ہمیں خُوش آمدید کہہ رہا ہو، جیسے تذبذب[3] میں 'مُرشِد' کے ہونٹوں پر نظر

---

[1] بے مثال گائیکہ [2] اپنے وطن سے نکالا گیا [3] شش و پنج

جمائے ہُوئے تھا۔

چٹان سے چٹان تک گرتے پہاڑی جھرنوں نے رات کو شور آمیز نغموں سے بھر دیا تھا۔ بعض اوقات کسی اُلّو کی گھُوگھُو کی آواز، یا کسی جھینگر کے گیتوں کی ٹُوٹتی ہُوئی تانیں سُنائی دیتی تھیں۔

دم سادھے ہُوئے خاموشی سے ہم نے بہت دیر تک 'مُرشِد' کے اِرشاد کا انتظار کیا تب ہی اُس نے اپنا سر اُٹھایا اور اپنی نیم وا آنکھیں کھولتے ہُوئے یُوں کہنا شرُوع کیا۔

میرداد: رات کی اِس گہری خاموشی میں میرداد تمہیں 'رات' کے نغمے سُنانا چاہے گا۔ رات کی سنگیت منڈلی کو غوَر سے سُنو۔ کیونکہ 'رات' ہی درحقیقت ایک لاثانی مُطرِب ہے۔

ماضی کی تاریک ترین دراڑوں میں سے، مُستقبل کے رَوشن ترین قلعوں میں سے، عرشوں کے کِنگروں میں سے اور زمین کی گہرائیوں میں سے 'رات' کی آوازیں بُلند لَے میں اور تیزی سے کائینات کے سب سے دُور گوشوں تک پہنچتی ہیں۔ تُمہارے کانوں کے گرد وہ زبردست لہروں میں گردِش کرتی رہتی ہیں۔ اپنے کانوں کے بوجھ اُتار دو تاکہ تُم اُن کو صاف سُن سکو۔

ہلچل بھرا دِن جو کچُھ بے پروائی سے مِٹا دیتا ہے، ٹھہری ہُوئی رات کمالِ جادُوگری سے اُس کو پھِر سے بحال کر دیتی ہے۔ کیا چاند اور ستارے 'دِن' کی چکا چوند میں چھُپ نہیں جاتے؟ جو کچُھ دِن کے بے حقیقت کباڑ[1] میں دَب کر رہ جاتا ہے، 'رات' اُس کو نپی تُلی مَستی میں دُور دُور تک گاتی ہے، یہاں تک کہ جڑی بُوٹیوں کے خواب بھی 'رات' کی سنگیت منڈلی کی دَولت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔

---

[1] ٹُوٹی پھُوٹی چیزوں کا انبار

سُنو تم سیّاروں کو :
جب وہ آسمانوں میں گردش کرتے ہُوئے گزرتے ہوں
سُنو اُن کو گاتے ہُوئے لوریاں ،
ریگِ[1] رَواں کے پنگوڑے میں خوابیدہ
دیو قامت بچّے کے لئے ،
بھکاری کے چیتھڑے پہنے ہُوئے سُلطان کو ،
زنجیروں میں جکڑی ہُوئی برق کو ،
پوتڑوں میں لپٹے ہُوئے رب کو ،

سُنو ' زمین ' کو ،
ایک ہی وقت میں کراہتی ہُوئی دردِ زِہ[2] سے ،
دُودھ پلاتی ہُوئی ، پرورش کرتی ہُوئی ، شادی کراتی ہُوئی ، قبریں لٹاتی ہُوئی ۔
جنگل میں شِکار کے لئے بھٹکتے درندوں کو سُنو
گرجتے ، چیختے ، چیتھڑے چیتھڑے کرتے ، چیتھڑے چیتھڑے ہوتے ہُوئے ۔
پیٹ کے بل رینگ کر اپنی راہیں ڈھونڈتے ہُوئے ، رینگنے والے کیڑوں کو ،
سُنو پُراسرار گیت گاتے ہُوئے پتنگوں کو ،
اپنے خوابوں میں چراگاہوں کی داستانیں ،
نَدیوں کے گیت دُہراتے ہُوئے پرندوں کو ،

سُنو ہر سانس میں مَوت کے پیالوں میں سے

---

[1] اُڑنے والی ریت [2] بچّہ جننے کا درد

زِندگی کے جام اُڑاتے ہُوئے پیڑوں اور بُوٹیوں کو۔
پہاڑ کی چوٹیوں اور وادیوں سے،
ریگ زار اور سمُندر سے،
ہَوا اور گھاس کے تختے میں سے
'زماں' کے پَردے میں پنہاں ربّ کے لئے
آتی ہے پُکار

سُنو دُنیا کی ماؤں کو،
زار و قِطار روتی اور ماتم کرتی ہُوئیں،
اور دُنیا کے باپوں کو۔
بے حال چیختے کراہتے ہُوئے۔
سُنو اُن کے بیٹوں اور بیٹیوں کو،
بندُوقوں کی طرف دَوڑتے اور بندُوقوں سے بھاگتے ہُوئے،
خُدا کو بُرا بھلا کہتے، قِسمت کو کوستے ہُوئے،
مصنُوعی محبّت اور نفرت میں سانس لیتے ہُوئے،
جوش کے گھُونٹ بھرتے اور خوف کا پسینہ بہاتے ہُوئے،
مُسکانیں بوتے اور آنسوؤں کی فصلیں کاٹتے ہُوئے،
اپنے سُرخ خوُن سے پیاس بُجھاتے ہُوئے
اُمڈتے ہُوئے سیلابوں کی پُکار سُنو،

سُنو اُن کے بُھوک سے سُکڑتے ہُوئے پیٹوں کو،
اور اُن کی سُوجی ہُوئی جھپکتی پلکوں کو،

اور اُن کی سُوکھ کر مُرجھائی اُنگلیوں کو،
اپنی اُمید کی لاش کو کسی اندھے کی طرح ٹٹولتے ہُوئے۔
اور اُن کے شق ہُوئے دِلوں کی آواز
انبار پر انبار اور ڈھیر پر ڈھیر ہوتے ہُوئے
سُنو اُن شیطانی اِنجنوں کو دَندناتے،
اور مغرُور شہروں کو دھڑام سے گرتے ہُوئے،
اور اُن مضبُوط قلعوں کو،
اپنی ہی موت کی گھنٹیوں کو زور زور سے بجاتے ہُوئے،
اور اُن اگلے وقتوں کی یادگاروں کو،
کیچڑ اور بہہ کر جمے ہُوئے خُون کے تالاب میں لَت پت،

سُنو اِنصاف پسندوں کی دُعائیں،
گھنٹیوں کی آواز میں خَلط مَلط،
ہَوس کی چیخیں،
اور بچّوں کی مَعصُوم توتلی باتیں
سُنو بَدکاروں کی بک بک سے ہم آہنگ،
اور کسی دوشیزہ کی شرم آلُود مُسکان کو،
طوائف کو مکّاری سے چھپاتے ہُوئے،
اور بہادُر کی پُرسرُور مستی کو،
بدمَعاش کے مَنصُوبوں کو گُنگناتے ہُوئے،

ہر گروہ اور قبیلے کے ہر خیمے اور چھپّر میں،

'رات'، 'اِنسان'، کے رزمیہ ترانے کی تُرہی بجاتی ہُوئی،

لیکن، جادُوگرنی 'رات'، لوریوں،
پُکاروں رزمیہ ترانوں اور سب آوازوں کو،
کانوں میں رَس گھولنے والے نغموں میں بدل دیتی ہے۔
وہ نغمہ اِتنا بُلند، وُسعَت میں اِس قدر لامحدُود،
لہجہ میں اِتنا گہرا دُہراؤ میں اِس قدر شِیریں،
اور یہاں تک کہ فرِشتوں کی سنگیت منڈلیاں اور ترانے،
اُس کے مُقابلے میں شور اور بکواس ہیں،
سُنو وہ ہے خُود پر فاتح کا نغمۂ نُصرت۔

رات کی گود میں اُونگھتے کوہسار،
یادمیں ڈُوبے ہُوئے ریگ زار اور اُن کی ریت کے ٹیلے،
راتوں کو محوِخواب سرگرم سمُندر، آوارہ گرد ستارے،
شہرِخموشاں کے باشِندے،
مُقدّس تثلیث، اور رضائے کُل،
سُنو خُود پر فاتح اِنسان، کو خُوش آمدید کہتے ہُوئے،
خُوش قسمت ہَیں وہ جو سُنتے اور سمجھتے ہَیں۔
خُوش قسمت ہَیں وہ، جو 'رات' کے ہمراہ تنہا ہونے کے عالم میں،
اپنے آپ کو 'رات' جتنا ہی پُرسکُون، وسیع اور گہرا محسُوس کرتے ہَیں،

جن کے چہرے اندھیرے میں کئے گئے گُناہوں سے مسخ[1] نہیں ہوتے،
وہ اندھیرے میں گُناہ کے مُرتکب[2] نہیں ہیں،
جن کی پلکوں پہ آنسو نہیں رہتے،
جو اُنہوں نے اپنے بھائی اِنسانوں کی آنکھوں سے بہائے ہوں،
جن کے ہاتھ شرارت اور لالچ کی غرض سے کُھجلاتے نہیں،
جن کے کان اُن کی نفسانیت کی گرج سے محصُور نہیں،
جن کے خیالوں کو اُن کی جنسی ہَوس کے تصوُّر نے ڈسا نہیں ہوتا،
جن کے دِل اُن ہر طرح کی فِکروں کے چھتّے نہیں ہیں،
جو وقت کے ہر کونے سے لامحدُود گروہ کی شکل میں آگئے ہوں،
جن کے خوف اُن کے دِماغوں میں بلیں کھود کر بَیٹھے ہُوئے نہیں ہیں،
جو 'رات' میں دلیری سے کہہ سکتے ہیں۔ 'ہمیں 'دِن' کو دِکھلاؤ'،
اور 'دِن' کو کہہ سکتے ہَیں، 'ہمیں 'رات' کو دِکھلاؤ'،
ہاں سہ پہلُو خُوش قِسمت ہَیں وہ لوگ جو جب 'رات' کے ہمراہ تنہا ہوں،
تو خُود کو رات کی طرح ہی نہایت خُوش اسلُوبی سے ہم آہنگ، پُرسکُون،
اور لامحدُود محسُوس کرتے ہَیں،
'رات' اُن کے لئے ہی، خُود پر فاتح ہونے کا نغمہ گاتی ہے،

اگر تُم 'دِن' کی تہمت کا سامنا سربُلندی اور یقین سے رَوشن آنکھوں سے کرنا چاہتے ہو، تو فوراً 'رات' کی رفاقت حاصِل کرنے کی کوشش کرو۔
'رات' کے ساتھ دوستی کرو۔ اپنے دِلوں کو اپنے ہی خُون کے جوہر سے دھو

---

[1] صُورت بگڑ جانا [2] مُجرم

ڈالو، اور اُن کو 'رات' کے دِل میں رکھ دو۔ اپنی ننگی آرزوئیں اُس کے سینے کے حوالے کر دو اور "مُقدّس عِرفان" کے ذریعے نجات کی خواہش کے عِلاوہ باقی سب آرزوئیں اُس کے قدموں پر نِثار کر دو۔ پھر 'دِن' کی کمان سے چھوٹا ہُوا کوئی تیر تُمہیں زخم نہیں دے سکے گا، اور 'رات' زمانے کے آگے تُمہارے حق میں شہادت دے گی کہ درحقیقت تُم ہی 'خُود پر فتحمند اِنسان' ہو۔

" خواہ جُھلستے ہُوئے دِن تُم کو اِدھر اُدھر اُچھالتے ہوں،
اور سِتاروں سے خالی راتیں تُمہیں اپنی اُداسی میں لپیٹ لیں،
اور تُمہیں دُنیا کے چوراہے پر پٹک دِیا جائے،
اور رہنمائی کے لئے کوئی نقشِ قدم یا نِشان دِکھائی نہ پڑتا ہو،
پھر بھی تُم کِسی آدمی یا حالت سے خوفزدہ نہیں ہو گے،
اور تُمہارے دِل میں وہم کی پرچھائیں تک نہیں ہو گی،
وہ دِن اور راتیں، اور آدمی اور اشیاء جلد یا بدیر،
تُمہیں ڈُھونڈتے ہُوئے آئیں گے اور عاجزی سے تُم سے اِلتجا کریں گے،
کہ ہم پر حُکومت کرو،
کیونکہ تُم نے 'رات' کا یقین حاصِل کر لیا ہے،
اور وہ، جو 'رات' کا یقین حاصِل کر لیتا ہے،
آنے والے دِن پر بڑی آسانی سے حُکمرانی کر سکتا ہے،'
'رات' کے دِل کی دھڑکن غور سے سُنو، کیونکہ اُس کے اندر خُود پر فاتح اِنسان کا دِل دھڑکتا ہے۔

اگر میرے پاس آنسو ہوتے تو وہ میں آج کی رات ہر ٹمٹماتے ستارے اور خاک کے ہر ذرّے کو؛ ہر قل قل کرتے نالے، اور ہر نغمہ زن جھینگر کو؛ ہَوا میں اپنی مُعطّر رُوح کو، جھُومتی ہُوئی بنفشہ کو، تیز تیز چلتی ہُوئی ہَوا کو؛ ہر کوہسار اور وادی کو؛ ہر

ایک درخت اور گھاس کی ہر ایک پتّی کو ، اِس 'رات' کے چند لمحہ کے تمام سکُون اور خُوب صُورتی کو پیش کرتا۔ مَیں اُن کے آگے اپنے آنسُو، اِنسانوں کی احسان فراموشی اور وحشیانہ جہالت کے لئے بطور معافی نامہ کے پیش کرتا۔

کیونکہ اِنسان قابلِ نفرت 'پیسے' کے عوض خریدے گئے غُلام، اپنے آقاؤں کی خِدمت میں مصرُوف ہیں، اِس قدر مصرُوف کہ پیسے کی آواز اور رضا کے عِلاوہ کِسی دُوسری آواز اور رضا کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اور جو کام اُن کا مالک اِنسانوں سے لیتا ہے، وہ بہت گِھناؤنا ہے۔ یہ اُن کی دُنیا کو بُوچڑ خانے میں بدل دیتا ہے، جہاں گلے کاٹنے اور گلے کٹوانے والے وہ آپ ہیں۔ آج خُون کے نشہ میں مخمُور اِنسان دُوسرے اِنسانوں کو اِس یقین سے قتل کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو وہ قتل کرتے ہیں، اُن لوگوں کا دُنیا کی نعمتوں اور آسمان کی بخششوں میں جو حِصّہ ہے وہ اِن قاتلوں کو وِراثت میں مل جاتا ہے۔

بدقسمت احمق کوئی بھیڑیا کب کِسی دُوسرے بھیڑیئے کا پیٹ چاک کر کے میمنا بنا ہے؟ کب کوئی سانپ اپنے بھائی سانپوں کو کچل اور نگل کر فاختہ بنا ہے؟ کوئی اِنسان دُوسرے اِنسانوں کو جان سے مار کر سوائے اُن کے غموں کے صِرف اُن کی خُوشیوں کا وارِث کب بنا ہے؟ کب کوئی کان دُوسرے کانوں کو بند کر کے زندگی کی مٹھاس سے سے ہم آہنگ ہُوا ہے؟ کیا کبھی کوئی آنکھ دُوسری آنکھوں کو نوچ کر خُوبصُورتی کے جلوے کے لئے زیادہ حسّاس ہُوئی ہے؟

کیا کوئی ایسا اِنسان یا اِنسانوں کی جماعت ہے، جو ایک گھنٹے کی نعمتیں، خواہ وہ نعمت خورد و نوش کی ہوں، خواہ رَوشنی اور سکُون کی، ختم کر سکتے ہَیں؟ زمین جتنے جانداروں کی پرورِش کر سکتی ہے، اُس سے زیادہ پَیدا نہیں کرتی۔ آسمان اپنے بچّوں کی پرورِش کے لئے نہ تو بھیک مانگتے ہیں، نہ ہی چوری کرتے ہیں۔

وہ کُفر بولتے ہَیں جو اِنسانوں کو کہتے ہیں، اگر تُم مالدار ہونا چاہتے ہو تو مارو،

اور جن کو مارتے ہو اُن کی اِملاک وِراثت میں حاصل کرو۔

اگر کوئی انسان، اِنسانوں کی محبت، 'زمین' کا دُودھ اور شہد، اور آسمانوں کی پُرجوش رحمت پاکر بامُراد نہیں ہُوا'، وہ اِنسانوں کے آنسوؤں، خُون اور اذیتوں پر کیسے بارآور ہو گا؟

وہ کُفر بولتے ہیں، جو اِنسانوں سے کہتے ہیں، 'ہر قوم نے اپنے لئے جینا ہے'۔

کیا کوئی کنکھجُورا ایک اِنچ بھی آگے بڑھ سکتا ہے، اگر اُس کی ہر ٹانگ دُوسری سے مُخالِف سمت میں چلتی ہو، یا وہ دُوسری ٹانگوں کی رفتار میں رُکاوٹ بن جائے، یا دُوسری ٹانگوں کے لئے تباہی کی سازش کرے؟ کیا اِنسان بھی، تو میں جس کی بے شُمار ٹانگیں ہیں، ایک دیو قامت کنکھجُورا نہیں ہے؟

وہ کُفر بولتے ہیں، جو اِنسانوں کو کہتے ہیں، "حکومت کرنا فخر کی بات ہے، محکوم ہونا شرم کی۔"

کیا گدھا ہانکنے والا اپنے گدھے کے پیچھے پیچھے نہیں چلتا؟ کیا قید خانے کا داروغہ قیدیوں سے بندھا نہیں ہوتا؟

اصل میں گدھا اپنے راہنما کو آگے ہانکتا ہے اور دائمی مُجرِم جیل کے داروغہ کو جیل میں بند رکھتا ہے۔

وہ کُفر بولتے ہیں جو اِنسانوں کو کہتے ہیں، "دَوڑ، تیز رفتار لوگوں کے لئے ہے، زور آور ہی سچا ہوتا ہے۔"

کیوں کہ زِندگی جِسم کے عضلہ[2] اور پٹھوں کی دَوڑ نہیں ہے۔ لُولے، لنگڑے بہت بار، پُورے بدن والے لوگوں سے پہلے منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ بعض اَوقات

---

[1] پھلنا پھُولنا [2] جوڑ بند، پٹھا

تو مچھر بھی پیشہ ور تیغ باز[1] کو پسپا کر دیتا ہے۔

وہ کفر بولتے ہیں جو لوگوں سے کہتے ہیں کہ بُرائی کو بُرائی سے سُدھارا جاسکتا ہے۔ ناانصافی پر کی گئی دُوسری ناانصافی کبھی اِنصاف نہیں بن جاتی۔ اگر بُرائی کا ساتھ نہ دیں تو وہ خُود بخُود صحیح ہو جاتی ہے۔

مگر بھولے بھالے لوگ اپنے آقا کے تمام فلسفہ کو صحیح مان لیتے ہیں۔ پیسے اور پیسے کے حریص لوگوں پر وہ وثُوق سے یقین کرتے ہیں اور وہ خُود کے ذریعے بنائے گئے توہمّات کو وفاداری سے پُورا کرتے ہیں۔ جب کہ 'رات'، پر جو نجات کے ترانے گاتی اور اُن کے عقیدے کی تبلیغ کرتی ہے اور یہاں تک کہ خُود خُدا کی ہستی پر وہ لوگ نہ تو ایمان لاتے ہیں، نہ اُن کی پروا ہی کرتے ہیں۔ اور میرے ساتھیو، وہ تُم کو بھی یا تو پاگل کہیں گے یا پاکھنڈی۔

اِنسانوں کے ناشکرے پن اور ڈستے ہُوئے مذاق کا بُرا نہ مانو، بلکہ نہ ختم ہونے والی محبت اور تحمّل سے اُن کو اپنی ذات اور آگ اور خُون کے اُس طُوفان سے جو جلد نازل ہونے والا ہے، نجات دِلانے کے لئے سرگرم رہو۔

ازل سے سُورج، چاند اور ستارے اِس اِنتظار میں ہیں کہ کوئی اُن کو دیکھے، سُنے اور سمجھے۔ 'زمین' کے حروفِ تہجّی اِنتظار کر رہے ہیں کہ کوئی اُن کی وضاحت کرے۔ 'مکاں' (Space) کی شاہراہیں مُنتظِر ہیں کہ کوئی اُن پر سفر کرے۔ 'زماں' (Time) کی لپیٹی ہُوئی ڈور اِس اِنتظار میں ہے کہ کوئی اُس کو اُدھیڑے۔ کائنات کی خُوشبو مُنتظِر ہے کہ کوئی اُس کو سُونگھے۔ 'درد' کا زمین دوز قبرستان اِس اِنتظار میں ہے کہ کوئی اُس کو ڈھائے۔ موت کا غار اِس اِنتظار میں ہے کہ

---

[1] تلوار بازی میں ماہر

کوئی اُس کو غارت کرے۔ 'عرفان' کی روئی منتظر ہے کہ کوئی اُس کو چکھے۔ اِنسان، حجابوں میں پوشیدہ 'خدا' اِس اِنتظار میں ہے کہ کوئی اُس کے پردے ہٹائے۔

وقت آگیا ہے کہ اِنسان انسانوں کی غارت گری بند کریں اور مُتّحِد ہوکر مُشترکہ کام انجام دیں۔ یہ کام بہت عظیم ہے۔ اِس کی تکمیل بھی اِتنی ہی شیریں ہوگی۔ اِس کے آگے سب کچھ خالی اور بے کار ہے۔

ہاں، یہی وقت ہے۔ لیکن بہت کم لوگ اِس کی جانب مُتوجّہ ہوں گے اور اُن کو کِسی دُوسرے بُلاوے کا اِنتظار کرنا ہوگا، کِسی دُوسری صُبح کے طلوع ہونے کا۔

باب چونتیسواں

ماں بَیضہ[1] بارے

میرداد : اِس رات کی خاموشی میں میرداد کی آرزُو ہے کہ تُم ماں بَیضہ کے مُتعلّق غور و فکر کرو۔

'مکاں' (Space) اور اُس میں موجُود سب کچھ ایک بَیضہ ہے 'زماں' (Time) جس کا چھلکا ہے۔ وہی 'ماں ۔ بَیضہ' ہے۔

اُسی طرح جیسے، زمین، کو ہَوا نے گھیر رکھا ہے، اِس بَیضہ کو 'مُحیط خُدا'[2] (God-Evolved) 'خُدائے کبیر' (Macro-God) لامحدُود اور لابیان غیر مجسّم زندگی نے اپنے اِحاطہ[3] میں لے رکھا ہے۔

اِس بَیضہ میں پنہاں ہے اپنے آپ میں 'لپٹا ہُوا خُدا'، 'خُدائے صغیر'[4] اور اُسی طرح لامحدُود اور لابیان مُجسّم 'زِندگی'۔

جہاں تک اِنسانی پیمانے کا تعلّق ہے، خواہ وہ بے اندازہ ہے، تاہم 'ماں۔بَیضہ' کی حدیں مُقرّر ہیں۔ ہرچند کہ وہ خُود لامحدُود نہیں، تاہم اُس کی حدیں ہر جانب سے لامحدُودیت سے جاملتی ہیں۔

کائنات میں موجُود تمام اشیاء اور جاندار زماں و مکاں کے بیضہ سے

---

[1] ماں ۔ انڈا [2] پھیلا ہُوا خُدا، یعنی ہر جا موجُود خُدا [3] گھیرا [4] (Micro-God)

زیادہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ جن میں وہی 'خُدائے صغیر' گھِرا ہُوا ہے۔ مگر اُس کے ظاہر ہونے کے مدارج[1] مختلف ہیں۔ اِنسان کے اندر کا خُدائے صغیر، حیوان کے اندر کے 'خُدائے صغیر' کے مُقابلہ میں مکاں و زماں میں زیادہ وُسعت رکھتا ہے، اور حیوان میں پودے کی بہ نِسبت اُس سے زیادہ پھیلاؤ میں ہے، اور اِسی طرح درجہ بدرجہ ادنےٰ مخلوق میں ہے۔

دِیدہ[2] اور نادِیدہ[3] تمام اشیاء اور جانداروں کی نمائندگی کرنے والے بیشمار بَیضاؤں کو 'ماں۔ بَیضہ' کے اندر اِس طرح ترتیب دی گئی ہے کہ وُسعت میں بڑے بَیضہ کے اندر اُس سے قدرے ذرا سا چھوٹا بَیضہ ہے اور یہی ترتیب سب سے چھوٹے بَیضہ تک رکھی گئی ہے، اِن بَیضاؤں کے درمیان فاصلے رکھے گئے ہیں۔ سب سے چھوٹا بَیضہ مرکزی نیوکلس (Nucleus) ہے جو بے حد خفیف مکاں و زماں میں گھِرا ہُوا ہے۔

بَیضہ کے اندر بَیضہ، اُس کے اندر ایک اور بَیضہ (سب کے سب) اِنسانی شُمار سے باہر، یہ سب بَیضے خُدا کے ذریعے افزائش کارہیں ——— میرے ساتھیو! یہی کائنات ہے۔

مَیں ابھی تک محسُوس کرتا ہُوں کہ میرے الفاظ اِتنے پھسلن والے ہیں، وہ تُمہاری عقل کی گرفت میں نہیں آئیں گے۔ اور اگر الفاظ 'کامل عرفان' تک لے جانے والے زِینے کے قابلِ اعتماد اور مضبُوط ڈنڈے بنائے گئے ہوتے تو مُجھے اپنے الفاظ مُعتبر اور مضبُوط ڈنڈے بنا کر مُسرّت ہوتی۔ اگر تُم وہ بُلندیاں، گہرائیاں اور وُسعتیں حاصِل کرنا چاہتے ہو، جہاں میرداد تُمھیں پہنچانا چاہتا ہے تو تُمھیں الفاظ اور اپنی عقل سے پَرے کسی اور چیز کا سہارا لینا ہوگا۔

---

[1] درجے [2] دیکھا ہُوا [3] اَن دیکھا

الفاظ زیادہ سے زیادہ لمعات ہیں جو آفاق[1] کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ اُن آفاق تک رسائی کا راستہ نہیں ہیں۔ آپ تو یہ اُفق قطعی نہیں ہیں۔ اِس لئے جب میں تم سے 'ماں۔ بیضہ' اور دُوسرے بیضاؤں اور 'خُدائے کبیر' اور 'خُدائے صغیر' کی بات کرتا ہُوں تو تُم میرے الفاظ سے نہ چپکو بلکہ نُور کا سہارا لو، اور تُم دیکھو گے کہ میرے الفاظ تمہاری ڈانواں ڈول سمجھ کے لئے مضبُوط پنکھ بن گئے ہیں۔

اپنے اِرد گرد 'قُدرت' کی طرف توجہ دو۔ کیا تُم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ بیضہ کے اصُول پر تعمیر کی گئی ہے؟ ہاں، بیضہ میں تمہیں تمام مخلُوق کی کُنجی مِل جائے گی۔

تُمہارا سَر ایک بیضہ ہے، تُمہارا دِل ایک بیضہ ہے، تُمہاری آنکھ ایک بیضہ ہے۔ ہر ایک پھل اور اُس کا ہر ایک بیج ایک بیضہ ہے۔ قطرۂ آب اور ہر زِندہ حیوانِ مُطلق (Living Creature) کا نُطفہ (Sperm) ایک بیضہ ہے۔ اور وہ لاانتہا سیّارے، جو آسمان کی وُسعت میں اپنی اپنی پُراسرار راہیں تلاش کرتے پھرتے ہیں، کیا وہ اپنے اندر 'زِندگی'، کا اعلیٰ جوہر 'چھوٹا خُدا' لئے ہُوئے مُختلِف مدارج پر کھُلنے والے بیضے نہیں ہیں؟ کیا تمام 'زِندگی'، بیضہ میں سے لگاتار خارِج ہو کر پھر داخِل نہیں ہو رہی؟

تخلیق[2] کا مُسلسل عمل دراصل ایک کرشمہ ہے۔ 'زِندگی کا بہاؤ' 'ماں۔بیضہ' کی سطح سے اندر کی جانِب اُس کے مرکز تک اور پھر مرکز سے سطح تک بلارُکاوٹ جاری رہتا ہے۔ جب وہ زماں و مکاں میں پھیلتا ہے تو مرکزی نیوکلس کے اندر کا 'لطیف خُدا'، 'زِندگی'، کے سب سے ادنےٰ درجے سے اعلیٰ درجے میں ایک بیضہ سے دُوسرے بیضہ میں مُنتقِل ہو جاتا ہے۔ سب سے اُدنےٰ درجہ سب سے کم، اور سب سے اعلیٰ درجہ سب سے زیادہ 'زماں' اور 'مکاں' میں پھیلا ہُوا ہے۔ ایک بیضہ

---

[1] جمع اُفق کی؛ وہ خط جہاں زمین و آسمان ملتے ہوئے دِکھائی دیں۔

[2] پیدائش

سے دُوسرے بیضہ تک جانے کا وقفہ بدلتا رہتا ہے، کچھ صُورتوں میں پلک جھپکنے کے برابر، دُوسروں میں ایک جُگ۔ اور جب تک 'ماں۔ بَیضہ'، کا چھلکا ٹوٹ نہیں جاتا اور 'خُدائے صغیر'، 'خُدائے کبیر' کی شکل میں باہر نہیں نکل آتا، یہ عمل بدستُور جاری رہتا ہے۔

اِس طرح زندگی کھُلنے، بڑھنے اور ترقّی کرنے کا مُسلسل[1] عمل ہے، مگر یہ بڑھنا اور ترقی کرنا اُس قسم کا نہیں جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے مُطابق بڑھنا جسامت میں اِضافہ ہونا ہے۔ اور ترقّی کرنا آگے کو جانا ہے۔ جب کہ بڑھنا اصل میں 'زماں' اور 'مکاں' میں ہر طرف پھیلنا ہے۔ اور ترقی ایک حرکت ہے، جو سبھی جانب میں یکساں ہوتی ہے۔ پیچھے بھی آگے بھی، نیچے کی طرف، دائیں بائیں اور اُوپر کی طرف۔ اِس لئے انجام کار بڑھنا، بڑھ کر 'مکاں' سے آگے گزر جانا ہے۔ اور اِس طرح 'زماں' کو پیچھے چھوڑ جانا ہے، اور 'خُدائے کبیر' میں جذب ہو جانا، اور 'زماں' و 'مکاں' کے قید و بند سے 'اُس کی' نجات تک رسائی کرنا ہے، جو ایک برائے نام نجات ہے۔ یہی وہ تقدیر ہے جو 'اِنسان' کے لئے مُقرّر کی گئی ہے۔

درویشو، اِن الفاظ پر اچھی طرح غور کرو۔ اگر تُمہارا اپنا خُون اِن کو خُوشی خُوشی اپنے اندر جذب نہیں کرے گا تو عَین مُمکن ہے کہ تُمہاری خُود کو اور دُوسروں کو نجات دِلانے کی کوششیں، تُمہاری اپنی اور اُن کی زنجیروں میں مزید کڑیاں جوڑ دیں۔ میرداد چاہتا ہے کہ تُم اِن کو بخُوبی سمجھ لو تاکہ تُم اِن کو سمجھنے میں سبھی مُشتاق لوگوں کی اِمداد کر سکو۔ میرداد چاہتا ہے کہ تُم آزاد ہو جاؤ تاکہ تُم اُن مُشتاقوں کی نسل کو جو خُود پر فتحمند' اور آزاد ہونے کے خواہاں ہیں، نجات دِلا سکو۔ اِس لئے

---

[1] لگاتار

خاص کر جہاں تک اِس کا 'اِنسان' سے تعلق ہے، وہ اِس بَیضہ کے قانُون پر مزید رَوشنی ڈالے گا۔

'اِنسان' سے نچلے جانداروں کی تمام قِسمیں غٹ بیضاؤں میں بند ہیں۔اِس لئے پَودوں کے لئے اُتنے ہی بَیضے ہیں، جتنی کہ اُن کی قِسمیں۔ جو زیادہ اِرتقا[1] پذیر ہیں اُنہوں نے اپنے اندر کم اِرتقا پذیر کو بند کر رکھا ہے۔ اور یہی بات کیڑوں، مکوڑوں، مچھلیوں اور سخت دار جانوروں پر صادِق آتی ہے۔ ہمیشہ زیادہ اِرتقا پذیر قِسموں کے اندر 'زِندگی'، کی اُن سے کم اِرتقا پذیر تمام قِسمیں بند رہتی ہیں اور یہ سِلسلہ مرکزی نیوکلس تک جاری رہتا ہے۔

جَیسے کہ عام انڈے کے اندر کی زردی اور سفیدی اُس کے اندر چُوزے کی جنین اور نشوونما کا کام انجام دیتی ہیں، اُسی طرح کِسی بَیضہ میں بند کئے گئے بَیضے اُس کے اَندرونی 'غُذائے صِیفر'، کی پرورِش اور وُسعت کا کام انجام دیتے ہیں۔

ہر اگلے بَیضہ میں مکاں و زماں کی جو خُوراک 'غُذائے صِیفر'، کو مِلتی ہے، وہ پہلے بَیضہ میں مِلنے والی خُوراک سے ذرا مُختلِف ہوتی ہے، اِس لئے مکاں و زماں میں اُس کا پھیلاؤ بھی مُختلِف ہوتا ہے۔ جو گَیس' میں بِکھرا ہُوا' اور بے صُورت ہوتا ہے،' مائع شے' میں زیادہ اِکٹھا ہو کر صُورت کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے، جب کہ جمادات میں وہ ایک خاص شکل اور پائداری اِختیار کر لیتا ہے۔ مگر وہ زِندگی کے اُن تمام اَوصاف سے بعید[2] ہوتا ہے، جو اعلیٰ صُورتوں میں نُمایاں ہوتے ہیں۔' نباتات' میں وہ ایسی صُورت اِختیار کر لیتا ہے، جس میں بڑھنے، اَولاد پیدا کرنے اور محسُوس کرنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ 'حَیوان'، کی صُورت میں وہ محسُوس کرتا، چلتا پھرتا اور اَولاد پیدا کرتا ہے اور اُس میں یاد داشت کے عِلاوہ سوچنے سمجھنے کے ابتدائی جُزو

---

[1] درجہ بہ درجہ ترقی کر کے اُوپر جانا [2] خالی

موجُود ہوتے ہیں۔ مگر 'اِنسانی' قالب میں اِن سب سے زیادہ ایک شخصیت، اور سوچنے، اپنے خیالات کا اِظہار کرنے اور 'تخلیق' کی صلاحیّت حاصِل کر لیتا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ 'اِنسان' کی تخلیق، 'خُدا' کی تخلیق کے مُقابلہ میں یوں ہے، جیسے کہ کِسی بچّے نے تاش کے پتّوں کا گھر بنایا ہو اور اُس کے مُقابلہ میں کِسی مَاہِر معمار نے کِسی خوب صُورت عِبادت گاہ یا عالیشان قلعے کی تعمیر کی ہو۔ مگر کم و بیش یہ بھی تو تخلیق ہی ہے۔

ہر 'اِنسان'، 'حَیوانات'، 'نباتات'، اور اُس سے نچلے بَیضاؤں سمیت مرکزی نیوکلس تک سبھی کو اپنے اندر جذب کئے ہُوئے، زیادہ اِرتقا پذیر کے اَندر کم اِرتقا پذیر ایک الگ بَیضہ بن جاتا ہے۔ جب کہ سب سے زیادہ اِرتقا پذیر ——— خُود پر فتح پا چُکا اِنسان ——— تمام اِنسانی، اور اِنسانوں سے نچلے سبھی بَیضاؤں کو اپنے گھیرے میں لئے رکھتا ہے۔

کِسی اِنسان کو اپنے گھیرے میں لینے والے بَیضہ کا قامت اُس اِنسان کے مکاں و زماں کے آفاق کی چوڑائی سے ناپا جاتا ہے، جبکہ ایک اِنسان کے 'زماں' کا شعور[1] اُس کے بچپن سے حال کے زمانہ تک کے مُختصر وقفہ سے زیادہ کچُھ بھی اپنی گرفت میں نہیں لیتا، اور اُس کے 'مکاں۔ آفاق[2]' اُس کی آنکھ کی رسائی تک محدُود ہوتے ہَیں، کِسی دُوسرے کے آفاق، یادداشت سے پرے ماضی کے فاصلے میں بہت دُور کے مُستقبل اور ناگزار مقام کو، جہاں ابھی تک اُس کی نظر نہیں پہنچی، اپنے گھیرے میں لے آتے ہَیں۔

سب اِنسانوں کو اپنے بَیضہ میں سے رُونُما ہونے کے لئے ایک سی خوراک مِلتی ہے، مگر اُن کے کھانے اور ہضم کرنے کا ظرف ایک سا نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ایک

---

[1] دانائی، سمجھ [2] آسمان کے اِس کنارے سے دُوسرے کنارے تک کی جگہ۔ (Space Horizons)

ہی مقام پر، ایک ہی وقت میں ایک ہی بیضہ میں سے نکلے نہیں ہوتے۔ اِس لئے اُن کا زماں و مکاں میں پھیلاؤ الگ الگ ہوتا ہے۔ تاہم کوئی دو اِنسان ایسے نہیں مل سکتے جو ایک دُوسرے سے ہُو بہ ہُو مُشابہ[1] ہوں۔

ایک ہی دسترخوان سے جو نہایت بھرپُور اور بے اندازہ صُورت میں سب کے سامنے بچھا ہُوا ہے، اُن سے ایک سونے کی پاکیزگی اور خُوب صُورتی چھلکتا ہے اور شکم سیر ہوجاتا ہے، جب کہ دُوسرا سونے کو ہی کھاجاتا ہے مگر ہمیشہ بھُوکا رہتا ہے۔ کوئی شِکاری ایک خُوب صُورت ہِرن کو دیکھتا ہے تو اُس کا دِل مچل اُٹھتا ہے کہ اُس کا شِکار کرُوں اور اُس کو پکا کر کھا جاؤں۔ اُسی ہِرن پر ایک شاعر کی نگاہ پڑتی ہے تو اُس کے تصوّر کو پنکھ لگ جاتے ہیں اور وہ ایسے مکاں و زماں میں پہنچ جاتا ہے جس کا شِکاری کو کبھی خواب و خیال بھی نہیں ہوگا۔ میکاآیوُن شمآدم کے ساتھ ایک ہی 'کشتی' میں رہتے ہُوئے آخری آزادی اور 'زماں' و 'مکاں' کے قیدو بند سے نجات کی بُلندی کے خواب لیتا ہے، جب کہ شمآدم ہمیشہ اپنے آپ کو 'مکاں' و 'زماں' کی اور بھی زیادہ لمبی اور مضبُوط آہنی رسیّوں سے جکڑنے میں مصرُوف رہتا ہے۔ سچّائی یہ ہے کہ میکاآیوُن اور شمآدم، خواہ آپس میں اُن کی کہنی سے کہنی ٹکراتی ہے، ایک دُوسرے سے بہت دُور ہیں۔ میکاآیوُن نے شمآدم کو اپنے اندر سمو رکھا ہے، مگر شمآدم نے میکاآیوُن کو نہیں۔ اِس لئے میکاآیوُن شمآدم کو سمجھ سکتا ہے مگر شمآدم میکاآیوُن کو نہیں سمجھ سکتا۔

'خُود پر فاتح شخص' کی زِندگی اُس کے اِردگرد کے ہر شخص کی زِندگی کو ہر طرف سے مُتاثّر کرتی ہے، کیونکہ اُس کی زِندگی سب اشخاص کی زِندگیوں کو اپنے اندر سموئے ہُوئے ہے۔ جبکہ 'خُود پر فتحمند' کی زِندگی کو کسی بھی شخص کی زِندگی کسی بھی

---

[1] یکساں، جو ایک دُوسرے سے ملتے جُلتے ہوں۔

طرف سے نہیں چھوتی۔ نہایت سادہ لَوح اِنسان کو 'خُود پر فتحمند' شخص تمام اشخاص میں سب سے زیادہ سادہ لوح مَعلُوم ہوتا ہے۔ ایک بہتر اِرتقا پذیر کو وہ زیادہ بہتر اِرتقا پذیر دِکھائی دیتا ہے۔ مگر اُس کے ہمیشہ ہی کچھ ایسے پہلُو ہوتے ہَیں جن کو 'خُود پر فتحمند' سے کم نہ تو کوئی شخص محسُوس کر سکتا ہے اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ یہی اِس کی گوشہ نشینی کا سبب ہے اور اُس کے یُوں محسُوس کرنے کا، کہ خواہ مَیں اِس دُنیا میں ہُوں، مَیں اِس دُنیا کا نہیں ہُوں، یہی سبب ہے۔

'خُدائے صغیر' مُقیّد نہیں رہ سکتا، وہ ہمیشہ ہی 'زماں' و 'مکان' کی قید سے رِہائی کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ ایسا کرتے ہُوئے وہ اِنسانی فہم سے بہت بُلند فہم کا استعمال کرتا ہے۔ نچلے درجے کے جانداروں میں ایسی سمجھ کو لوگ " قُدرتی ترغیب " (Instinct) کہتے ہیں۔ یہ عام لوگوں میں ہو تو اِس کو 'منطِق' (علمِ دلیل) کہا جاتا ہے، یہ بُلند ترین اِنسانوں میں ہو تو اِس کو 'خُدائی دانش' (Prophetic Sense) کا نام دِیا جاتا ہے۔ یہ وہ سب کچھ ہے، اور اِس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہے۔ یہ وہ بے نام طاقت ہے، جِس کو کچھ لوگوں نے ٹھیک ہی 'رُوح القُدس' (Holy Spirit) کہا ہے۔ اور جِس کو میرداد 'مُقدّس عِرفان' کی رُوح کا نام دیتا ہے۔

'اِنسان کا پہلا بیٹا، جِس نے 'زماں' کا خول توڑا اور 'مکاں' کی حد پار کی، صحیح معنوں میں 'خُدا کا بیٹا' کہلاتا ہے۔ اُس کا اپنی ربّانیت کا عِلم صحیح معنوں میں 'رُوحِ مُقدّس' (Holy spirit) کہلاتا ہے۔ مَیں تُمہیں یقین دِلاتا ہُوں کہ تُم بھی خُدا کے بیٹے ہو اور تُمہارے اندر 'رُوحِ مُقدّس' کی طاقت اپنا کام کر رہی ہے۔ اُس کی رضا کے مُطابِق کام کرو، اُس کے برخلاف نہیں۔

لیکن جب تک تُم 'زماں' کا خول توڑ نہیں ڈالتے اور دُوسری طرف نِکل نہیں جاتے، اور 'مکاں' کی حد عبُور نہیں کر لیتے، تُمہارا 'اَناالحق' (I am God) کا دعوے کرنا مُمکن نہیں، بلکہ تُم یہ کہو "'میَں' خُدا ہے"۔ اِس بات کو اچھّی طرح سمجھ لو کہیں ایسا نہ

ہو کہ تکبّر اور بیہودہ تصورات تمہارے دِلوں کو غلیظ کر دیں، اور تمہارے اندر 'کلمہ کی طاقت'، کے کام میں رُکاوٹ ڈالیں۔کیونکہ زیادہ تر لوگ 'رُوحِ مُقدس'، کے عمل کے خِلاف کام کرتے ہیں۔اور اِس طرح اپنی آخری نجات کو مُلتوی کر دیتے ہیں۔

'زماں'، پر فتح پانے کے لئے تُمہیں 'زماں'، سے 'زماں'، کے خِلاف جنگ کرنی پڑے گی۔'مکاں'، کو شکست دینے کے لئے لازِم ہو گا کہ تُم 'مکاں'، کو 'مکاں'، کی خُوراک بننے دو۔اُن میں سے کِسی کا شفیق میزبان بننا دونوں کا قیدی اور 'نیکی'، اور 'بدی'، کی بے شُمار مَضحکہ خیز حرکتوں کا غُلام بنے رہنا ہے۔

وہ لوگ، جِنہوں نے اپنے مُقدّر کو جان لیا ہے اور اُس کا حِساب بے باق کرنے کے لئے بے قرار ہَیں، 'زماں'، کی ناز برداری کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ اور نہ 'مکاں'، کو اپنے قدموں سے ناپنے میں اپنی ایڑیاں ہی گھِساتے ہَیں۔زِندگی کے قلیل عرصہ میں وہ ابدیت کو سمیٹ لیتے ہَیں۔اور حیرت انگیز فاصلوں کو نیست و نابُود کر دیتے ہَیں۔وہ اِس بات کا اِنتظار نہیں کرتے کہ 'مَوت'، اُن کو اُن کے اگلے بیَضہ میں لے جائے۔وہ یقین کرتے ہیں کہ 'زِندگی'، بے شُمار خولوں کو توڑ کر اُن میں سے یکدم باہر نِکل جانے میں اُن کی اِمداد کرے گی۔

اِس کے لئے تُمہیں ہر شَے کے قبضہ سے آزاد ہونا ہو گا، تاکہ 'زماں'، و 'مکاں'، تُمہارے دِلوں کو کِسی بھی حالت میں بندشوں میں نہ ڈال سکیں۔تُم جِتنا زیادہ قبضے میں رکھو گے، اِتنا ہی زیادہ تُم خُود قبضے میں رہو گے۔تُم جِتنا کم قبضے میں رکھو گے اُتنا ہی تُم کم قبضے میں رہو گے۔

ہاں، سِوائے اپنے 'یقین'، اپنی 'محبّت'، اور مُقدّس عِرفان کے ذریعے نجات حاصِل کرنے کی پُوری طلب کے، تُم ہر شَے کے قبضہ سے آزاد ہو جاؤ۔

باب پینتیسواں

خُدا کی راہ میں

رَوشنی کی کرنیں

میرداد : اِس سکوُتِ شب میں میرداد خُدا کی جانب جانے والی تُمہاری راہ میں رَوشنی کی چند کرنیں بکھیر دے گا۔

لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ حقیقت ایک واضح سچّائی ہے۔ اِس کو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ جس کو دلیل اور ثبوت کا سہارا دینا لازِم ہو، اُس کو دیر سویر ثبوت اور دلیل سے ہی ردّ کیا جاتا ہے۔

کسی چیز کو ثابت کرنا اُس کے مُتضاد کو نامنظور کرنا ہے۔ اُس کے مُخالِف کو ثابت کرنا اِس شئے کو ردّ کرنا ہے۔ خُدا کا برعکس کوئی نہیں ہے۔ پھر تُم اُس کو 'ثابت' اور 'ردّ' کیسے کرو گے؟

سچّائی کو آگے بڑھانے کے لئے زبان کو اگر نالی بننا ہو تو اُس کو بھاپی' سانپ کا زہری دانت، مُرغِ بادنُما، قلا باز یا خاکروب[1] کبھی نہیں بننا چاہیئے۔

بے زُبانوں کو راحت پہنچانے کے لئے مُنہ کھولو، اپنے آپ کو راحت دینے کے لئے چُپ رہو۔

---

[1] جھاڑو دینے والا، مہتر

الفاظ جہاز ہَیں، جو مُکاں، کے سمُندر میں چلتے ہَیں اور رُکتی ہی بندرگاہوں پر رُکتے ہیں۔ اِس امر سے آگاہ رہو کہ اُس میں کیا بھرنا ہے، کیوں کہ اپنا سفر ختم کرنے کے بعد، وہ اپنا بوجھ آخر کو تُمہارے ہی در پر لا اُتاریں گے۔

جھاڑو جو کچُھ گھر کے لئے کرتا ہے، اپنے آپ کی کھوج کرنے والا وہی کچُھ اپنے دِل کے لئے کرتا ہے، اپنے دِل میں خُوب جھاڑو لگاؤ۔

جس دِل میں اچھّی طرح جھاڑو لگایا گیا ہو، وہ ایسا قلعہ ہے جو حملے سے محفُوظ ہے۔

جس طرح تُم لوگوں اور اشیا کو اپنی خُوراک بناتے ہو، اُسی طرح وہ تُمہیں اپنی خُوراک بناتی ہَیں۔ اگر تُم چاہتے ہو کہ تُمہیں زہر نہ چڑھے تو دُوسروں کے لئے صحت بخش خُوراک بنو۔

اگر اگلے قدم کے بارے میں بے یقینی ہو تو بےحِس و حرکت کھڑے رہو۔

جس کو تُم ناپسند کرتے ہو وہ تُم کو ناپسند کرتا ہے۔ اُس کو پسند کرو اور اُس کو اپنی من مانی کرنے دو۔ اِس طرح تُمہارے راستہ کی رُکاوٹ دُور ہو جائے گی۔

سب سے زیادہ ناقابلِ برداشت وبالِ جان کِسی چیز کو تکلیف دِہ خیال کرنا ہے۔

اپنے لئے اِنتخاب کرو: ہر ایک چیز کا مالِک بننا ہے یا کِسی کا بھی نہیں۔ کوئی درمیانی راستہ اپنانا نامُمکن نہیں ہے۔

ہر سنگِ راہ ایک تنبیہہ (Warning) ہے۔ تنبیہہ کو بغَور پڑھو تو سنگِ راہ رَوشنی کا مینار بن جائے گا۔

سِیدھا ٹیڑھے میڑھے کا ساتھی ہے۔ ایک چھوٹا کیا گیا اور دُوسرا چکّردار راستہ ہے۔ چکّردار راستے کے لئے صبر و تحمّل سے کام لو۔

جب یقین کا سہارا ہو تو تحمّل رُوحانی صحت ہے۔ جب یقین کا ساتھ نہ ہو

تو وہ فالج بن جاتا ہے۔

'ہونا'، 'محسوس کرنا'، 'سوچنا'، اور 'تصور کرنا'، 'جاننا' ——— دیکھو! انسانی زندگی کے چکر میں اہم منزلیں اِسی ترتیب سے آتی ہیں۔

تعریف کرنے اور تعریف سننے سے خبردار رہو، اُس وقت بھی جب کہ یہ نہایت مخلصانہ اور برحق ہو۔ جہاں تک خوشامد کا تعلق ہے، اُس کی چال بازیوں کے تئیں گونگے اور بہرے بن جاؤ۔

جب تک تمہارے اندر دینے کا احساس رہتا ہے، جو کچھ تم دیتے ہو قرض لیتے ہو۔

سچ تو یہ ہے کہ تم کوئی ایسی چیز جو تمہاری اپنی ہے دے ہی نہیں سکتے۔ تم لوگوں کو وہی کچھ دیتے ہو جو تم نے اپنے پاس بطور امانت رکھا ہوتا ہے۔ جو چیز تمہاری اپنی ہے، ——— اور صرف تمہاری، ——— تم چاہتے ہوئے بھی اُسے نہیں دے سکتے۔

اپنا توازن بنائے رکھو، اور تم انسانوں کے لئے خود کو ناپنے کا معیار اور تولنے کا ترازو بن جاؤ گے۔

نہ کوئی مفلسی ہے نہ امیری۔ فقط چیزوں کے استعمال کا سلیقہ چاہیئے۔

اصل میں مفلس وہ ہے جو اپنے پاس موجود چیز کا غلط استعمال کرتا ہے۔ اصل میں امیر وہ ہے جو اُن چیزوں کا جتنی اُس کے پاس ہیں، صحیح استعمال کرتا ہے۔

پھپھوندی ہوئی روٹی کی پپڑی ایسی دولت ہو سکتی ہے جس کی قیمت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ سونے سے بھرا تہہ خانہ بھی ایسی ناداری ہو سکتی ہے جو راحت نہ دے سکے۔

جہاں بہت سے راستے ایک نقطہ پر جا ملتے ہوں، تذبذب میں مت پڑو کہ کون سا راستہ اختیار کرنا ہے۔ خدا کے متلاشی دل کے لئے تمام راستے خدا تک جاتے ہیں۔

'زندگی' کی تمام صورتوں کا احترام کرو۔ سب سے کم اہم صورت میں سب سے اہم صورت کی کنجی چھپی ہوتی ہے۔

'زندگی' کے سبھی کام اہم ہیں، ——— ہاں، نادر، افضل اور بیمثال۔

'زندگی' حقیر چیزوں میں اپنے آپ کو نہیں اُلجھاتی۔

'قدرت' کے کارخانے میں سے کوئی چیز تبھی باہر آتی ہے اگر وہ قدرت کی محبت آمیز نگرانی اور نہایت ——— محنت شعار ہُنر کے قابل ہوتی ہے۔ کیا وہ کم از کم تمہارے احترام کے قابل نہیں ہونی چاہیئے؟

اگر مچھر اور چیونٹیاں عزت کے قابل ہوں تو تمہارے بھائی اِنسان کس قدر زیادہ عزت کے مستحق ہوں گے؟

کسی بھی اِنسان سے نفرت نہ کرو۔ کسی ایک اِنسان سے نفرت کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہر اِنسان تم کو نفرت کرے۔

کیونکہ کسی اِنسان سے نفرت کرنا، اُس کے اندر کے 'لطیف خدا' سے نفرت کرنا ہے۔ اور کسی اِنسان کے اندر کے لطیف خدا سے نفرت کرنا اُس (خدا) سے اپنے اندر نفرت کرنا ہے۔ وہ بندہ، جو اُس کو بندرگاہ پر لے جانے والے واحد کپتان سے نفرت کرتا ہو، اپنی بندرگاہ پر کیسے پہنچے گا؟

یہ دیکھنے کے لئے کہ نیچے کیا ہے، اُوپر دیکھو، یہ جاننے کے لئے کہ اُوپر کیا ہے، نیچے دیکھو۔

تم جتنا اُوپر بڑھتے ہو، اُتنا ہی نیچے اُترو، ورنہ تم اپنا توازن کھو بیٹھو گے۔

آج تم مرید ہو، کل کو تم مرشد بن جاؤ گے، اچھے مرشد بننے کے لئے تمہارا نیک مرید بنے رہنا ضروری ہے۔

دُنیا میں سے 'بدی' کو اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش نہ کرو، کیوں کہ خود رَو گھاس کی بھی بڑی اچھی کھاد بن جاتی ہے۔

اِشتیاق[1] کا غلط استعمال اکثر مُشتاق[2] کو مار ڈالتا ہے۔

صِرف اُونچے اور شاندار درختوں ہی سے جنگل نہیں بن جاتا۔ کچھ جھاڑیوں اور بیلوں کی بھی اکثر ضرُورت ہوتی ہے۔

مکر و فریب پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے، مگر کچھ دیر کے لیے۔ اِس کو ہمیشہ کے لئے چُھپا کر رکھا نہیں جا سکتا، نہ ہی اِس کو مچھر کی طرح دُھوئیں سے اُڑایا یا ختم کیا جا سکتا ہے۔

سیاہ جذبات اندھیرے میں ہی پیدا ہوتے اور پرورِش پاتے ہیں۔ اگر تُم اُن کی نسل کو کم کرنا چاہتے ہو تو اُن کو کُھلی روشنی میں آنے دو۔

اگر تُم ایک ہزار مکاروں میں سے ایک کو بھی ایمانداری کی سیدھی راہ پر لانے میں کامیاب ہو جاؤ تو تُمہاری کامیابی اصل میں عظیم کامیابی ہو گی۔

رَوشنی کا مینار ایک بُلندی پر قائم کرو، مگر اُس کو دیکھنے کے لیے لوگوں کو بُلاتے نہ پھرو۔ جن کو رَوشنی کی ضرُورت ہے اُن کو روشنی میں آنے کے لئے مدعُو کرنے کی ضرُورت نہیں ہوتی۔

دانش، نیم دانشمند کے لئے بارِ گراں ہے۔ جس طرح بے وقُوفی بیوقُوف کیلئے ایک بوجھ۔ نیم دانشمند کا اپنا بوجھ اُٹھانے میں اُس کی اِمداد کرو، اور بے وقُوف کو اکیلا چھوڑ دو۔ نیم دانشمند اُس کو تُم سے اچھّی تعلیم دے سکتا ہے۔

کئی بار تُمہیں اپنا راستہ دُشوار، اندھیرا اور تنہا محسُوس ہو گا۔ قوّتِ اِرادی سے کام لو اور آگے بڑھتے جاؤ۔ تُمہیں ہر موڑ پر کوئی نیا ہم سفر مِل جائے گا۔

نقشِ قدم سے خالی مکاں، میں ایسا کوئی راستہ نہیں جو اَچھُوتا ہو۔ جہاں نقشِ قدم کم اور دُور دُور ہوں، وہ راستہ محفُوظ بھی ہوتا ہے اور سِیدھا بھی، خواہ

---

[1] شوق، تمنّا   [2] شائق، تمنائی

وہ کہیں کہیں اُونچا نیچا اور سُنسان ضرور ہوتا ہے۔

راہنما اُن کو راہ دِکھا سکتے ہیں جو دیکھنا چاہتے ہوں، وہ اُن کو راہ پر چلنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو تم راہنما بنو۔

اچھا راہنما بننے کے لئے لازم ہے کہ خُود کو اچھی رہنمائی حاصل ہو۔ اپنے راہنما پر بھروسہ رکھو۔

تمہیں بہت سے لوگ کہیں گے، ہمیں راستہ دِکھاؤ، مگر بہت کم، بہت ہی کم یہ کہیں گے، "ہم گزارش کرتے ہیں کہ ہماری اِس راہ میں رہنمائی کرو" خُود پر فتح حاصل کرنے کی راہ میں تھوڑے لوگ بہت زیادہ لوگوں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

جہاں تم پیروں سے نہ چل سکو، وہاں رینگتے ہُوئے چلو، جہاں تُم دوڑ نہ سکو، وہاں چلو، جہاں اُڑ نہ سکو، وہاں دَوڑو۔ جہاں تُم اپنے اندر کائینات کو روک کر ٹھہرا نہ سکو وہاں پرَواز کرو۔

جب کوئی تُمہاری رہنمائی میں چلنے کی کوشش کرتے ہُوئے ٹھوکر کھا کر گر پڑے، تُم اُس کو صِرف ایک بار، دو بار، سَو بار ہی نہیں اُٹھاؤ بلکہ اُٹھاتے ہی رہو جب کہ وہ مزید ٹھوکر نہ کھائے، اِس بات کو دھیان میں رکھتے ہُوئے کہ کبھی تُم بھی بچے تھے۔

'زِندگی' کِتنی ہی مُختلف قِسموں اور درجوں کا بُخار ہے جو ہر انسان کے اپنے ضبط پر منحصر ہے۔ اور اِنسان ہمیشہ سَرسام میں مُبتلا رہتے ہیں۔ خُوش نصیب وہ ہیں جو مُقدّس نجات کے نشہ میں مدہوش رہتے ہیں، جو مُقدّس عِرفان کا ثمرہ ہے۔

اِنسانوں کے بُخار اپنی شکلیں بدلتے رہتے ہیں۔ جنگ کا بُخار امن کے بُخار میں بدل سکتا ہے۔ دَولت جمع کرنے کا بُخار، محبت اکٹھی کرنے کے بُخار کی

شکل اِختیار کر لیتا ہے۔ 'کلمہ' کی کیمیا گری ایسی ہے جس کو تُم نے اپنے لئے عمل میں لانا اور دُوسروں کو سِکھانا ہے۔

مرنے والوں کو 'زِندگی' کی اور جِینے والوں کو 'مَوت' کی تبلیغ کرو۔ مگر اُن کو جو خُود پر فتح حاصِل کرنے کے مُشتاق ہیں، اِن دونوں سے نجات پانے کی تعلیم دو۔

'قابِض ہونے' اور 'مقبُوض ہونے' میں بڑا فرق ہے۔ تُم اُس کو اپنے قبضے میں رکھتے ہو، جس سے تُم محبّت کرتے ہو۔ جس سے تُم نفرت کرتے ہو، وہ تُم کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔ مقبُوض ہونے سے بچو۔

'زماں' و 'مکاں' کے خلاؤں میں ایک سے زیادہ زمینیں اپنی اپنی گردِش کر رہی ہیں، تُمھاری زمین اِس خاندان میں سب سے چھوٹی ہے، جو ایک چُلبلی بچّی کی طرح ہے۔

ایک خاموش گردِش ——— کِس قدر مُتضاد! تاہم 'خُدا' کے اندر مخلُوقات کی گردِش اِسی طرح کی ہی تو ہے۔

اگر تُم یہ جاننا چاہو کہ نا برابر چیزیں کیسے برابر ہو سکتی ہیں تو اپنی اُنگلیوں کو دیکھو۔

'اِتّفاقات' دانشوروں کے ہاتھوں کا کھِلونا ہیں۔ احمق 'اِتّفاقات' کے ہاتھوں میں کھِلونوں کی طرح ہیں۔

کبھی کِسی چیز کے بارے شِکایت نہ کرو۔ کِسی چیز کے مُتعلق شکایت کرنا، اُس کو شِکایت کرنے والے کے لئے چابک بنانا ہے۔ اُس چیز کو صحیح طور پر برداشت کرنا اُس کو بخُوبی چابک مارنا ہے۔ مگر اُس کو اچھّی طرح سمجھ لینا، اُس کو اپنا فرمانبردار نوکر بنا لینا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ایک شکاری نِشانہ تو باندھتا ہے کِسی ہرن کا، جو خطا ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے خرگوش، جس کی موجُودگی کا اُسے کوئی عِلم نہیں تھا۔ ایسی حالت میں ایک عقلمند شِکاری کہے گا، "مَیں نے اصل میں خرگوش کا ہی نشانہ باندھا تھا، ہرن کا نہیں۔ اور مَیں نے اپنے شِکار کو مار گرایا ہے۔"

نِشانہ صحیح باندھو، پھر نتیجہ جو بھی ہو اچھّا ہے۔

جو تُم کو مِل گیا ہے وہی تُمہارا ہے، جو کچُھ آنے میں دیر کرتا ہے، اُس کا اِنتظار کرنا مُناسِب نہیں ہے۔ اِنتظار اُسی کو کرنے دو۔

تُمہارا نِشانہ کبھی خطا نہیں ہوگا، اگر وہ جِس کو تُم نِشانہ بناتے ہو، تُمھیں نِشانہ بنا لے۔

خطا ہو چُکا نِشانہ، ہمیشہ حاصِل شدہ نِشانہ ہوتا ہے۔ اپنے دِلوں کو 'نااُمیدی' سے بے بہرہ کرلو۔

نااُمیدی وہ چیل ہے جس کو نامُستقِل مزاج وجُود میں لاتے ہیں، اور پھر اُن کو اپنی ناکام اُمیدوں کی لاشوں پر پالتے ہیں۔

بَر آئی ہُوئی اُمید بے شُمار مُردہ پَیدا ہُوئی اُمیدوں کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔

اگر تُم اپنے دِلوں کو قبرستان میں بدلنا نہیں چاہتے تو، خبردار! اپنے دِلوں کو 'اُمید' کے نِکاح میں نہ دینا۔

ہوسکتا ہے کہ مچھلی کے ذریعہ دیئے گئے ہزاروں انڈوں میں سے کوئی ایک ہی بچّہ بننے میں کامیاب ہو تاہم ننانوے ضائع نہیں جاتے۔ قُدرت بڑی شاہ خرچ ہے اور اپنی فیّاضی میں کوئی تفریق اور امتیاز روا نہیں رکھتی۔ تُم بھی لوگوں کے دِلوں میں اپنے دِلوں اور دِماغوں کو بونے کے مُعاملے میں اُسی طرح بے دریغ بخشش میں کوئی تفریق و اِمتیاز روا نہ رکھو۔

کی گئی کسی بھی محنت کا صِلہ طلب نہ کرو۔ جو اپنی محنت سے محبّت کرتا ہے،
محنت اُس محنت کش کے لئے بھرپُور عوضانہ بن جاتی ہے۔

'تخلیقی کلمہ' اور 'مکمّل توازن' کو ہمیشہ یاد رکھو۔ جب تُم 'مُقدّس عِرفان'
کے ذریعے وہ توازن حاصِل کر لوگے تو تُم صحیح معنوں میں 'خُود پر فتحمند' بن سکوگے،
اور تبھی تُمہارے ہاتھ خُدا کے ہاتھوں سے مِل کر کام کریں گے۔

خُدا کرے تُمہارا باطن اِس شب کے امن و سُکوُت سے دھڑکتا رہے، جبتک
کہ تُم اُس کو 'مُقدّس عِرفان' کے امن و سکوُن میں غرق نہیں کر دیتے۔

یہ تعلیم مَیں نے نُوح کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تمہیں دیتا ہُوں

باب چھتیسواں

کشتی کا روز

کشتی کا روز اور اُس کے رسُوم و رَوایات
شمعِ زندگی کے مُتعلّق بتحار کے سُلطان کا پیغام

ترونَدرا : جب سے 'مُرشد' بتحار سے لَوٹا تھا، شمادَم الگ تھلگ اور رُوٹھا رُوٹھا رہتا تھا۔ مگر جُوں جُوں 'کشتی کا روز' قریب آنے لگا، وہ بشّاش اور نہایت زِندہ دِل ہوتا گیا اور اُس نے معمُولی سے معمُولی تفصیل تک کی پیچیدہ تیّاریوں کی کمان سنبھال لی۔

'انگوربیل والے روز' کی طرح 'کشتی کا روز' بھی ایک دِن سے بڑھاکر ہفتہ بھر کے لئے زِندگی سے بھرپُور جشن میں بدل دِیا گیا تھا۔ اور وہاں ہر قِسم کے مَال و مَتاع کا تیزی سے بیوپار ہوتا تھا۔

اُس 'روز' کی بہت سی عجیب و غریب رسموں میں نہایت اہم یہ ہیں : قُربانی کے بَیل کو ذبح کرنا، صَدقہ کی آگ رَوشن کرنا، اُس آگ سے پرستش گاہ میں چراغ کی جگہ رکھا جانے والا نیا چراغ روشن کرنا۔ یہ سبھی کام سردار آپ ہی پُوری رسم کے مُطابق انجام دیتا ہے۔ اِس کام میں عوام اُس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اور آخر کار ہر ایک شخص نئے چراغ سے اپنی شمع روشن کرتا ہے۔ بعدازاں یہ شمعیں گُل کر دی جاتی ہیں اور بدرُوحوں سے بچنے کے لئے بطورِ طِلسم (تعویذ) نہایت چوکسی سے سنبھال کر رکھی جاتی ہیں۔ رسموں کے مُکمّل

ہو چکنے کے بعد آخر میں دستور کے مطابق سردار تقریر کرتا ہے۔

'انگور بیل والے روز' کی مانند کشتی کے روز' کے زائرین[1] نذرانوں اور تحفوں[2] سے خالی ہاتھ نہیں آتے۔ زیادہ تر زائرین بیل، مینڈھے اور بکرے لاتے ہیں جو صرف 'کشتی' کی نذر کئے گئے بیل کے ساتھ قربانی کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن اصل میں وہ ذبح نہیں کئے جاتے بلکہ 'کشتی' کے مویشیوں میں شامل کر لئے جاتے ہیں۔

نئے چراغ عموماً دُھیا کوہساروں کے کسی سلطان یا امیر کی طرف سے نذر کیا جاتا ہے۔ اور کیونکہ یہ نذرانہ[2] پیش کرنا فخر کی بات اور استحقاق[3] سمجھے جاتے ہیں اور یہ نذرانہ پیش کرنے کے خواہشمند بہت لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ روایت قائم کی گئی ہے کہ اگلے سال کے لئے گزشتہ سال کی تقریب[4] کے اختتام[5] پر قرعہ اندازی کر کے انتخاب کر لیا جائے۔ سلطان، امراء و رؤسا[6] میں اشتیاق و عقیدت کا باہم مقابلہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کی آرزو یہی ہوتی ہے کہ اس کا چراغ تمام سابقہ چراغوں سے بیش قیمت اور ڈیزائن کی خوب صورتی اور فن کے اعتبار سے سب سے افضل ہو۔

اِس سال کا چراغ کے لئے قرعہ بتجار کے سلطان کے نام نکلا تھا۔ اور سب لوگ بیش قیمت نئے چراغ کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھے، کیوں کہ سلطان اپنی فیاضی اور 'کشتی' کے واسطے انتہائی خلوص کے لئے مشہور تھا۔

اُس روز کی شام کو شمادم نے ہمیں اور 'مرشد' کو اپنے حجرے میں بلایا اور ہم سے زیادہ 'مرشد' سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے یوں کہا:

شمادم : کل کا روز بڑا مقدس دن ہے۔ اور ہم سب کے لئے لازم ہے کہ اُس کی پاکیزگی کو برقرار رکھا جائے

پچھلے دِنوں جو بھی تنازعے[7] ہوئے ہیں وہ ہمیں یہیں اور ابھی دفن کر دینے

---

[1] زیارت کرنے والے [2] تحفہ، بھینٹ [3] حق [4] جشن [5] خاتمہ [6] امیر اور رئیس لوگ [7] جھگڑے

چاہیئں۔ مبادا[1] 'کشتی'، کی پیش قدمی کی رفتار میں کاہلی یا اُس کے اشتیاق میں کوئی کمی آجائے اور خدانخواستہ یہ رُک جائے۔

مَیں اِس 'کشتی'، کا سردار ہُوں۔ اِس کی کمان کا دُشوار فرض مُجھ پر عائد ہے۔ اِس کا راستہ طے کرنے کا اِستحقاق میرا ہے۔ یہ فرض اور اِستحقاق مُجھے وِرثے میں مِلے ہیں جو میری مَوت کے بعد تُم میں سے کِسی ایک کو مُنتقِل ہو جائیں گے۔ جِس طرح مَیں اپنے وقت کا اِنتظار کرتا رہا ہُوں تُمہیں بھی اپنے وقت کا اِنتظار کرنا ہو گا۔

اگر میرداد کے حق میں مُجھ سے زیادتی ہُوئی ہے اُس کو میری خطا مُعاف کر دینی چاہیئے۔

میرداد : تُم نے میرداد کے ساتھ زیادتی نہیں کی بلکہ تُم نے تو شمادم کے ساتھ اِنتہائی زیادتی کی ہے۔

شمادم : کیا شمادم کو شمادم کے ساتھ بے اِنصافی کرنے کی آزادی نہیں ہے؟

میرداد : بے اِنصافی کرنے کی آزادی؟ یہ الفاظ باہم کِس قدر بے جوڑ ہیں کیونکہ اپنے آپ سے بے اِنصافی کرنا اپنی ہی اُس بے انصافی کا غُلام بن جانا ہے، جب کہ دُوسروں کے ساتھ بے اِنصافی کرنا غُلام کے غُلام بن جانا ہے۔ آہ! بے اِنصافی کا بوجھ اُٹھانا کِس قدر مُشکل ہے۔

شمادم : اگر مَیں اپنی بے اِنصافی کا بوجھ اُٹھانے کے لئے رضامند ہُوں تو تُمہیں اِس سے کیا سروکار؟

میرداد : کیا کوئی بیمار دانت مُنہ سے کہے گا، اگر مَیں اپنا درد برداشت کرنے کو تیار ہُوں تو تُمہیں اِس سے کیا واسطہ؟

---

[1] کہیں ایسا نہ ہو

شمادم : آہ! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، بس مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اپنا بوجھل ہاتھ مجھ سے دُور رکھو اور مجھ پر اپنی شاطر زبان کے چابک نہ مارو۔ مجھے اپنے باقی کے دِن اُسی طرح جی لینے دو، جس طرح کہ مَیں اب تک جیتا اور جدّوجہد کرتا آیا ہُوں۔ جاؤ، اپنی 'کشتی'، کہیں اور جا کر بنا لو، مگر اس 'کشتی' کو تنہا چھوڑ دو۔ دُنیا تُمہارے اور تُمہاری کشتی کے لئے، میرے لئے اور میری 'کشتی'، کے لئے، بہت وسیع ہے۔ کل میرا دِن ہے۔ تُم لوگ ایک طرف رہو، اور مجھے اپنا کام انجام دینے دو، مَیں تُم میں سے کِسی ایک کی بھی دخل اندازی برداشت نہیں کروں گا۔
خبردار! شمادم کا اِنتقام اُتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ خُدا کا۔ خبردار! خبردار!

نرونڈا : جب ہم سردار کے حُجرے سے باہر آئے، 'مُرشِد' نے آہستہ سے سر ہلایا اور کہا :

میرداد : شمادم کا دِل ابھی بھی شمادم کا دِل ہے۔

نرونڈا : شمادم بہت خُوش ہُوا جب کہ اگلے دِن تمام رسُومات نہایت احتیاط سے اور بغیر کِسی قِسم کے ناگوار حادثات کے اُس وقت تک چلتی رہیں جب کہ نیا چراغ پیش کرنا اور روشن کِیا جانا تھا۔ اُسی لمحہ سفید کپڑوں میں ملبُوس ایک بڑا لمبا اور سجیلا[1] نوجوان بڑی مُشکل سے اپنی کہنیوں کے زور سے کھچا کھچ بھیڑ میں سے اپنا راستہ بناتا ہُوا پرستش گاہ کی جانب بڑھتا ہُوا دِکھائی دِیا۔ اُسی لمحہ ہر ایک مُنہ سے سرگوشی سُنائی دی کہ وہ شخص بتحار کے سُلطان کا نِجی سفیر ہے جو نیا چراغ لے کر آیا ہے۔ اور سبھی اُس بیش قیمت خزانے کو ایک نظر دیکھنے کے لئے بیتاب ہو رہے تھے۔

شمادم سبھی کی طرح، یہ یقین کرتے ہُوئے کہ وہ نہایت بیش قیمت تحفہ

---

[1] چھبیلا، بانکا

لئے ہُوئے ہے، بہت جُھک کر آداب بجالایا، لیکن اُس شخص نے دبی زُبان میں آہستہ سے شماد٘م کو کچھ کہا، اور اپنی جیب سے ایک چرمی کاغذ نکالا اور یہ کہتے ہُوئے کہ اُس میں بتحار کے سُلطان کا پیغام ہے جو اُس کو ذاتی طور پر پہنچانے کا حُکم دیا گیا ہے، اُسے پڑھنا شرُوع کیا۔

" بتحار کے سابقہ سُلطان کی جانب سے آج 'کشتی کے روز' اکٹھے ہُوئے 'دُوھیا کوہساروں' کے ساتھیوں کے لئے امن اور برادرانہ شفقت!"

" آپ سب 'کشتی' کے لئے میری پُرجوش عقیدت کے زِندہ گواہ ہیں۔ چُونکہ اِس سال کا چراغ نذر کرنے کا شرف مُجھے حاصِل ہُوا ہے، مَیں نے 'کشتی' کے شایانِ شان نذرانہ پیش کرنے میں اپنی فہم اور دَولت کا اِستعمال کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اور میری کوشِشوں کا اِنعام بھی اچھّا مِلا ہے۔ کیونکہ جو چراغ میری دَولت اور میرے دستکاروں کی کاری گری نے بالآخر پیدا کیا، وہ واقعی ایک قابلِ دِید عجُوبہ تھا۔"

مگر ربّ غفّار[1] اور مہربان تھا۔ جو میری گھناؤنی مُفلسی کو بے نقاب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اِس لئے وہ مُجھے ایک ایسے چراغ کے پاس لے آیا جس کی رَوشنی آنکھوں کو چُندھیاتی ہے اور جو کسی کے بُجھائے نہیں بُجھتی۔ اُس کی خُوب صُورتی بے مِثل اور بے داغ ہے۔ اُس کو دیکھنے کے بعد مَیں ندامت[2] سے بھر اُٹھا کہ مَیں نے کِسی وقت اپنے چراغ کو اُس کی قِیمت کے برابر سمجھتا تھا۔ اِس لئے مَیں نے اُسے کُوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے سپُرد کر دِیا۔

" یہ وہ چراغ ہے جو ہاتھوں سے نہیں بنایا گیا، جس کی مَیں تُم سب سے دِلی طور پر سفارش کرتا ہُوں۔ اُس کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو شاد کام کرلو اور اُس سے

---

[1] بخشنے والا، بخشندہ [2] شرم، پشیمانی، پچھتاوا

اپنی شمعیں رَوشن کرو۔ دیکھو وہ تُمہاری رسائی کے اندر ہے۔ اُس کا نام ہے 'میرداد'
'کاش تُم اُس کی رَوشنی کے لائق بن جاؤ۔'

پیامبر نے ابھی بمُشکل اپنے آخری الفاظ زُبان سے نِکالے ہی تھے کہ شمآدم جو اُس کے پاس ہی کھڑا تھا اچانک یُوں غائب ہو گیا جیسے وہ کوئی آسیب[1] ہو۔ 'مُرشِد' کا نام بھاری ہجُوم میں کنوارے جنگل میں تیز آندھی کے جھونکے کی طرح گھُوم گیا۔ سبھی اُس زِندہ چراغ کو دیکھنے کے لئے بے قرار ہو گئے جس کا بحار کے سُلطان نے اپنے پیغام میں اِس قدر دلکش ذِکر کیا تھا۔

تبھی مُرشِد، منبر کے زِینے پر چڑھ کر ہجُوم کو مُخاطِب کرتے ہُوئے دِکھائی دِیا۔ اور فوراً ٹھاٹھیں مارتا ہُوا اِنسانی ہجُوم اِس طرح پُرسکُون ہو گیا جیسے کہ وہ ایک ہی اِنسان ہو، ہمہ تن گوش[2]، مُشتاق اور چوکس[3]۔

تبھی مُرشِد نے زُبان کھولی اور فرمایا۔

---

[1] بھُوت پریت، جن [2] پُوری توجہ سے سُننا [3] چوکنا

باب سینتیسواں

مُرشِد کی لوگوں کو تنبیہ

مُرشد، ہجُوم کو آگ اور خُون کے طُوفان سے آگاہ کرتا ہے
بچ نِکلنے کے راستہ کی طرف اِشارہ کرتا ہے
اور کشتی کو دریا میں ڈالتا ہے

میرداد : آپ میرداد سے کیا چاہتے ہیں؟ پرستش کی زیبائش کے لئے ہیروں سے مُرصّع سُنہری چراغ؟ لیکن میرداد نہ تو کوئی زرگر ہے، نہ ہی جوہری، اگرچہ وہ ایک رَوشنی کا مِینار اور ایک بندرگاہ ضرُور ہے۔

یا تُم بدنظروں سے بچنے کے لئے طِلسمات (تعویذ) کی تلاش میں ہو؟ ہاں، میرداد کے پاس طِلسمات ہیں تو بہت مگر کِسی دُوسری ہی قِسم کے۔

یا پِھر تُم روشنی کی تلاش میں ہو تاکہ تُم اپنے طے شُدہ راستوں پر سلامتی سے چل سکو۔ دراصل یہ بات ہے کِتنی عجیب! تُمہارے پاس سُورج ہے چاند ہے، ستارے ہیں، پھر بھی تُمہیں ٹھوکر کھا کر گِر جانے کا خوف لاحق ہے؟ تو پِھر تُمہاری آنکھیں تُمہاری رہبری کے ناقابل ہیں۔ یا پِھر روشنی تُمہاری آنکھوں کے لئے ناکافی ہے؟ تُم میں سے ایسا کون ہے جو بغیر آنکھوں کے رہ سکے؟ ایسا کون ہے جو سُورج پر بخیل ہونے کا اِلزام لگا سکے؟

وہ آنکھ کس کام کی جو پاؤں کو راہ چلتے ہُوئے ٹھوکر کھا کر گرنے سے تو بچا لے، لیکن جب نفس اپنا راستہ ٹٹولنے کی ناکام کوشش کرتا ہو تو اُسے ٹھوکر کھانے اور لہولہان ہونے کے لئے چھوڑ دے؟

وہ روشنی کس کام کی جو آنکھ کو تو پُرنُور کر دے، مگر رُوح کو خالی اور بے نُور ہی رہنے دے؟

تُم میرداد سے کیا چاہتے ہو؟ اگر یہ خواہش بینا دِلوں اور نُور سے لبریز رُوحوں کے لئے ہے جس کے لئے تُم واویلا کر رہے ہو تو پھر تُمہارا واویلا رائیگاں نہیں ہے، کیونکہ میرا تعلق 'اِنسان' کی رُوح اور نفس سے ہے۔

آج کے دِن کے لئے جو خُود پہ فتح پانے کا شاندار دِن ہے، تُم اپنی طرف سے کیا کیا نذرانہ لائے ہو؟ تُم بکرے، مینڈھے اور بَیل لائے ہو؟ وہ قیمت جو تُم اپنی نجات کے لئے ادا کرنا چاہتے ہو، کتنی ارزاں[1] ہے۔ بلکہ وہ نجات جسے تُم خریدنا چاہتے ہو کس قدر سستی ہے۔

اِنسان کے لئے بکری پر فتح حاصل کرنے میں کوئی فضیلت[2] نہیں ہے، اور دراصل کسی بھی اِنسان کے لئے اپنی جان کے عوض ایک لاچار بکری کی جان بطور فِدیہ[3] پیش کرنا بہت ہی شرمناک بات ہے۔

تُم نے آج کے 'روز' کے لئے جو ایک مُستحکم 'اعتماد' اور نہایت برحق قرار دی گئی 'محبت' کا روز ہے۔ اپنی طرف سے کیا حصہ ڈالا ہے؟

ہاں، تُم نے یقیناً بہت سی رسُومات انجام دی ہیں اور بہت سی دُعائیں زیرِلب پھُسپھُسائی ہیں، لیکن تَوہُّم[4] تُمہاری ہر حرکت کے ساتھ رہا اور نفرت نے تُمہاری ہر دُعا پر آمین[5] کہا۔

---

[1] کم قیمت [2] بڑائی [3] مال یا روپیہ جسے دیکر قیدی رہا ہو [4] وہم
[5] ہاں میں ہاں ملانا، ایسا ہی ہو۔

کیا تُم یہاں 'طوفان' پر فتح کا جشن منانے کے لئے اکٹھے نہیں ہُوئے ؟ تُم کیسے اُس فتح کا جشن منانے آئے ہو جس نے تمہیں شکست خُوردہ کر دیا ہے ؟ کیونکہ اپنے سمندروں کو فتح کرتے ہُوئے 'نُوح' نے تمہارے سمندروں کو فتح نہیں کیا تھا، بلکہ اُن کو فتح کرنے کا راستہ بنایا تھا اور دیکھو، تُمہارے سمندر غضب ناک ہو رہے ہیں اور تمہاری کشتی کو ڈبونے پر تُلے ہوئے ہیں۔ جب تک تُم اپنے طوفان پر حاوی نہیں ہو جاتے تُم آج کا جشن منانے کے لائق نہیں ہو۔

تُم میں سے ہر کوئی ایک طوفان ہے، ایک کشتی اور ایک ملاّح ہے۔ جب تک وہ دِن نہیں آجاتا جب تک تُم تازہ پانیوں سے دُھلی اور اچھُوتی زمین پر اپنی کشتی سے اُتر نہیں جاتے، تُم اُس روز کا جشن منانے کی جلد بازی نہ کرو۔

تُم یہ جاننا چاہو گے کہ 'اِنسان' اپنے لئے طوفان کیسے بنا۔

جب 'مُقدّس رضائے کُل' نے آدم کو چیر کر جوڑے میں بدل دِیا تاکہ وہ اپنے آپ کو جان سکے، اور اُس 'واحد' سے اپنی وحدانیت کو پہچان سکے، تب وہ ایک مَرد اور ایک عورت بن گیا، ——— ایک 'نر۔ آدم' اور ایک 'مادہ۔ آدم'۔ تبھی اُس کے دِل میں خواہشات کا طوفان برپا ہو گیا جو 'دُوئی' سے پیدا ہوتی ہیں، ——— خواہشات اِس قدر بے شُمار، اِس قدر لا محدُود، رنگ برنگی، اِس قدر وسیع، اِس قدر آوارہ صِفت اور اِتنی ثمر آور کہ 'انسان' آج تک اُن کی لہروں پر لاوارث بہتا چلا جا رہا ہے۔ جُونہی کوئی لہر اُس کو سر چکرانے والی بُلندیوں تک اُبھارتی ہے ویسے ہی کوئی دُوسری لہر اُس کو کھینچ کر تہہ میں لے جاتی ہے۔ کیونکہ جیسے وہ خُود جوڑا بنا ہُوا ہے، ویسے ہی اُس کی خواہشات کے بھی جوڑے بنے ہُوئے ہیں۔ اور جبکہ وہ ایک دُوسرے کے مُتضاد ہیں تاہم ایک دُوسرے کی تکمیل ہیں، اگرچہ انجان لوگوں کے لئے وہ دست و گریباں اور مار پیٹ کرتی ہُوئی دِکھائی دیتی ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی جنگ بندی کے لئے راضی نہیں ہوتیں۔

یہ وہ طُوفان ہے جس کا مُقابلہ 'اِنسان' کو اپنی طویل اور دُشوار دوہری زِندگی میں دِن بدن، لمحہ بہ لمحہ کرنا پڑتا ہے۔

یہ وہ طُوفان ہے جس کے زبردست چشمے زور سے دل کے اندر سے پھُوٹتے ہیں۔ اور تُمھیں اپنی تیز رَو میں بہا لے جاتے ہیں۔

یہ وہ طُوفان ہے جس کی قوسِ قزح اُس وقت تک تُمہارے آسمان کو زینت[1] نہیں بخشے گی جب تک تُمہارا آسمان تُمہاری زمین سے مُلحق[2] نہ ہو جائے اور یہ دونوں مِل کر ایک نہ ہو جائیں۔

جب سے 'آدم' نے اپنے آپ کو 'حوّا' میں بویا ہے، اِنسان بگولوں اور طُوفانوں کی فصلیں کاٹتے چلے آ رہے ہیں۔ جب ایک قسم کے جذبات زیادہ بھاری ہو جاتے ہیں تب اِنسانوں کی زِندگی کا توازُن بِگڑ جاتا ہے۔ اور تب اِنسان ایک یا دُوسرے طُوفان میں گھِر جاتے ہیں تاکہ توازُن کو قائم رکھا جا سکے۔ اور وہ توازُن تب تک صحیح نہیں ہو گا، جب تک اِنسان اپنی تمام تر خواہشات کو 'محبت' کی طشت میں گُوندھ کر اُس سے 'مُقدّس عرفان' کی روٹی پکانا نہ سیکھ لیں۔

جس طُوفان نے 'نُوحؑ' کے وقت زمین کو تباہ کر دیا تھا وہ اِنسانی جانکاری میں پہلا اور آخری طُوفان نہیں تھا، وہ تباہی لانے والے طُوفانوں کے لمبے سِلسلے میں سے ایک نہایت پُر زور طُوفان تھا۔ جو آگ اور خُون کا طُوفان زمین پر نازل ہونے والا ہے وہ یقیناً اُس سے کہیں زیادہ زبردست ہو گا۔ تُم اُس میں تیرنا چاہو گے یا اُس میں غرق ہو جانا؟

افسوس! تُم وزن میں اور وزن جمع کرنے میں بہت مشغُول ہو۔ اپنے خُون کو اُن عیاشیوں سے جو اذیتوں سے پُر ہیں، زہریلا بنانے میں بے حد مصرُوف ہو۔

---

[1] زینت بخشنا: سجانا [2] جُڑا ہُوا

اُن سڑکوں کے نقشے بنانے میں نہایت مصروف ہو جو تمہیں کسی بھی منزل پر نہیں پہنچائیں گی۔ بغیر چابی کے قُفل کے سوراخ میں سے جھانکتے ہوئے تم 'زندگی' کے مال گوداموں کے احاطے میں بیج چھڑکنے میں ہی مصروف ہو۔ تم کیونکر نہیں ڈوبو گے، او، میرے لاوارث بچو!

تم بلندیوں میں اونچا اڑنے، لامحدود 'مکاں' (Space) میں گھومنے کائینات کو اپنے پروں میں بند کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے، مگر تم نے اپنے آپ کو آرام دِہ روایتوں اور عقیدوں کے دڑبوں میں مُقیّد کر لیا ہے۔ جو تمہارے پروں کو کتر دیتے ہیں۔ تمہاری نگاہ کو دھندلا دیتے ہیں اور تمہارے پٹھوں کو بے جان بنا دیتے ہیں۔ تم آنے والے طوفان کو کیسے عبور کرو گے، میرے لاوارث بچو!

تم خُدا کی ہُو بہ ہُو شبیہہ اور اُسی کی طرح تھے، مگر تم نے وہ مشابہت اور صُورت لگ بھگ مِٹا دی ہے۔ تم نے اپنے خُدائی قد کو اِس قدر بَونا کر لیا ہے کہ اب تم خُود بھی اُس کو پہچاننے سے قاصر ہو۔ تم نے اپنی یزدانی شبیہہ پر کیچڑ پوت لیا ہے اور اُس پر کتنے ہی مضحکہ خیز مکھوٹے پہن رکھے ہیں۔ اب تم اُس طوفان کا جس کی گردن کا پٹّہ تم نے خُود ہی کھول دیا ہے، سامنا کیسے کرو گے، میرے لاوارث بچو!

جب تک تم میرداد کی طرف رُجوع نہیں کرو گے یہ زمین، تمہارے لئے ایک قبر اور 'آسمان'، ایک کفن سے زیادہ کچھ نہیں ہوں گے، جب کہ ایک کو تمہارے لئے ایک جھولے اور دُوسرے کو ایک سنگھاسن کے طور پر بنایا گیا ہے۔

میَں تم سے پھر کہتا ہوں کہ تم خود ہی طوفان ہو، کشتی اور ملاح بھی تم خُود آپ ہی ہو۔ تمہارے نفس کی ترنگیں، یعنی خواہشات ہی طوفان ہیں۔ تمہارا جسم کشتی ہے، تمہارا یقین ملاح ہے، مگر اِن سب میں تمہاری قوّتِ اِرادی کو دخل ہے اور تمہاری فہم اِن سب پر منڈلاتی رہتی ہے۔

یہ تسلّی کر لو کہ تمہاری کشتی میں پانی نہ آتا ہو اور وہ سمندر میں تیرنے

کے لائق ہو۔ لیکن اِسی ایک کام میں ساری زندگی نہ گزار دینا ، ورنہ تُمہارے سفر کے آغاز کا وقت ہی نہ آئے گا، اور انجام کار تُم اور تُمہاری کشتی دونوں ہی اُسی جگہ سڑ گل کر طُوفان میں غرق ہو جائیں گے۔ یہ بھی تسلّی کر لو کہ تُمہارا ملاّح کامِل اور پُرسکون ہو۔ مگر اِن سے بھی اہم بات یہ ہے کہ تُم 'طُوفان' کے سرچشموں کی تلاش کرنا سیکھ جاؤ اور اپنی قوّتِ اِرادی کو، اُن کو ایک ایک کر کے خُشک کرنے کی تربیت دو۔ اِس طرح طُوفان کا زور ٹوٹ جائے گا اور وہ بالآخر ختم ہو جائے گا۔

اِس سے پہلے کہ خواہش تُمہیں جلا ڈالے تُم اِس کو جلا ڈالو۔

خواہش کے مُنہ میں یہ دیکھنے کے لئے نہ جھانکو کہ اُس میں زہریلے دانت ہیں کہ شہد آلُود جبڑے۔ شہد کی جو بھی مکھی پھُولوں کا جوہر اکٹھا کرتی ہے اُن کا زہر بھی اکٹھا کرتی ہے۔

خواہش کے چہرے کی جانچ نہ کرو کہ وہ خُوبصُورت ہے کہ بدصُورت۔ 'حوّا' کو سانپ کا چہرہ اللہ کے چہرے سے زیادہ خُوب صُورت لگا تھا۔

اور نہ ہی خواہش کو اُس کا وزن جانچنے کے لئے ترازُو کے پلڑوں میں رکھو۔ وزن کے لحاظ سے کون ایک تاج کا مُقابلہ ایک پہاڑ سے کرے گا؟ تاہم، اصل میں تاج پہاڑ سے کہیں زیادہ وزنی ہوتا ہے۔

اور بعض خواہشات ایسی بھی ہیں جو دِن کو مُقدّس نغمہ اَلاپتی ہیں، مگر رات کے پردے میں پھُنکارتی، کاٹتی اور ڈنک مارتی ہیں۔ اور وہ خواہشات جو خُوشی سے پھُولی ہُوئی اور بوجھل ہوتی ہیں، جلد ہی غم کے ڈھانچوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور وہ خواہشات جو آنکھ کی پُرسکُون، وضع سے اصیل ہوتی ہیں، اچانک بھیڑیوں سے زیادہ بھُوکی اور لکڑ بگھوں سے زیادہ مکّار بن جاتی ہیں۔ اور وہ خواہشات جو، اگر تُم اُن میں دخل اندازی نہ کرو، گُلاب سے زیادہ میٹھی مہک چھوڑتی ہیں، لیکن اگر اُن کو چھُو لو یا توڑ لو تو اُن میں سے سکنک (Skunk) جیسے جانوروں اور لاشوں سے

بھی زیادہ ناگوار بدبُو آتی ہے۔

اپنی خواہشات کے اچھا اور بُرا ہونے کی چھان بین نہ کرو کیونکہ یہ ساری محنت ضائع جائے گی۔ اچھی کا بُری کے بغیر کوئی وجود نہیں۔ اور بُری کی جڑ صرف اچھی کے اندر ہی لگتی ہے۔

'نیکی' اور 'بدی' کا درخت ایک ہی ہے۔ اِس پر پھل بھی ایک ہی لگتا ہے۔ 'بدی' کا ذائقہ چکھے بغیر تُم 'نیکی' کا ذائقہ نہیں جان سکتے۔

جس پِستان میں سے تُم 'زندگی' کا دُودھ چُوستے ہو، یہ وہی ہے جو 'موت' کا دُودھ پیدا کرتی ہے۔ جو ہاتھ تمہیں پالنے میں جُھلاتا ہے، وہی ہاتھ تمہاری قبر بھی کھودتا ہے۔

'دُوئی' کی یہی فِطرت ہے، میرے لاوارِث بچّو! اِس کو بدلنے کی کوشش میں خُود پسند اور ضدّی نہ بن جاؤ۔ بے وقوفی میں اِس کو دو حِصّوں میں اِس خیال سے تقسیم کرنے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ جو حِصّہ تمہیں پسند ہے اُسے تُم رکھ لو اور دُوسرے کو پھینک دو۔

کیا تُم 'دُوئی' کے مالِک بننا چاہتے ہو؟ اِس کو نہ اچھی سمجھو نہ ہی بُری۔

کیا 'زِندگی' اور موت کا دُودھ تُمہارے دہنوں میں تُرش نہیں ہو گیا؟ کیا اب وہ وقت نہیں آ گیا کہ جب تُم کِسی ایسی چیز سے کُلّی کر لو جو نہ اچھی ہو نہ مندی بلکہ دونوں سے بُلند و بالا ہو؟ کیا اب وہ وقت نہیں آ گیا کہ جب تُم کِسی ایسے پھل کی تمنّا کرنے لگو جو نہ میٹھا ہو نہ کڑوا کیونکہ وہ 'نیکی' اور 'بدی' کے درخت پر نہیں اُگا ہو گا؟

کیا تُم 'دُوئی' کے شکنجے سے آزاد ہونا چاہتے ہو؟ تو پھر اُس کے درخت کو ــــــ 'نیکی' اور 'بدی' کے درخت کو ــــــ اپنے دلوں میں سے اُکھاڑ پھینکو۔ ہاں، اُس کو مع جڑوں اور ٹہنیوں کے اُکھاڑ پھینکو تاکہ اُس کے بجائے ربانی زندگی کا بیج 'مُقدّس عرفان' کا بیج جو 'نیکی' اور 'بدی' سے پرے ہے، پھُوٹ کر اُگ سکے۔

تُم کہتے ہو کہ میرداد کا پیغام افسُردہ ہے۔ یہ ہمیں آنے والے کل کی خُوشی سے محرُوم رکھتا ہے، یہ ہمیں گُونگا بناتا ہے، زِندگی سے بے لَوث بطور نظّارگی محض، — جبکہ ہم جوشیلے حریف بننا چاہتے ہیں۔ کیونکہ داؤ پر خواہ کُچھ بھی لگا ہو مُقابلہ میں اُترنے کا اپنا ہی لُطف ہے۔ اور شِکار خواہ چھلاوہ ہی کیوں نہ ہو، شِکار کے تعاقُب کا مزہ کُچھ اور ہی ہے۔

جب تُم اپنے دِلوں میں ایسا سوچتے ہو تو یہ بھُول جاتے ہو کہ جب تک اُن کی لگام اچھّی اور بُری خواہشات کے ہاتھ میں ہے، یہ دِل قطعی تُمہارے اپنے دِل نہیں ہیں۔

اپنے دِلوں کے مالک بننے کے لئے اپنی تمام نیک و بَد خواہشات کو محبّت کے طَشت میں گُوندھو تاکہ تُم اُن کو 'مُقدّس عِرفان' کے تنُور میں پکا سکو، جہاں تمام 'دُوئی' ربّ میں جذب ہو کر اُس کے ساتھ یکجا ہو جاتی ہے۔

اب اِس دُنیا کو جو پہلے ہی بہت پریشان حال ہے اور زیادہ پریشان کرنا بَند کر دو۔

تُم اُس کُنوئیں میں سے جس میں تُم ہر طرح کا کُوڑا کرکٹ اور کیچڑ لگاتار پھینکتے رہتے ہو، صاف پانی نِکالنے کی اُمید کیسے کر سکتے ہو؟ کِسی تالاب کا پانی، اگر تُم اُس کو ہر لمحہ کھنگالتے رہے ہو، کِس طرح صاف اور ساکن رہ سکتا ہے؟

پریشان حال دُنیا سے سکُون کی مانگ نہ کرو، مَبادہ اُس کے جواب میں 'پریشانی' سے تُمہارا دامن بھر جائے۔

نفرت بھری دُنیا سے محبّت کی مانگ نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کا جواب 'نفرت' میں آئے۔

دم توڑ رہی دُنیا سے زِندگی کی مانگ نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مانگ 'مَوت' کی مانگ سمجھ لی جائے۔ دُنیا تُمہیں اپنے سِکّے کے سِوا، جو دو طرفہ سکہ ہے، کِسی اور سِکّے میں ادائیگی نہیں کر سکتی۔

لیکن، ہاں، جو بھی مانگنا ہے اپنی لامحدود خدائی ذات سے مانگو جو پُرسکون عرفان سے بھرپور ہے۔

جس چیز کی مانگ تم اپنے آپ سے نہیں کرتے، اُس کی طلب دُنیا سے بھی نہ کرو۔ نہ ہی کسی اِنسان سے کوئی ایسی مانگ کرو جو تم نہیں چاہتے کہ وہ تم سے مانگے۔

اور وہ کیا چیز ہے جو، اگر تمہیں ساری دُنیا سے مِل بھی جائے، تو تمہارے طُوفان پر فتح حاصِل کرنے اور اُس زمین پر اُترنے میں تمہاری مددگار ہوگی، جو دُکھ اور مَوت سے اپنا رشتہ توڑ چُکی ہے، اور جس نے اَبدی 'محبّت' اور 'عِرفان' کے سکُون کے لئے عرش سے ناطہ جوڑ رکھا ہے؟ کیا وہ جائدادیں ہیں؟ اِقتدار ہے؟ شہرت ہے؟ کیا وہ حُکومت ہے؟ ناموری ہے، عِزّت ہے۔ کیا وہ تکمیل تک پہنچ چُکی حسرت ہے اور بر آئی اُمید ہے؟ مگر اِن میں سے ہر ایک وہ سرچشمہ ہے جو تُمہارے طُوفان کی پرورِش کرتا ہے۔ اِن سے دُور رہو میرے لاوارِث بچوّ! دُور، بہت دُور رہو۔

ساکِن رہو تاکہ تُم صاف رہ سکو۔

صاف رہو تاکہ تُم دُنیا کا صاف طور پر نظارہ کر سکو۔

جب تُم دُنیا میں سے اُس پار صاف صاف دیکھو گے تو تمہیں معلُوم ہوگا کہ جو نجات، سکُون اور زِندگی تُم دُنیا سے چاہتے ہو، اُس کو دینے میں وہ کس قدر نادار اور توفیق سے خالی ہے۔

دُنیا جو کُچھ تُمہیں دے سکتی ہے وہ ہے فقط ایک جسم؛ .... ایک کشتی، جس کے ذریعے دوہری زِندگی کے سمُندر کو عبُور کرنا ہے۔ جس کے لئے تُم دُنیا کے کِسی بھی اِنسان کے قرضدار نہیں ہو۔ اِس جسم کو دینے اور اُس کی پرورِش کرنے کی ذِمّہ داری کائنات کی ہے۔ اِس کو اچھی حالت میں اور طُوفان کی لہروں کے حملے برداشت کرنے کے قابل بنائے رکھیو۔ اُن اندرُونی درِندوں کو اُسی طرح پٹّے ڈال کر

پُورے ضبط میں رکھیو۔ جس طرح حضرت نُوحؑ نے حیوانوں کے گلے میں پٹے ڈال رکھے تھے اور اُن کو پُورے قابُو میں رکھا تھا، یہ تُمہارا فرض ہے اور صِرف تُمہارا۔

روشن آنکھوں والا اور ٹھوس اعتماد رکھنا، جس اعتماد نے کشتی کی پتوار کو تھامنا ہے۔ 'رضائے کُل' میں پکا یقین رکھنا جو 'عدن' کے رُوحانی مسرّت سے لبریز دروازوں تک تُمہارا رہنُما ہوگی ——— یہ تُمہارا کام ہے، اور صِرف تُمہارا۔

ملاحوں والے بے دھڑک اِرادے کا، اپنے آپ پر فتح حاصل کرنے اور 'مُقدّس عرفان' کے شجرِ حیات کا پھل چکھنے کے عزم کا مالک بننا ——— یہ بھی تمہارا فریضہ ہے، صِرف تُمہارا۔

اِنسان کی مَنزِل ربّ ہے۔ اُس سے کمتر کوئی اور منزِل نہیں، جس کیلئے اِنسان دُکھ اُٹھائے۔ کیا ہُوا اگر سفر طویل ہے اور اُس کی راہ میں آندھیاں اور طُوفان پھیلے ہُوئے ہیں۔ کیا مُقدّس دِل اور تیز آنکھوں والا اعتماد اپنی کامل فہم کے زور سے اُن آندھیوں اور طُوفانوں کو پچھاڑ کر منزِل نہیں پالے گا۔

جلدی کرو۔ کیونکہ سُست رَوی کی نذر کیا گیا وقت نہایت تکلیف دِہ وقت ہوتا ہے۔ اور اِنسان بے حد مصرُوف ہوتے ہُوئے بھی بِلاشُبہ وقت برباد کرنے سے باز نہیں آتے۔

تُم سب جہاز بنانے والے ہو، اور تُم سب جہاز چلانے والے بھی ہو۔ یہ وہ کام ہے جو تُمہیں ازل سے سونپا گیا ہے تاکہ تُم بحرِ بے کنار کا سفر طے کر سکو، جو کہ تُم آپ ہو اور اُس میں اُس ہستی کے ساتھ جس کا نام 'ربّ' ہے بے آواز ہم آہنگی قائم کر سکو۔

سب چیزوں کا ایک محور پر مرکوز ہونا ضرُوری ہے۔ جہاں سے وہ پھیل سکیں اور جس کے گِرد وہ گردِش کر سکیں۔

اگر زِندگی ——— 'اِنسان' کی زِندگی ایک دائرہ ہو اور خُدا کی جستجُو

اُس کا محور، تو تمُہارا سارا کام اُس محور پر مرکوز ہونا چاہیئے ورنہ قرمزی پسینے میں تر بتر ہوتے ہُوئے بھی وہ رائیگاں ہوگا۔

لیکن چونکہ 'انسان' کو اُس کی منزل تک لے جانا میرؔداد کا کام ہے، دیکھو، میرؔداد نے تمُہارے لئے ایک حیرت انگیز کشتی تیار کی ہے۔ وہ بنی بھی نہایت عمُدہ ہے اور اُس کی کمان بھی کامل ہے۔ یہ گوفر (Gopher) کی لکڑی اور تارکول سے نہیں بنائی گئی — اور نہ ہی اس میں پہاڑی کوّوں یا چھپکلیوں یا لکڑبگھوں کو سوار کِیا جانا ہے۔ یہ 'مقدّس عرفان' سے بنائی گئی ہے، جو اُن لوگوں کے لئے روشنی کا مینار ہوگی جو خود پر فتح مندی کے مُشتاق ہیں۔ اِس کا توازن شراب کے مٹکوں اور رَس بیلنے والے آلوں کے وزن پر قائم نہیں ہوگا، بلکہ ہر ایک چیز اور ہر ایک کے لئے محبّت سے لبریز دِلوں پر قائم ہوگا۔ اور نہ ہی اِس کشتی میں اراضیات اور منقولہ جائدادوں یا سونے، چاندی اور جواہرات کا بوجھ ہوگا۔ بلکہ اِس میں اپنی پرچھائیوں سے آزاد ہو چکی 'عرفان' کی روشنی اور نجات کے لباس میں آراستہ رُوحیں ہوں گی۔

تُم میں سے جو بھی 'زمین' سے اپنا رشتہ توڑنا چاہتے ہوں اور وہ جو ربّ میں جذب ہو جانا چاہتے ہوں اور وہ جو خُود پر فتح حاصل کرنے کے مُشتاق ہیں، آؤ اِس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

'کشتی' تیار ہے۔
ہَوا بھی ہمارے مُوافق ہے
سمُندر پُرسکُون ہے
یہ تعلیم مَیں نے 'نُوح' کو دی تھی
یہی تعلیم مَیں تُمہیں دیتا ہُوں

نرونڈا : جب مُرشد نے وعظ ختم کیا تو اب تک پُرسکُون مجمع

میں ایک سرسراہٹ سی دَوڑ گئی، جیسے کہ 'مُرشِد' کے وَعظ کے دَوران اُنہوں نے اپنے سَانس روک رکھے تھے۔

پرستش گاہ کے زِینے سے اُترنے سے پہلے 'مُرشِد' نے سَاتوں ساتھیوں کو بُلایا اور اپنا الوہی رَباب منگوایا اور اُن کے ساتھ مِل کر 'نئی کشتی' کا حمدیہ نغمہ گانا شرُوع کیا۔ ہجُوم اُس کی لَے میں شامِل ہوگیا اور ایک زبردست لہر کی مانند اُس کی شِیریں لَے عرش کو چھُونے لگی:

چل میری کشتی، ربّ تیرا کپتان

یہاں کِتاب کا وہ حصہ ختم ہو جاتا ہے جس کی دُنیا کے لئے اشاعت کی مُجھے اجازت ہے۔ جہاں تک باقی کا تعلّق ہے، اُس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

(م۔ ن)